محبت ایسا دریا ہے



فضہ بتول

محبت ایسا دریا ہے



فضہ بتول





محبت ایسا دریا ہے



کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم









یونیورسٹی کا پہلا دن اور وہ بھی اکیلے (کسی جانی پہچانی صورت یا دوست کے بغیر).. ایہاب کاظم کے ہاتھ پاؤں پھلانے کیلئیے محض یہ خیال ہی بہت کافی تھا گو کہ آپی نے اسکی کافی ہمت بندھائی تھی لیکن وہ ایہاب ہی کیا جو مجمع میں آکر جی بھر کے نہ گھبرائے. ابو اسے یونیورسٹی کے گیٹ پہ اتار کر چلے گئے تھے اور وہ لرزتے قدموں کے ساتھ اس گیٹ کو پار کر کے اندر بھی آچکی تھی. لیکن اب وہ مین ایڈمن بلاک کے ایک طرف سمٹی سمٹائی سی کھڑی بالکل کسی ایسے الو کیطرح چندھیائی ہوئی آنکھوں سے گردونواح کا جائزہ لے رہی تھی جسے اجالے میں لاکر بٹھا دیا ہو... سیاہ بڑی سی چادر میں لپٹی ہوئی وہ سانول سلونی سی لڑکی کاندھے پہ سیاہ عام سا بیگ ڈالے بار بار چادر کا کونا پیشانی تک کھینچتے ہوئے پریشان سی صرف یہ سوچ رہی تھی کہ اسکا ڈیپارٹمنٹ کس طرف ہے. کچھ ہمت کر کے اس نے قدم آگے بڑھائے. کچھ دیر ادھر سے ادھر چکرانے کے بعد وہ پھر ایک جگہ رک گئی. اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ وہ کیا کرے. بے فکرے نوجوان لڑکے لڑکیاں ادھر سے ادھر چکراتے پھر رہے تھے لیکن کسی نے بھی رک کر اس پریشان سی لڑکی کی طرف توجہ نہ دی تھی.. قریب تھا کہ وہ مارے گھبراہٹ کے رو پڑتی ایک نرم اور مہربان سی آواز اسکے قریب ہی ابھری تھی.

"مے آئی ہیلپ یو؟"

ایبہا نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا. ایک الٹرا ماڈرن اور اسٹائلش سی بہت خوبصورت لڑکی اسکے سامنے کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی. اسکے چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ تھی.

"جی.." مری مری سی آواز ایبہا کے حلق سے نکلی تھی.

"نیو کمر ہو؟" لڑکی نے پوچھا. ایبہا نے اثبات میں سر ہلایا.

"کس ڈیپارٹمنٹ کی ہو؟'

"جیوگرافی" ایبہا نے سر جھکا کر ایسے جواب دیا جیسے اپنے کسی جرم کا اعتراف کر رہی ہو.

"آئی سی.. تو یہاں کیوں کھڑی ہو؟" لڑکی نے سر کو خفیف سی جنبش دے کر پوچھا .

"ڈڈ..ڈیپارٹمنٹ نہیں مل رہا." ایبہا ہکلائی. لڑکی نے ایک نظر اسکے فق چہرے کیطرف دیکھا اور ایک نگاہ اسکے عقب میں بنے ڈیپارٹمنٹ پی ڈالی جہاں واضح طور پر جیوگرافی ڈیپارٹمنٹ لکھا ہوا نظر آرہا تھا .

"یہ تمہارے پیچھے ہی تو ہے جیوگرافی ڈیپارٹمنٹ." اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا. ایبہا نے بے اختیار مڑ کر دیکھا اور بے طرح جھینپ گئ.

"بائے داوے میں روحینہ ہوں. کیمسٹری میں ماسٹرز کر رہی ہوں. سیکنڈ لاسٹ سمسٹر ہے میرا." لڑکی نے اپنا نازک سا سپید ہاتھ اسکی جانب بڑھا کر اپنا تعارف کروایا تھا. ایبہا نے کچھ جھجھکتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا

"تمہارا نام کیا ہے؟" روحینہ نے پوچھا.
"ایہا." وہ جواباً مدھم لہجے میں بولی. خوبصورت اور بااعتماد روحینہ کے سامنے اسے اپنا آپ بہت بودا سا لگنے لگا تھا.
"نائس نیم.. اچھا ایہا میرا ڈیپارٹمنٹ وہ سامنے ہے. تمہیں کوئی بھی پرابلم ہو تو تم مجھ سے کہہ سکتی ہو." ہاتھ کے اشارے سے بڑے سے گراؤنڈ کے اس پار اشارہ کرتے ہوئے روحینہ نے پرخلوص انداز میں کہا تھا. ایہا نے سر ہلا دیا.
"آؤ میں تمہیں تمہاری کلاس تک چھوڑ آؤں. ایکچوئیلی یونیورسٹی اتنی بڑی ہے کہ اکثر نیو کمرز فرسٹ ڈے بوکھلا جاتے ہیں." وہ بالکل نارمل سے انداز میں کہتی اسکا ہاتھ تھام کر ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھی تھی. ایہا کی جھجھک کچھ کم ہونے لگی.
"میری ایک دو فرینڈز ہیں یہاں بھی. میں ان سے کہہ دونگی کہ تمہارا خیال رکھا کریں." وہ اسے بتا رہی تھی. اسے اسکی کلاس تک چھوڑ کر وہ اسے پریشان نہ ہونے کی تاکید کرکے چلی گئی تھی. ایہا لرزتے قدموں کے ساتھ کلاس میں داخل ہوگئی. کلاس میں لڑکوں کی تعداد زیادہ تھی اور ان سب ہی نے ایک نظر اس پہ ڈالی تھی. سر تا پا سیاہ چادر میں لپٹی سانولی سی وہ لڑکی شکل سے ہی دبو نظر آرہی تھی. لڑکوں اسمیں کچھ خاص چارم نظر نہ آیا تھا. ایہا پیچھے کے بینچز میں سے ایک پہ جاکر بیٹھ گئی.



"اوہ گاڈ ممی! میں آپکو بتا نہیں سکتی کہ وہ کتنی انڈر کانفیڈنٹ لڑکی تھی. بیچاری اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ مجھے ڈر تھا کہیں رو ہی نہ پڑے." روحینہ کافی دیر سے شکیلہ بیگم کے کان کھا رہی تھی.

"تو بیٹا آپ اسکے ساتھ دوستی کرلیں اور اسے گائیڈ کرتی رہا کریں. آہستہ آہستہ وہ بھی یونیورسٹی میں ایڈجسٹ کرجائے گی" شکیلہ بیگم نے ایک فیشن میگزین کے اوراق پلٹتے ہوئے اپنے مخصوص مہذب لہجے میں جواب دیا تھا.

"ہاں ممی میں نے تو اس سے فرینڈشپ کرنے کا پکا ارادہ کرلیا ہے. بہت ہی انووسنٹ اور کیوٹ سی ہے وہ. چھوٹی سی لگتی ہے بالکل کسی کالج گرل کیطرح." روحینہ کے ذہن پہ آج صرف اور صرف ایہا سوار تھی.

"کون چھوٹی سی لگتی ہے جناب" ایک شوخ اور دلکش مردانہ آواز پہ وہ دونوں ہی بے طرح چونک کر متوجہ ہوئیں. اور پھر روحینہ "ولی بھیا" کا نعرہ لگا کر اچھل پڑی. ولید حسن آرمی کے فل یونیفارم میں ایک چھوٹا سا سفری بیگ کندھے سے لٹکائے کمرے میں داخل ہو رہا تھا. اسکی شیو بڑھی ہوئی تھی اور چہرے پہ تھکن کے آثار تھے مگر سیاہ آنکھیں زندگی کی چمک سے بھرپور تھیں.

"واٹ آ سرپرائز.." روحینہ بھائی سے لپٹ گئی تھی.
"کیسی ہے میری گڑیا" ولید نے بہن کے سر پر پیار کرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں پوچھا.
"ایک دم فٹ." روحینہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی.
"اسلام علیکم ممی." ولید نے آگے بڑھ کر شکیلہ بیگم کے دونوں ہاتھ تھام کر عقیدت سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تھے. یہ اسکی بچپن کی عادت تھی.
"وعلیکم اسلام" جیتے رہئیے." شکیلہ بیگم نے اپنے فرمانبردار بیٹے کے سر پہ بوسہ دیا تھا.
"اف بھیا مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے آپکو یہاں دیکھ کر کہ میں بیان نہیں کر سکتی." روحینہ کی خوشی اسکے چہرے سے عیاں تھی. ولید مسکراتے ہوئے ماں کے برابر بیٹھ گیا.
"کتنے دنوں کیلیئے آئے ہیں بیٹا؟" شکیلہ بیگم نے محبت سے اسکا چہرا ہاتھ سے چھو کر پوچھا.
"پورے ایک ماہ کیلئیے آیا ہوں ممی.." اسکے جواب پہ روحینہ تو اچھل ہی پڑی تھی.
"واؤ اٹ مینز کہ آپ سکندر بھیا کی شادی اٹینڈ کر کے جائینگے. کتنا مزہ آئے گا." وہ ایکسائیٹڈ ہو کر بولی.
"بالکل خوب انجوائے کرینگے سب مل کر." ولید نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی.
"بالکل انجوائے کرنا. لیکن ابھی جا کر ملازم سے کہہ کر بھائی کا کمرہ درست کروائیں اور جاتے ہوئے ملازمہ سے چائے کیلئیے بھی کہتی ہوئی جائیں" شکیلہ بیگم کی ہدایت پہ وہ "جی اچھا" کہہ

کر کمرے سے چلی گئی تھی.

"ممی.. آپکو بہت مس کرتا ہوں میں." ولید نے انکی گود میں سر رکھ دیا.

"میں بھی آپکو بہت مس کرتی ہوں بیٹا لیکن پھر یہ سوچ کر میرے دل کو قرار آجاتا ہے کہ میرا بیٹا ملک کے دشمنوں کے خلاف برسرپیکار ہے. مجھے تو فخر کرنا چاہیئے کہ میں ایک بہادر فوجی کی ماں ہوں." اسکے سیاہ بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ مامتا سے پر لہجے میں کہہ رہی تھیں. ولید کو اپنی ماں کے عزم وہمت پہ فخر محسوس ہوا. یہ انہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آج وہ تینوں بہن بھائی زندگی کے ہر میدان میں کامیابیاں سمیٹ رہے تھے.

"ممی مجھے لاہور ٹرانسفر کر دیا گیا ہے. اب آپ میرے ساتھ چل کر رہیں وہاں مجھے فرسٹ کلاس گھر بھی ملے گا." ولید نے انکو بتایا.

"نہیں بیٹا میں ادھر ہی ٹھیک ہوں. میرے جانے سے گھر کا سارا نظام الٹ پلٹ جاتا ہے.روحینہ اور سکندر کیلئیے مسئلہ بن جاتا ہے"

"کیا ممی آپکو اپنے دو بچوں کا خیال ہے اور تیسرے کی کوئی فکر نہیں. میں اتنے عرصے سے آپ سب سے دور تنہا زندگی گزار رہا ہوں." ولید کے شکوے پہ شکیلہ بیگم مسکرائیں.

"آپکی تنہائی حل سوچ لیا ہے میں نے".

"اور وہ حل ضرور بھیا کی شادی ہے. ہے ناں ممی؟" روحینہ نے کمرے میں داخل

ہوتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا تھا. شکیلہ بیگم کھل کر مسکرائی تھیں .

"بالکل سکندر کے بعد اب ولی کی ہی باری ہے" وہ بولیں.

"بھیا کوئی لڑکی پسند ہے تو ابھی بتا دیں بعد میں شکوہ مت کیجیئے گا کہ آپکی مرضی کا خیال نہیں کیا گیا." روحینہ فلور کشن پہ بیٹھتے ہوئے بولی.

"ہاں بیٹا آپکی جو پسند ہے اسکا اظہار کر دیجئیے. زندگی تو آپ نے ہی گزارنی ہے." شکیلہ بیگم ایک روشن خیال خاتون تھیں انھوں نے کبھی بھی اپنے بچوں کو کسی بات کیلئیے پریشرائز نہ کیا تھا.

"پسند تو کوئی نہیں ہے ممی. اگر کوئی پسند آئیگی تو سب سے پہلے آپکو ہی بتاؤنگا." ولید نے سنجیدگی سے جواباً کہا.

"ویسے آپکو کس قسم کی لڑکیاں پسند ہیں ولی بھیا؟" روحینہ نے پراشتیاق لہجے میں پوچھا تھا.

"با حیا" ولید کا ایک حرفی جواب تھا .

اور جواب دیکر وہ اٹھ کر "میں فریش ہو کر آتا ہوں" کہہ کر کمرے سے چلا گیا تھا.

"کیسا رہا دن؟" وہ جیسے ہی یونیورسٹی سے گھر پہنچی نیہا نے دروازہ کھولتے ہی سوال داغا تھا. ایہا تھکے تھکے انداز میں آنگن میں بچھی چارپائی پہ بیٹھ گئی.

"صیحیح تھا بس"..
"کوئی سہیلیاں بنیں؟" نیہا بھی اسکے برابر بیٹھ گئی تھی.
"اتنی جلدی بھلا دوستی کیسے ہوسکتی ہے آپی." وہ چادر اتار کر طے کرنے لگی.
"دوستی تو ایک منٹ میں ہوجاتی ہے پاگل لڑکی".
"تمہاری ہوجاتی ہوگی میری تو نہیں ہوتی. میری تو کلاس میں کسی سے سلام دعا بھی نہیں ہوئی آج." چادر طے کرکے سائیڈ پہ رکھتے ہوئے اس نے جواب دیا.
"تم کیا چیز ہو آپی. اچھا یہ بتاؤ کلاس میں لڑکے زیادہ ہیں یا لڑکیاں؟" نیہا کا تجسس عروج پہ تھا اور کیوں نہ ہوتا ایہا خاندان بھر کی پہلی لڑکی تھی جو یونیورسٹی میں داخل ہوئی تھی. ورنہ انکے خاندان کی کوئی بھی لڑکی میٹرک ایف اے سے آگے پڑھ نہ پاتی تھیں. یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انکے خاندان میں تعلیم حاصل کرنے پہ زیادہ توجہ ہی نہ دی جاتی تھی. نیہا بھی ایف اے میں مر مر کے پاس ہوکر گھر بیٹھ گئی تھی. پھپھو کے سب سے آخری سپوت سے منسوب تھی اور پانچ ماہ بعد اسکی شادی ہونا قرار پائی تھی. انکا گھرانہ پردے کا پابند اور بہت حد تک تنگ نظر تھا. ایسے میں ایہا کے تعلیم میں انٹرسٹ اور ایف ایس سی کے بعد بی ایس سی میں بھی شاندار رزلٹ نے ابو کے دل میں یہ خواہش جگا ڈالی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں گے. خاندان بھر سے مخالفت بھی کی گئی مگر وہ اپنے فیصلے سے نہ ہٹے تھے. اور

ایہا کو اسلام آباد کی ایک مشہور یونیورسٹی میں داخلہ دلوا کر ہی دم لیا تھا. اسکے شاندار مارکس اور بہترین ایڈمیشن ٹیسٹ کے باعث اسے میرٹ پہ داخلہ ملا تھا. ایہا فطرتاً دبو اور شرمیلی تھی. وہ تو سکول کالج میں لڑکیوں کے سامنے بات کرتے ہوئے گھبرا جایا کرتی رھی کجا کہ یونیورسٹی میں کلاس بھی لڑکوں سے بھری پڑی تھی اور پڑھانے والے بھی سب مرد.. اسکا گھبرانا ایک نارمل سی بات تھی.

"لڑکے زیادہ ہیں .. اور آپی ٹیچرز بھی سب مرد ہیں." اس نے جواباً بتایا.

"اور وہ سب لوگ بہت امیر امیر ہیں. یہ فر فر انگلش بولنے والے. میں تو وہاں ہر طرح سے مس فٹ ہوں." وہ ازحد مرعوب نظر آرہی تھی.

"ایک تو میں تمہاری اس احساس کتری سے بہت تنگ ہوں بھئی. وہ سب انسان ہیں کوئی شیر چیتے نہیں کہ تمہیں چیر پھاڑ کر ڈکار لینگے. اور جہاں تک بات ہے امیر ہونے کی تو اللہ کا شکر ہے ہمیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے الحمدللہ رزق کی فراوانی ہے کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑا. اور فر فر انگریزی بولنے کی کیا بات کرتی ہو تم آجکل تو ہر دوسرا بندہ انگریزی بولتا ہوا نظر آتا ہے. لہٰذا تم خدا کیلئیے ان فضول سوچوں کو اپنے ذہن میں جگہ مت دو" نیہا نے اچھی خاصی تقریر کر ڈالی تھی. وہ ہمیشہ ہی ایہا کو زندگی کے مثبت پہلو دکھانے کی کوشش کرتی تھی. مگر ایہا پہ کبھی اسکی تقریروں کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا.

"ارے آپی تو کب آئی؟" امی اندرونی کمرے سے برآمد ہوئی تھیں.
"ابھی آئی ہوں عامر کیساتھ" اس نے جواب دیا.
"عامر کہاں ہے؟" امی نے پوچھا
"پتہ نہیں مجھے چھوڑ کر کہیں نکل گیا ایک منٹ کیلئیے بھی نہیں رکا." اس نے بتایا.
"ایک تو میں اس لڑکے سے بہت تنگ ہوں نجانے اسکا دل گھر میں کیوں نہیں لگتا. ہر وقت وہ اللہ ماری موٹر سائیکل لئیے آوارہ گردیاں کرتا رہتا ہے. جانیہا اپنے ابو کو فون کر دے کہ دکان سے آتے ہوئے ایک کلو آلو لیتے ہوئے آئیں. اس موئے عامر نے تو اب پتہ نہیں کب شکل دکھانی ہے." امی حسب عادت نان اسٹاپ بولتے ہوئے تخت پہ براجمان ہو گئیں.
نیہا اٹھ کر ابو کو فون کرنے چلی گئی.
"تو کیوں بیٹھی ہے. جا جا کر کپڑے بدل اور کھانا کھا." انھوں نے اسے گھر کا تو وہ ناچار اٹھ کر اپنے اور نیہا کے مشترکہ کمرے کیطرف بڑھ گئی.
"تم نے اچھا کیا ولی جو آ گئے. یہاں تو سب خواتین اپنی شاپنگ میں اس قدر مگن رہتی ہیں کہ مجھ بیچارے کا کسی کو کوئی خیال ہی نہیں آتا. اب تم آ گئے ہو تو میری شاپنگ بھی اچھی طرح سے ہو جائیگی." رات کے کھانے پہ گھر کے سب افراد جمع تھے. سکندر کی اس بات پہ ولید سمیت سب مسکرائے تھے.

"کل سے ہی آپکی شاپنگ اسٹارٹ کرینگے بھائی جان فکر مت کیجئیے." ولید اپنی پلیٹ میں چاول نکالتے ہوئے بولا.

"جی بالکل فکر مت کیجئیے دولہا صاحب آپکو اپنی شادی کے دن پرانے کپڑے نہیں پہننے پڑینگے." روحینہ شرارت سے بولی.

"میں سوچ رہا ہوں کہ کل شزاء بھابھی سے ہی مل آؤں. کب سے ملاقات نہیں ہوئی ان سے." ولید نے چند لمحوں بعد کہا.

"ہاں بیٹا ضرور جائیے شزاء بھی اکثر آپکا پوچھتی ہے." شکیلہ بیگم نے بھی گفتگو میں حصہ لیا.

"میں بھی چلونگی ولی بھیا." روحینہ بولی

"آپ بھی چلیں گے سکندر بھائی؟" ولید نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ سکندر کی طرف دیکھا.

"بالکل نہیں شادی میں صرف دو ہفتے رہ گئے ہیں اب سکندر کا روز روز وہاں جانا مناسب نہیں ہے." سکندر کے کچھ بولنے سے قبل ہی شکیلہ بیگم بول اٹھی تھیں. سکندر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا. جبکہ ولید اور روحینہ دبی دبی سی ہنسی ہنسنے لگے.

"فاٹا کے حالات کیسے ہیں اب؟" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد سکندر نے ولید کو مخاطب کیا.

"بہتر ہیں لیکن مکمل قیام امن میں ابھی مزید کچھ وقت لگے گا. ان شاءاللہ جلد حالات بالکل

نارمل ہوجائینگے." ولید نے جواباً پر امید لہجے میں کہا.
"ملک میں قیام امن کیلئیے فوج کو کتنی قربانیاں دینی پڑتی ہیں." روحینہ بولی.
"ہاں. کسی بھی عظیم مقصد کا حصول قربانیوں کے بغیر ممکن نہیں ہوتا روحی اور مسلمان تو شہادت کی موت کو زندگی پہ ترجیح دیتا ہے." ولید کے لہجے میں تفاخر تھا.. مان تھا..
"پتہ ہے جب علی نے میرے سامنے سینے پہ گولی کھا کر میرے ہاتھوں میں جان دی تھی تب میں نے جانا تھا کہ شہادت کی موت کیا ہوتی ہے. اسکی دونوں ٹانگوں میں گولی لگی تھی اسکے سینے میں گولی پیوست تھی اسکی سانسیں اکھڑ رہی تھیں لیکن اس عالم میں بھی وہ مسکرا رہا تھا. اسکی زبان پہ کلمہ طیبہ جاری تھا. اس لمحے میرے دل میں شدت سے یہ خواہش جاگی تھی کہ کاش علی کی جگہ میں ہوتا. اور اسکے بعد اتنے عرصے سے دشمنوں کیخلاف لڑتے ہوئے ہر لمحہ میرے دل میں یہی آرزو رہی کہ میں بھی شہادت کا رتبہ حاصل کروں".
علی ولید کا بچپن کا دوست تھا فوجی بننا دونوں کا جنون تھا دونوں نے اکٹھے ہی آرمی جوائن کی تھی اور تین سال قبل دونوں کو اکٹھے ہی وزیرستان بھیجا گیا تھا جہاں علی نے جام شہادت نوش کیا تھا. ولید جب بھی اسکا تذکرہ کرتا اسکی آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ کی جھلک ہوتی .
"ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائینگی مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ بہت جلد ہمارا ملک امن کا

گہوارہ بن جائیگا۔" ولید کے لہجے میں عزم تھا. سب نے دل ہی دل میں آمین کہا تھا.
"لاہور میں اپکی ایڈجسٹ منٹ آسانی سے ہو جائیگی ناں بھیا. وہاں تو کافی دوست ہیں آپکے." روحینہ نے پوچھا
"ہاں ایڈجسٹ منٹ تو ہو جائیگی لیکن میری دلی خواہش ہے کہ میں ان ایریاز میں پوسٹڈ رہوں جہاں پہ امن و امان کی صورتحال خراب ہے." ولید نے کھانا ختم کر کے نیپکین سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا .
"بٹ آئی تھنک یو نیڈ آبریک." سکندر نے کہا.
"آپ کیا جانیں بھائی جان اپنے وطن کیخاطر بے آرام زندگی گزارنے میں کتنا سکون ہے. سنسناتی گولیوں اور بموں کی گھن گھرج میں مجھے اپنا آپ بے حد تازہ دم محسوس ہوتا ہے." ولید کی سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں.
"شادی کے بعد کیا کرینگے. ہمیں تو کئی کئی ماہ تک شکل نہیں دکھاتے مگر بیوی تو لڑائی جھگڑے کریگی." روحینہ منہ بنا کر بولی.
"ایک فوجی کی بیوی کو عزم و حوصلے کی اعلیٰ مثال ہونا چاہئیے" ولید نے کہا.
"بیویاں یہ باتیں نہیں سمجھتیں بیٹا. انہیں فل اٹین شن چاہئیے ہوتی ہے." سکندر نے لقمہ دیا.
"میں کسی سطحی سوچ رکھنے والی لڑکی سے شادی ہی نہیں کرونگا. میری شریک حیات وہ لڑکی

بنے گی جس کے دل میں پاکستان کی محبت ہر محبت سے بڑھ کر ہو اور جس کا دل وطن عزیز کی خاطر جذبہ قربانی سے لبریز ہو." ولید کے جواب پہ شکیلہ بیگم مسکرائیں.
"پھر تو بیٹا جی آپکیلئیے آرڈر پہ لڑکی تیار کروانی پڑے گی." شکیلہ بیگم کی بات پہ سب ہی ہنس پڑے تھے.

"ہائے ایہا!" روحینہ اسے دور سے ہی دیکھ کر زور سے بولی تھی. اور وہ جو اپنے دھیان میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف جا رہی تھی چونک کر رک گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی.
"ادھر ہوں میں لڑکی" روحینہ نے عقب سے اسکے شانے پہ ہاتھ مارا تو وہ بے اختیار مڑی.
"اسلام علیکم!" وہ کنفیوز سے انداز میں بولی.
"وعلیکم السلام! کیسی ہو؟" روحینہ بہت تیز تیز بولتی تھی. اور اسمیں بلا کا اعتماد تھا. ایہا اس سے مرعوب تھی.
"جی ٹھیک ہوں. اپکا کیا حال ہے؟" ایہا نے مدھم لہجے میں پوچھا
"ایکدم فٹ ہوں. اگر تم بزی نہیں ہو تو آؤ کچھ دیر کیفیٹیریا میں بیٹھتے ہیں." روحینہ کا انداز دوستانہ تھا. ایہا کو قدرے حوصلہ ہوا. ابھی اسکی کوئی کلاس بھی نہ تھی لہٰذا وہ اسکے ساتھ کیفیٹیریا چلی آئی. صبح کے دس بجے کا عمل تھا. کیفیٹیریا میں اکا دکا ہی میزیں آباد تھیں. وہ

دونوں ایک دورافتادہ میز پہ آبیٹھی.

"کیا کھاؤگی؟" روحینہ نے اپنا بیگ میز پہ رکھتے ہوئے پوچھا.

"کچھ نہیں. میں ناشتہ کرکے آئی ہوں." ایہا نے جواب دیا

"وہ تو میں بھی کر کے آئی ہوں. مگر کیفٹیریا آکر کچھ نہ کھانا بڑا غیر قدرتی سا لگتا ہے. تم بیٹھو میں ابھی آئی." وہ خوشگوار لہجے میں بول کر پلٹ کے کاؤنٹر کیطرف چلی گئی. ایہا نے حسب عادت اپنی سیاہ چادر کا پلو پیشانی تک کھینچا اور گردونواح کا جائزہ لینے لگی. قدرے فاصلے پر ایک میز پہ ایک لڑکا لڑکی بیٹھے تھے. لڑکا بڑی لگاوٹ سے لڑکی کے منہ میں بریانی کا چمچ ڈال رہا تھا. اس نے اپنے دل میں استغفراللہ پڑھی اور نظریں جھکا کر میز کی سطح پہ جمادیں.

"صبح صبح ٹھنڈا ٹھار مینگو شیک." روحینہ نے ملک شیک کے دو گلاس میز پہ رکھے اور خود بھی سامنے والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی.

"آپ نے بلاوجہ تکلف کیا" ایہا نے کہا.

"کم آن یار دوستی میں فارمیلٹی نہیں ہوتی." روحینہ نے شیک کا سپ لیا. ایہا دل ہی دل میں حیران تھی کہ کیسے مزے سے اس لڑکی نے اسے اپنی دوست ڈکلئیر کردیا تھا.

"تم کدھر رہتی ہو؟" روحینہ نے پوچھا

"پنڈی میں.'اس نے سرجھکا کر جواب دیا.

"گڈ. کتنے بہن بھائی ہیں تمہارے؟ "

"تین. ایک بہن مجھ سے بڑی ہے پھر میں ہوں پھر چھوٹا بھائی".

"اچھا ہم بھی تین بہن بھائی ہیں. لیکن میں اکلوتی اور سب سے چھوٹی ہوں. دونوں بھائی بڑے ہیں مجھ سے. ایک بھائی بزنس کرتے ہیں اور دوسرے آرمی میں کیپٹن ہیں. "روحینہ نے بتایا. ایہا محض سر ہلا کر رہ گئی.

"تمہارے فادر کیا کرتے ہیں؟ "

"انکی اپنی گارمنٹس شاپ ہے" ایہا نے جواباً سر جھکا کر کہا. اس امیر اور طرحدار لڑکی کے سامنے اسے ابو کے کاروبار پہ شرمندگی ہو رہی تھی.

"واہ پھر تو مجھے اپنے ابو کی شاپ سے ہی شاپنگ کروا دو ناں ڈسکاؤنٹ پہ. میرے بھائی جان کی شادی ہے کچھ دنوں بعد. "روحینہ شرارت آمیز لہجے میں بول رہی تھی. ایہا نے ذرا غور سے اسکی طرف دیکھا. روحینہ کی آنکھوں میں اسے کہیں بھی طنز نظر نہ آیا تھا. اسکی شرمندگی ذرا کم ہوئی.

"لیڈیز گارمنٹس کی شاپ نہیں ہے انکی" اسکے ہونٹوں پہ خفیف سی مسکراہٹ دکھائی دی تھی. اور مسکراتے ہوئے اسکے دائیں گال میں بڑا گہرا بھنور پڑتا تھا.

"ارے تمہارا ڈمپل کتنا کیوٹ ہے. "روحینہ بے اختیار بولی. ایہا جھینپ سی گئی. اسکے سادہ

سے چہرے پہ حیا کا گلابی پن جھلکنے لگا.
"یو آر سو کیوٹ" روحینہ نے مسکرا کے کہا. ایہانے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا. اسکے پورے خاندان میں اسے کم شکل سمجھا جاتا تھا. کالج اسکول میں بھی کبھی کوئی تعریفی جملہ سننے کو نہ ملا تھا. اب سامنے بیٹھی سبز آنکھوں اور گولڈن براؤن بالوں والی بے حد حسین روحینہ کے منہ سے اپنے لیئے تعریفی کلمات سن کر اسکی حیرانی بجا تھی.
"میں تو می اور ولی بھیا کو بھی بتاتی ہوں کہ میری ایک بہت ہی کیوٹ سی فرینڈ بنی ہے. ممی کہہ رہی تھیں کہ کسی دن اپنی نئی دوست کو گھر لے کر آنا. تم چلناناں میرے ساتھ میرے گھر." روحینہ سادہ سے پرخلوص انداز میں بات کر رہی تھی.
"ابو سے اجازت لینی پڑیگی. اصل میں ہماری فیملی تھوڑی سخت ہے. لڑکیوں کا کہیں بھی آناجانا پسند نہیں کیا جاتا." ایہا نے اسے بتایا.
"آئی سی.. چلو میرے بھائی کی شادی میں تو آؤگی ناں؟"
"ابو نے اجازت دی تو ضرور آؤنگی".
"میں تمہارے ابو سے خود اجازت لے لونگی تمہارے گھر آکر. میں تو آسکتی ہوں ناں تمہارے گھر؟" روحینہ نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر پوچھا.
"جی ضرور. موسٹ ویلکم. جب آپکا دل چاہے آیئے گا." ایہانے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر

خلوص سے پر لہجے میں کہا.
"سو سوئیٹ آف یو." روحینہ نہال ہو گئی تھی .
ایہا دل سے مسکرائی تھی .

" آپی امی کہہ رہی ہیں جلدی سے روٹی ڈال دو پھپھو لوگ کب سے آئے بیٹھے ہیں. "نیہا نے کمرے میں جھانک کر امی کا پیغام اس تک پہنچایا اور سرعت سے واپس بھی چلی گئی تھی. ایہا نے کسلمندی سے اٹھ کر بال دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر باندھے اور پاؤں میں چپلیں ڈال کر دوپٹہ نماز کے انداز میں لپیٹتی ہوئی کمرے سے باہر آئی. رات کے آٹھ بجے کا عمل تھا وہ یونیورسٹی سے آکر جو سوئی تو اب جا کے آنکھ کھلی تھی. وہ صحن میں آئی جہاں تخت پہ دادو کے ساتھ پھپھو اور ابو براجمان تھے جبکہ سامنے بچھی کرسیوں میں سے ایک پہ زبیر بھائی مؤدب سے انداز میں سر جھکائے بیٹھے تھے اور دوسری کرسی پہ امی بیٹھی ہوئی تھیں. پھپھو ہمیشہ کیطرح زبیر بھائی کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں.
"اسلام علیکم!" اس نے قدرے اونچی آواز میں سلام کیا تھا. وہ سبھی اسکی طرف متوجہ ہوئے.
"وعلیکم السلام! توفیق ہو گئی تجھے پھپھی کو سلام کرنے کی دو گھنٹے سے آئی بیٹھی ہوں تو نے

جھانک کے نہ دیا. "پھپھو کی زبان سے مجال ہے جو کبھی کوئی میٹھی بات غلطی سے بھی نکلی ہو.
اس نے چپ چاپ آگے بڑھ کر انکے آگے سر جھکا یا.
"جیتی رہو مگر یہ بالکل غلط طریقہ ہے کہ بڑی بہن صبح سے شام تک کچن میں سڑے اور تم خواب خرگوش کے مزے لوٹتی رہو" اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بھی انکا لہجہ نرم نہ ہوا تھا.
"آپا یونیورسٹی سے آکر تھک جاتی ہے اسی لئیے سو جاتی ہے." ابو نے اسکی حمایت کرنی چاہی.
"ارے تو ضرورت ہی کیا تھی یونیورسٹی بھیجنے کی. چودہ جماعتیں پڑھ لی تھیں کافی تھیں."
پھپھو نے فوراً سے کہا. وہ چپ چاپ وہاں سے کھسک کر کچن میں آگئی. کچن کی ایک کھڑکی صحن کی جانب کھلتی تھی اسلئیے وہ وہاں ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ بآسانی سن سکتی تھی.
"آپا میری بچی پڑھائی میں بہت اچھی ہے." ابو نے کہا.
"ارے اچھی ہے تو سولہ جماعتیں پڑھ کر کونسا عبدالقدیر خان بن جانا ہے اس نے. ہمارے خاندان میں کونسا لڑکیوں کو نوکری کرنی ہوتی ہے." پھپھو کا لہجی تلخ تھا. ایہانے فریج سے گوندھا ہوا آٹا نکال کر کاؤنٹر پہ رکھا.
"آپا ساری بات نوکری کی نہیں ہوتی. میری خواہش لے کہ میری بچی اعلٰی تعلیمیافتہ ہو." ابو ہمیشہ اسکا مقدمہ لڑتے تھے. اس نے چولہا جلا کر توا اس پہ رکھا اور پیڑے بنانے لگی.

"ہمارے گھر کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے. اور اس کاظم کی تو عقل ہی گھاس چرنے گئی ہوئی ہے"
دادو نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا.
"سب آپکی ڈھیل کا نتیجہ ہے امی جی. جب آپی نے میٹرک کیا تھا اس وقت اسلم کے لڑکے کا رشتہ لائی تھی میں اسکیلئیے. تب شادی کر دی ہوتی تو آج چار بچوں کی ماں ہوتی. گھر کی ذمے داری پڑتی تو ڈگریاں لینے کے سارے شوق ختم ہو جاتے".
اسلم چاچا اسکے ابو کے کزن تھے انکا ہونہار سپوت ٹیکسی چلاتا تھا. خیر سے اب تو وہ شادی شدہ چار بچوں کا باپ تھا اسکے شاید فرشتوں کو بھی کبھی ایہا سے شادی نی ہونے کا غم نہ ہوا ہو مگر یہ پھپھو تھیں جنکو آج تک یہ رشتی نہ ہونے کا قلق تھا.
"آپا اسلم کا لڑکا ایہا سے عمر میں دس سال بڑا ہے اور تب تو ایہا صرف سولہ سال کی تھی. آجکل اتنی کم عمری میں بچیاں بیاہنے کا کہاں رواج رہ گیا ہے" ابو کے لہجے میں ناگواری تھی.
"ہاں ہاں بھیا تم گھر بٹھائے بٹھائے بڑھیا کر دینا اپنی لاڈلی کو اور ڈگریوں کا ہار بٹیا کے گلے میں ڈال دینا." پھپھو کا یہ فیورٹ ٹاپک تھا. وہ جب جب آتیں ابو کو ایہا کی تعلیم چھڑوا دینے پہ خوب زور دیتیں.
"اللہ نہ کری میری بچی گھر بیٹھے بیٹھے بوڑھی ہو جائے. آپا خدا کیلئیے ایدی باتیں تو منہ سے نہ نکالیں." امی تو دہل گئیں تھیں. کچن میں ایہا روٹیاں پکا پکا کر ہاٹ پاٹ میں رکھتی جا رہی تھی

اور ٹپا ٹپ آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے جارہے تھے .
"ارے تو کچھ غلط تو نہیں کہہ رہی میں. آجکل تو ایک سے ایک حسین لڑکی رشتے کے انتظار میں گھر بیٹھی ہے تو پھر آپی جیسی عام شکل کی لڑکی کو کون پسند کریگا." پھپھو کا یہ تکیہ کلام تھا... ایہا کی آنکھوں سے اور تیزی سے ساون بھادوں جاری ہو گیا تھا.
"سعیدہ صیحیح کہہ رہی ہے کاظم. کچھ عقل کو ہاتھ مار." دادو ہمیشہ پھپھو کی سائیڈ لیتی تھیں.
"میری آپی میں کوئی کمی نہیں ہے. اللہ نے اسکا نصیب بہت اچھا لکھا ہے انشاءاللہ." ابو کا لہجہ پر یقین تھا .
"اے بھیا ہم تو خیر خواہ ہیں آگے تمہاری مرضی. آخر کو اولاد تو تمہاری ہی ہے. خیر میں تو اپنی نیہا کے کپڑوں کا ناپ لینے آئی تھی کہاں ہے نیہا؟" پھپھو نے بات کا رخ بدل دیا تھا ن امی نے نیہا کو آواز دی اور وہ فوراً ہی اندرونی کمرے سے بر آمد ہوئی تھی. اب صحن میں ہونے والی گفتگو کا مرکز نیہا اور زبیر کی متوقع شادی تھی. ایہا نے روٹیاں پکا کر آٹا فریج میں رکھا اور ٹرالی میں کھانا سیٹ کر کے کچن سے نکل کر چھوٹے سے لاؤنج میں آئی. جہاں عامر صوفے پہ آڑا ترچھا لیٹا ٹی وی پہ ریسلنگ دیکھ رہا تھا.
"عامر کچن میں کھانے کی ٹرالی رکھی ہے وہ صحن میں دے آؤ." اس نے عامر کو مخاطب کیا
"خود دے آؤ" عامر نے ہمیشہ کیطرح ٹکا سا جواب دیا تھا.

"دے آؤ ناں جاکر یہ ریسلنگ بھاگی نہیں جارہی کہیں." اس نے غصہ دکھایا.
"تمہارے اپنے پیروں میں مہندی تو نہیں لگی ہوئی ناں. نہ ہی تم پھپھو سے پردہ کرتی ہو."
عامر اس سے چار سال چھوٹا تھا مگر اکثر ادے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اسکی بڑی نہیں بلکہ چھوٹی بہن ہے. ایہا نے دانت کچکچائے
"مرو تم بدتمیز.." وہ پاؤں پٹختی ہوئی کچن میں آئی تو ٹرالی ندارد تھی. اس نے کھڑکی سے صحن میں جھانکا تو نیہا پھپھو کو کھانا پیش کرتی نظر آئی. اس نے گہرا سانس بھرا اور اپنے کمرے میں آگئی. اسکا دل ہمیشہ کیطرح پھپھو کے جلد از جلد چلے جانے کی دعا مانگ رہا تھا.

"اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟" روحینہ دھپ سے اسکے برابر آبیٹھی تھی. ایہانے چونک کر اسکی طرف دیکھا وہ اس وقت اپنے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پہ بیٹھی ہوئی تھی.
"بس یونہی." اس نے جواباً مدھم لہجے میں کہا. روحینہ نے بغور اسکے چہرے کیطرف دیکھا وہ اداس نظر آرہی تھی.
"کیا ہوا؟" اداس کیوں ہو؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا
"نہیں تو بس آج یونیورسٹی آنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا." اسنے کمزور لہجے میں جواب دیا.
"تو چلو کہیں گھومنے چلتے ہیں." روحینہ نے جھٹ سے کہا.

"نہیں مجھے گھر سے پرمیشن نہیں ہے".
"اوہ ہاں. اچھا چلس یہیں واک کرتے ہیں." روحینہ کے کہنے پہ وہ اسکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی. وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر دائیں جانب مڑ گئیں.
تمہاری اسٹڈیز کیسی چل رہی ہیں؟" روحینہ نے اس سے پوچھا.
"بہت اچھی. جیوگرافی میرا فیورٹ سبجیکٹ ہے." ایہا نے مسکرا کے جواب دیا.
"ویری گڈ یار مجھے تو جیوگرافی ہمیشہ سے ہی مشکل لگتی ہے".
"گریجویشن میں میں نے اپنی کالج میں جیوگرافی میں ٹاپ کیا تھا." ایہا کے لہجے میں اعتماد تھا.
روحینہ کو اچھا لگا.
"زبردست پھر تو تمہیں پاکستان کا جغرافیہ زبانی یاد ہوگا".
"نہیں اب اتنی بھی لائق نہیں ہوں میں. بس جنرل نالج ہی ہے میرے پاس"
"جنرل نالج تو میرے پاس بھی ہے. مثلاً پاکستان کا کل رقبہ 796096 مربع کلومیٹر ہے. اسکے مشرق میں بھارت مغرب میں افغانستان جنوب مغرب میں ایران اور شمال مشرق میں چائنہ ہے." روحینہ کسی رٹے رٹائے انداز مجبں بولتی گئی. ایہا ہنسنے لگی.
"بس بس. یہ تو کلاس تھری کے بچے کو بھی پتہ ہوتا ہے" وہ اپنی سیاہ چادر کا پلو پیشانی تک کھینچتے ہوئے بولی.

"جنرل ناجل تو یہی ہوتی ہے."روحینہ نے شانے اچکائے.

وہ دونوں اب کیفٹیریا میں داخل ہورہی تھیں. یہاں اس وقت خوب چہل پہل تھی.

"نہیں جیوگرافی کے اسٹوڈنٹ کی جنرل نالج اس سے بہت زیادہ ہونی چاہئیے."ایہانے کہا.

روحینہ نے ایک دورافتادہ میز پہ قبضی جمایا.

"مثلاً؟"

وہ دونوں کرسیاں گھسیٹ کر آمنے سامنے بیٹھ گئیں.

"مثلاً.پاکستان کا96.6٪ حصہ خشکی جبکہ 3.1٪ حصہ پانی پہ مشتمل ہے.پاکستان کی ساحلی پٹی 1,046 کلومیٹر طویل ہے.پاکستان کا بارڈر افغانستان کے ساتھ 2,252 کلومیٹر'انڈیا کے ساتھ2,912کلومیٹر'چائنہ کے ساتھ585کلومیٹر اور ایران کے ساتھ909کلومیٹر طویل ہے. اور"...

"بس بس بس... اتنا کچھ دماغ میں اسٹور کیسے کرتی ہو لڑکی"روحینہ نے ہاتھ اٹھاکر اسکی تیز تیز چلتی زبان کو روکا تھا.

"یہ تو جنرل نالج ہے." ایہا نے لاپروائی سے شانے اچکائے.

"امیزنگ.. آئم امپریسڈ"روحینہ نے توصیفی انداز میں کہا.

"ہیلو روحی!" دو لڑکوں اور ایک لڑکی پہ مشتمل ایک گروپ نے دور سے ہی ہانک لگائی تھی.
"ہائے گائیز!" روحینہ نے انکی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا تھا. وہ تینوں ادھر ہی چلے آئے. ایہا کے چہرے پہ گھبراہٹ کے آثار ابھرے.
"کہاں ہو میڈم ہم کب سے تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں." ایک لڑکے نے آتے ہی کہا تھا.
"یہیں تھی ایہا کے ساتھ. یہ میری نئی فرینڈ ہے ایہا. جیوگرافی ڈیپارٹمنٹ سے اور ایہا یہ میری کلاس میٹ ماریہ یہ عمر اور یہ ذیشان" روحینہ نے ان تینوں کا تعارف کروایا تھا. ان تینوں نے یک زبان ہوکر "ہائے ایہا" بولا تھا. وہ محض سر ہلا کر رہ گئی.
"ہم لوگ پزاہٹ جا رہے ہیں. تم لوگ چلو گی؟" ذیشان نامی لڑکے نے روحینہ سے دریافت کیا تھا.
"نہیں یار مجھے تو ابھی کچھ دیر تک ولی بھیا لینے آجائینگے" روحینہ نے ایہا کے چہرے پہ پھیلتی ناگواری کو محسوس کرلیا تھا.
"کیوں تمہاری اپنی گاڑی کہاں ہے" عمر نے پوچھا
"یار گاڑی خراب ہے میری. ولی بھیا ہی پک اینڈ ڈراپ دے رہے ہیں آجکل." اس نے جواباً کہا.
"ہائے پھر تو میں بھی رک جاتی ہوں. اپنے ہینڈسم سے بھیا سے کہنا مجھے بھی ڈراپ کر دے."

ماریہ نے فدا ہونے والے انداز میں کہا تھا. وہ سب ہنسنے لگے. جبکہ ایہا کو اسکا بو جھجک انداز نہ بھایا تھا.

"میرے ولی بھیا بے حد شریف النفس انسان ہیں بی بی اور انھیں بے باک لڑکیاں بالکل اچھی لگتی نہیں لگتیں." روحینہ نے دوبدو کہا.

"ارے تو میں کل سے برقعہ پہننا شروع کردونگی. بس تم مجھے اپنی بھابھی بنالو." ماریہ اب ڈھٹائی سے ہنس رہی تھی. ایہا نے اتنے چیپ مذاق پہ دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ پڑھا.

"چلتی پھرتی نظر آؤ. میرے بھیا کیلئیے تو کوئی جنت کی حور آئے گی." روحینہ کے پر مذاق لہجے میں بھی اپنے بھائی کیلئیے فخر اور مان تھا.

"ویری فنی.. چلو لڑکوں یہاں اپنی دال نہیں گلنے والی." ماریہ نے منہ بنا کر کہا. انکے جانے کے بعد روحینہ نے اپنے بیگ سے اپنا سیل فون نکالا جو وائبریٹ کررہا تھا. اس نے موبائل کان سے لگایا.

"ہیلو.. جی.. اچھا آتی ہوں.." کہہ کر اسنے کال بند کی.

"یار ولی بھیا اور ممی مجھے لینے آگئے ہیں." اس نے موبائل بیگ میں رکھتے ہوئے ایہا کو بتایا.

"ہوں. میرا بھائی بھی آنے والا ہوگا." ایہا نے اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی کیطرف دیکھتے ہوئے کہا تھا.

"چلو پھر ساتھ ہی چلتے ہیں." روحینہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ بھی اپنا بیگ کاندھے پہ ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتی ہوئی پارکنگ ایریا تک آئیں.

"آؤ تمہیں ممی سے ملواؤں." روحینہ نے اس سے کہا تھا.

"نہیں." اس نے نفی میں سر ہلایا.

"ارے آؤ ناں ممی تمہیں کھا نہیں جائینگی." وہ اسے کھینچتی ہوئی گیٹ سے باہر لائی اور ایک سیاہ رنگ کی مرسڈیز کے پاس جا رکی. روحینہ نے گاڑی کے تاریک شیشوں میں سے ایک پہ دستک دی.

"اتنی دیر روحی." گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے ہوتے ہی ایک دلکش مردانہ آواز ایہا کی سماعتوں سے ٹکرائی. وہ روحینہ کے عقب میں تھی.

"ہاں بس ہم باتیں کر رہے تھے. ممی آئیں آپکو ایہا سے ملواؤں." اس نے پچھلی سیٹ پہ بیٹھی شکیلہ بیگم سے کہا.

شکیلہ بیگم اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر آئیں. ہلکے آسمانی رنگ کے سادہ سے ڈیزائنر ویئر شلوار قمیض دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے آنکھوں پہ سن گلاسز کانوں میں ننھے ننھے ڈائمنڈز گلے میں سونے کی چین جسمیں لگا ہیرا جگر جگر کر رہا تھا.ڈائی شدہ بالوں کا جوڑا بنائے ایک ہاتھ میں آئی فون پکڑے شکیلہ بیگم کی شخصیت سے امارت جھلکتی تھی. ایہا جھجھک گئی.



"اسلام علیکم !" وہ بمشکل بولی. شکیلہ بیگم نے مسکرا کر اس معصوم سی لڑکی کیطرف دیکھا .
"وعلیکم السلام بیٹا. کیسی ہو آپ. روحینہ آپکا بہت ذکر کرتی ہے. "انھوں نے پر شفقت انداز میں اسکا گال چھوا تھا. ایہا کا چہرا گلابی ہو گیا.
"ممی یہ میری سب سے پیاری سہیلی ہے. "روحینہ نے اسکا ہاتھ دبا کر ایکسائٹڈ انداز میں کہا.
ایہا ہلکا سا مسکرائی مگر اس مسکراہٹ میں بھی کم اعتمادی کی جھلک تھی.
"ارے یہ ولی بھائی اندر بیٹھے ہیں. "روحینہ گاڑی کی طرف بڑھی اور جھک کر اندر جھانکا. "
ولی بھیا میری بیسٹ فرینڈ کھڑی ہے اور آپ ادھر بیٹھے ہیں آخر کو کرٹسی بھی کوئی چیز ہوتی ہے." اس نے اسٹیرنگ کے سامنے اکتائے ہوئے انداز میں بیٹھے ولید کو لتاڑا .
"تو کیا گارڈ آف آنر پیش کروں تمہاری بیسٹ فرینڈ کو؟" ولید نے دبی ہوئی آواز میں پوچھا
جواباً روحینہ نے اسے گھور کے دیکھا تو وہ اوکے کہتے ہوئے گاڑی سے باہر آ گیا. شکیلہ بیگم ایہا سے باتیں کر رہی تھیں وہ بھی ہولے ہولے کچھ کہہ رہی تھی ولید شکیلہ بیگم کے ساتھ ہی آ کھڑا ہوا.
"ایہا یہ میرے ولید بھیا ہے. اور بھیا یہ میری بیسٹ فرینڈ ایہا" روحینہ نے تعارف کروایا.
ایہا نے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے ولید کو دیکھا. سیاہ پینٹ شرٹ میں وہ دراز قد اور انتہائی ہینڈسم انسان تھا. ایہا نے بے اختیار نظریں جھکا لیں .

"ہائے ایہا کیسی ہیں آپ؟" ولید نے ایک فارمل سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا.
"جی الحمدللہ" ایہانے اپنی چادر کا کونا پیشانی تک کھینچتے ہوئے جواب دیا. اسکی آواز کپکپا رہی تھین ولید حسن کی نظریں ایک لحظہ کو اسکے چہرے پہ رکی تھیں. سیاہ چادر کے ہالے میں وہ سادہ سا چہرا اس قدر پاکیزگی لئے ہوئے تھا کہ اسکی نظریں خودبخود جھک گئیں.
"چلیں ممی." ولید نے شکیلہ بیگم سے پوچھا.
"ہاں. اور ایہا بیٹے آپ جمعے کو ہمارے گھر قرآن خوانی میں ضرور آیئے گا." شکیلہ بیگم نے اسے تاکید کی تھی.
"جی." اس نے نظریں جھکائے مدھم لہجے میں کہا تھا. ولید کی موجودگی اسے کنفیوز کر رہی تھی. اور ولید اسکے گھبرانے پہ دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا. کیا یونیورسٹی میں پڑھنے والی کوئی لڑکی بھی اتنی شرمیلی اور کم اعتماد ہوسکتی تھی.
"ہر صورت میں آنا ہے تم نے." روحینہ نے دھونس جمانے کے سے انداز میں کہا تھا. ایہا نے نظریں اٹھائیں عامر کی بائیک سامنے سے آتی دکھائی دی تو اسکی جان میں جان آئی.
"میرا بھائی آگیا." وہ جلدی سے بولی اسکے چہرے پہ ایکدم سے تازگی کی لہریں دوڑنے لگیں.
ولید نے بغور اسکے بدلتے تاثرات کو دیکھا تھا.
"اوکے یار اللہ حافظ." روحینہ نے اسکا دایاں گال چوم کر کہا. ایہا گلابی پڑتے چہرے کے

ساتھ شکیلہ بیگم کیطرف مڑی۔"اللہ حافظ آنٹی۔"اسنے مدھم لہجے میں کہا۔
"اللہ حافظ بیٹا جیتی رہیے" شکیلہ بیگم نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیر کر پر شفقت لہجے میں کہا تھا۔
عامر اب بائیک روکے اسکی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا۔وہ ولید کو اللہ حافظ کہے بغیر تیز قدموں ست چلتی اس کیطرف چلی گئی تھی۔ وہ تینوں گاڑی میں بیٹھے اور ولید نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ اسکی نظریں بلاارادہ ہی سامنے کھڑی ایبہا پہ تھیں جو اپنی لمبی سی چادر سمیٹ کر بائیک پہ بیٹھ گئی تھی۔ایک ہاتھ اپنے بھائی کے شانے پہ رکھے دوسرے سے ٹھوڑی کے پاس سے چادر کا کونا تھامے ہوئے تھی تاکہ ہوا سے چادر سر سے نہ اترے۔ولید حسن نے گاڑی زن سے آگے بڑھا دی۔

"ابو جی مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے"رات کے کھانے کے بعد جیسے ہی اسے ابو صحن میں تخت پہ تنہا بیٹھے نظر آئے وہ انکے پاس چلی آئی۔
"پوچھو بیٹا۔" ابو نے پر شفقت انداز میں پوچھا۔
"وہ ابو میری ایک دوست ہیں یونیورسٹی میں روحینہ'انکے گھر میں جمعے کو قرآن خوانی ہے تو انھوں نے مجھے آنے کا کہا ہے" اس نے رک رک کر مدھم آواز میں اپنا مدعا بیان کیا تھا۔
"بیٹا تمہیں پتہ ہے کہ تمہاری دادو کو لڑکیوں کا کسی انجان گھر میں جانا پسند نہیں کرتیں۔ اور

سچ پوچھیں تو مجھے خود بھی پسند نہیں ہے. دوستیوں کو یونیورسٹی تک ہی محدود رکھیئے. آپکو پتہ ہے کہ میں نے خاندان بھر کی مخالفت مول لے کر آپکو یونیورسٹی میں داخل کروایا ہے." ابو نے سنجیدہ لہجے میں تفصیل سے بات کی تھی. وہ سر ہلا کر چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی آئی. جہاں نیہا اسکے لیپ ٹاپ پہ کوئی فلم دیکھ رہی تھی. یہ لیپ ٹاپ ابو نے اسکی اسٹڈیز کیلئیے لیکر دیا تھا اور انٹرنیٹ بھی اسکی پڑھائی کیلئیے ہی لگوایا تھا. وہ اپنے بستر پہ بیٹھ گئی.
"تمہیں کیا ہوا؟" نیہا نے کانوں سے ہینڈ فری اتار کر اسکے لٹکے ہوئے چہرے کا بغور معائنہ کیا.
"کچھ نہیں." اس نے مرے مرے انداز میں جواب دیا.
"ہاں میں بھول گئی تھی کہ تمہاری شکل ہی ایسی ہے" نیہا نے پر مذاق انداز میں کہہ کر پھر سے ہینڈ فری کانوں میں لگالیئے. وہ برا سا منہ بنائے بستر سے لیٹ گئی.
"کچھ پھوٹو بھی." نیہا نے چند لمحوں بعد پھر اسے پکارا.
"ابو نے مجھے روحینہ کے گھر قرآن خوانی پہ جانے سے منع کر دیا ہے." اس نے اسے بتایا.
"میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ وہ منع کر دینگے." اس نے جواباً سنجیدہ لہجے میں کہا.
"ہوں.. مگر اس میں کیا حرج ہے آخر." وہ بجھی بجھی سے نظر آ رہی تھی .
"حرج کیوں نہیں ہے. ہمارے گھر کا ایسا ماحول ہی نہیں ہے. کبھی خاندان کی کوئی لڑکی

سہیلیوں کے گھر نہیں گئی. زبیر تو اس بات پہ ہی سخت خفا ہیں کہ انکی سالی لڑکوں کے ساتھ پڑھتی ہے. اور پھپھو بھی خلاف ہیں یونیورسٹی کے. لہٰذا تم اتنی آزادی کو ہی غنیمت سمجھو." نیہا نے لیکچر جھاڑا تھا.

"تم تو ہر وقت گھر پہ ہی رہتی ہو آپی پھر زبیر بھائی کو کیا ہے. میرے سے انہیں کیا لینا دینا." وہ کوفت بھرے انداز میں بولی.

"کیوں لینا دینا نہیں ہے. تم انکی فرسٹ کزن ہو سالی بھی ہو انکا حق ہے کہ وہ تمہارے متعلق فکر مند ہوں. کچھ زیادہ ہی ایڈوانس سوچ نہیں ہوتی جارہی تمہاری دن بہ دن. خاندان سے الگ نہیں ہو تم." نیہا کو اسکے متعلق ہر دوسرے دن کوئی نیا خدشہ لاحق ہو جاتا تھا اور وہ کچھ نہ بولتی تھی. وہ جانتی تھی کہ نیہا کی زندگی کا زیادہ تر انحصار اسکے اپنے لگائے گئے اندازوں پہ ہوتا ہے اسکی محدود سی زندگی میں زبیر اور خاندان کے مسائل کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جو اپنی عقل پہ خود ہی نازاں ہوتے ہیں. ایبہا جواب دیئے بناء کروٹ بدل کر لیٹ گئی.

"ارے کب سے فون بج رہا ہے سب بہرے ہو گئے ہو کیا؟" دادو کی غصیلی چنگھاڑ پہ ایبہا نے رجسٹر رکھ کر لاؤنج کیطرف دوڑ لگائی اور فون کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا.

"ہیلو." وہ ماؤتھ پیس میں بولی.
ہیلو! مجھے ایہا کاظم سے بات کرنی ہے." دوسری جانب سے ایک جانی پہچانی زنانہ آواز سنائی دی.
"جی میں بات کر رہی ہوں ... آپ کون؟" سامنے بیٹھی دادو کی گھورتی ہوئی نظروں سے گھبراتے ہوئے وہ محتاط انداز میں بول رہی تھی.
"ارے ایہا میں روحینہ بول رہی ہوں. کیسی ہو تم؟" دوسری جانب سے کھکھلا کر کہا گیا.
"اوہ روحینہ آپ..میں ٹھیک ہوں.. آپ کیسی ہیں؟" ایہا کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی.
"ایک دم فرسٹ کلاس. اچھا سنو جلدی سے اپنا ہاؤس نمبر بتاؤ میں تمہارے گھر آ رہی ہوں"
روحینہ کی بات سن کر اسکی تو صحیح معنوں میں سٹی گم ہو گئی تھی.
"آ... آپ میرے گھر آ رہی ہیں "...
"ہاں یار تمہارا گھر ڈھونڈ رہی ہوں جلدی سے بتاؤ مارکیٹ سے کہاں ٹرن کروں؟ "
"کس کا فون ہے؟" امی نے کچن سے باہر آتے ہوئے پوچھا.
"میری دوست کا فون ہے امی وہ ہمارے گھر آنا چاہ رہی ہیں" اس نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پہ ہاتھ رکھ کر کہا.
"کون سی دوست؟" دادو کی سماعت اس عمر میں بھی قابل رشک تھی.

"یونیورسٹی کی دوست ہیں دادو وہ ہاؤس نمبر ہوچھ رہی ہیں." اس نے دادو کو بتایا. نیہا بھی کچن سے لاؤنج میں آئی.

"کونسی دوست؟ روحینہ؟" اسنے ایہا سے پوچھا.

"ہاں وہ مارکیٹ میں کھڑی ہیں ہاؤس نمبر پوچھ رہی ہیں." اس نے پریشان لہجے میں نیہا کو بتایا.

"اوہ میں عامر کو بھیجتی ہوں ہاؤس نمبر سے توان گلیوں میں کسی کو قیامت تک بھی گھر نہیں مل سکتا." نیہا کہہ کر عامر کو پکارتی ہوئی صحن میں نکل گئی.

"ہیلو روحینہ آپ مارکیٹ سے لیفٹ ہو کر مسجد کے پاس رکیں میں اپنے بھائی کو بھیجتی ہوں." اس نے ریسیور کان سے لگا کر جلدی جلدی کہا.

"اوکے. یہاں سے لیفٹ کر لیں" روحینہ کی آواز سنائی دی غالباً ڈرائیور کو ہدایت دیکر اسنے ایہا کو اپنی گاڑی کا موڈل اور رنگ بتا کر کال بند کر دی. ایہا ریسیور رکھ کر صحن میں آئی جہاں نیہا عامر کو صورتحال سے آگاہ کر رہی تھی. ایہا نے عامر کو روحینہ کی گاڑی کا رنگ اور ماڈل بتا کر روانہ کیا اور خود جلدی سے ڈرائنگ روم میں آئی. عامر کو رات میں ڈرائنگ روم میں سونے کا بہت شوق تھا اور وہ وہاں پہ روز صبح وہ ابتری پھیلا کر نکلتا تھا جیسے مانو جنگ ہوئی ہو. اس نے پھرتی سے پھیلاوا سمیٹا اور ڈرائنگ روم سے باہر نکلی. صحن کے تخت پہ اب امی اور دادو براجمان تھیں. نیہا اندرونی کمرے سے برآمد ہوئی.

"اب یہ نئے ڈرامے شروع ہو گئے ہیں اس گھر میں." دادو سخت کبیدہ خاطر نظر آ رہی تھیں.
"امی جی اب دروازے پہ آئے ہوئے مہمان کو واپس تو نہیں کیا جا سکتا" امی نے بھی ناگوار لہجے میں جواب دیا.
"آپی کولڈ ڈرنک تو پڑی ہوئی ہے ساتھ کیا منگوانا ہے؟" نیہا نے ابیہا کو مخاطب کیا.
"اور کیا منگوانا ہے بن بلائے مہمانوں کی اس سے زیادہ کیا خاطر کی جا سکتی ہے." امی نے اکتاہٹ سے پر لہجے میں کہا.
"امی کھانے کا ٹائم ہے ویسے تو." ابیہا بولی.
"ہاں ہاں اب کھانے کھلاؤ ان اللہ ماری سہیلیوں کو. باوا تمہارے کی ملیں چلتی ہیں ناں." دادو فوراً ہاتھ نچا کر بولی تھیں.
"کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس کولڈ ڈرنک کافی ہے." امی نے قطعیت سے کہا تو اسنے مدد طلب نظروں سے نیہا کی جانب دیکھا.
"ہاں صیحیح ہے تمہاری دوست بھی تو بن بتائے آ رہی ہے اب ہم کوئی لینڈ لارڈ تو نہیں ہیں اور ویسے بھی وہ تمہاری دوست ہے تم سے ملنے آ رہی ہے." نیہا نے بھی ہمیشہ کیطرح فوراً سے امی اور دادو کی ہاں میں ہاں ملائی تھی. اسی لمحے داخلی گیٹ سے عامر دوڑتا ہوا اندر آیا. "آپی آپی تمہاری دوست آ گئی ہے." اس نے ایکسائیٹمنٹ سے کہا. "انکی گاڑی اتنی شاندار ہے کہ

کیا بتاؤں اور امی انکا ڈرائیور بھی اتنا ہینڈ سم ہے کہ ہمارے تو سارے کزنز میں سے بھی کوئی اتنا ہینڈ سم نہیں زبیر بھائی بھی اسکے سامنے بودے سے ہی لگیں گے." عامر کی بات پہ نیہا کا منہ بن گیا تھا. "بکواس مت کرو تم" وہ ہاتھ نچا کر بولی. "سچ کہہ رہا ہوں. تم خود جا کر دیکھ لو بیشک" وہ مزے سے بولا اسی لمحے روحینہ اندر داخل ہوئی ایہا تیزی سے اسکی طرف بڑھی.

"اسلام علیکم ایہا! کیسی ہو تم" روحینہ نے اس سے گلے ملتے ہوئے خوشگوار لہجے میں پوچھا. صحن میں موجود سبھی نفوس کی نظریں روحینہ کی طرف اٹھ کر پلٹنا بھول گئی تھیں. وہ تھی ہی ایسی خوبصورت اور اوپر سے اسکا امارت جھلکاتا وجود اسکے کپڑے اسکا ہر ہر انداز مڈل کلاس گھرانے کے لوگوں کیلئیے چونکا دینے والا تھا.

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپکو گھر ڈھونڈنے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی؟" اس نے پوچھا.

"نو یار بالکل بھی نہیں." روحینہ بولتی ہوئی اسکے ساتھ چلتی صحن کیطرف بڑھی. "آج سنڈے تھا تو سوچا تم سے ہی مل آؤں اور سکندر بھائی کی شادی میں انوائیٹ بھی کرلوں. وہ مدھم لہجے میں اس سے کہہ رہی تھی.

"بہت اچھا کیا آپ نے مجھے بہت اچھا لگا آپکا آنا." ایہا نے کہا.

"اسلام علیکم!" روحینہ نے صحن میں بیٹھے نفوس کو سلام کیا. وہ سب تو ابھی تک اسکے دیدار سے ہی فارغ نہ ہوئے تھے. اسکے سلام کرنے پہ چونکے.

"یہ میری امی ہیں یہ دادو اور یہ آپی." ایہانے جلدی جلدی سب کا تعارف کروایا. روحینہ نے سب کیساتھ رسمی جملوں کا تبادلہ کیا اور تخت پہ دادو کے برابر ہی بیٹھ گئی. وہاں موجود سب نفوس روحینہ کی شخصیت سے اتنے مرعوب ہوگئے تھے کہ بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ کا ایکساتھ حملہ ہو گیا تھا ان پر. روحینہ نے اپنے لیئر ز میں کٹے لمبے سیدھے بالوں کو سمیٹ کر دائیں شانے پہ ڈالا اور نزاکت سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر سب کی طرف اچٹتی سی نظر ڈالی. اسی لمحے گیٹ پہ مدھم سی دستک ہوئی. عامر دروزے کیطرف جھپٹا اور ایہانے جلدی سے آواز لگائی. "عامر روحینہ کے ڈرائیور کو باہر والے دروازے سے ہی ڈرائنگ روم.. " اسکا جملہ منہ میں ہی رہ گیا تھا کیونکہ دروازے سے اندر داخل ہونے والا وہ انتہائی ہینڈسم انسان ڈرائیور نہیں بلکہ ولید حسن تھا. روحینہ ہنسنے لگی. جبکہ ولید کے چہرے سے بھی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ایہا کے نادر کلمات سن چکا ہے ایہا کا شرمندگی کے مارے برا حال ہو گیا. "میرے بھائی کو ڈرائیور تو مت کہو یار." وہ مزے سے بولی تھی جبکہ ولید اب اندر آچکا تھا. وہاں موجود سبھی لوگوں کی نظروں میں اسکیلیئے ستائش ابھری تھی. "یہ میرے بھائی ہیں آنٹی. آئیں ولی بھیا." روحینہ نے اٹھتے ہوئے کہا ولید پر وقار چال چلتا صحن میں آیا. نیہانے جلدی سے سر دوپٹے سے ڈھانپا. ولید خوش اخلاقی سے دادو اور امی سے مل رہا تھا. "عامر! بھائی کو ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ بیٹا" امی کی ہدایت پہ عامر بھی مؤدب سے

انداز میں آگے بڑھا اور اسے ساتھ لئے ڈرائنگ روم کیطرف چلا گیا.

"آؤ بیٹا اندر چل کر بیٹھتے ہیں." امی نے روحینہ سے کہا وہ سب چھوٹے سے ٹی وی لاؤنج میں آبیٹھے. "آئم سوری میرا خیال تھا آپ ڈرائیور کے ساتھ آئی ہیں." ایبہا نے روحینہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تھا.

"اٹس اوکے یار." روحینہ نے لاپرواہی سے کہا.

"اور آنٹی آپکی طبیعت کیسی ہے؟" روحینہ نے دادو سے پوچھا.

"بس اللہ کا شکر ہے بیٹا." دادو نے شیریں لہجے میں جواب دیا.

"یہ کچھ تحفے ہیں آپ سب کیلئیے." روحینہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ایک شاپنگ بیگ اٹھ کر دادو کو دیا.

"ارے اس تکلف کی کیا ضرورت تھی بیٹا." امی نے کہا. دادو بھی نہال سی نظر آنے لگی تھیں.

"نہیں آنٹی اسمیں تکلف کی کیا بات ہے ایبہا میری بہترین دوست ہے اور اسکے گھر پہلی بار خالی ہاتھ آنا مجھے مناسب نہیں لگ رہا تھا " روحینہ نے سبھاؤ سے کہا.

"یہ تو تمہاری محبت ہے بیٹا ورنہ آجکل کے دور میں یہ وضعداری کہاں رہ گئی ہے لوگوں میں." دادو نے محبت سے کہا تھا.

"آنٹی دوستی کا رشتہ میرے لئے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے." اس نے جواب دیا.
"ٹھیک کہتی ہو بیٹی. ارے جانیہا جلدی سے کچھ کھانے کو لا" دادو نے نیہا کو گھر کا تو وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی.
"نہیں پلیز کوئی تکلف مت کیجئیے گا. میں صرف اپنے بھائی کی شادی کا کارڈ دینے آئی ہوں" اس نے اپنے بیگ میں سے خوبصورت سا ویڈنگ کارڈ نکال کر ایہا کی طرف بڑھایا. "آپ سب ضرور آیئے گا اور آنٹی جمعے کو میرے گھر میں قرآن خوانی ہے تو پلیز ایہا کو ضرور بھیجئیے گا."اس نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا.
"ارے ہاں ہاں ضرور آئیگی." دادو نے شدومد سے کہا تھا.
"کچھ دیر تو بیٹھیں ناں روحینہ." ایہا نے اسکے ساتھ ہی اٹھتے ہوئے کہا.
"پھر کبھی یار ابھی ولی بھیا کو کچھ ضروری کام ہیں وہ لیٹ ہورہے ہیں." اسنے سہولت سے انکار کیا. اسی لمحے نیہا کچن سے کولڈ ڈرنک کا گلاس لئے ہوئے برآمد ہوئی تھی.
"کیا کرتا ہے بھائی تمہارا؟" دادو کو تجسس ہوا تھا.
"آرمی میں کیپٹن ہیں آنٹی. "روحینہ نے جواب دیا. نیہا نے آگے بڑھ کر کولڈ ڈرنک اسکی طرف بڑھائی تو وہ ہلکا سا مسکرا کر گلاس تھامتے ہوئے بیٹھ گئی.
"کتنے بہن بھائی ہیں تمہارے؟" دادو نے پوچھا

"تین. میں سب سے چھوٹی ہوں مجھ سے بڑے دو بھائی ہیں." روحینہ نے اپنے سیل پہ ٹائپنگ کرتے ہوئے جواب دیا تھا.

نیہا نے کولڈ ڈرنک کا دوسرا گلاس عامر کو بلوا کر ڈرائنگ روم روانہ کردیا.

"ابو کیا کرتے ہیں تمہارے؟" دادو کے سوالات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا.

"انکی ڈیتھ ہوچکی ہے کافی سال پہلے" اس نے کولڈ ڈرنک کا سپ لیکر کہا.

"کہاں رہتی ہو؟"اب کی بار امی نے پوچھا تھا.

"ایف ٹین میں رہتی ہوں." روحینہ نے جلدی جلدی کولڈ ڈرنک ختم کرکے گلاس ٹیبل پہ رکھا. جبکہ اسکے جواب پہ ایہا کے سوا سب سخت مرعوب نظر آنے لگے تھے. روحینہ اپنا اسٹائلش سا بیگ کاندھے پہ ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی.

"بیٹا کھانا کھا کر جانا" امی بولیں.

"نہیں آنٹی میرے بھائی کو کچھ کام ہیں وہ بار بار کالز کر رہے ہیں میں چلتی ہوں." اس نے کہتے ہوئے ایہا کو گلے لگا کر ایکبار پھر جمعے کو آنے کی تاکید کی اور پھر باقی سب سے ملنے لگی ایہا کے علاوہ سبھی اسے ساتھ کمرے سے باہر چلے گئے تھے. ایہا اسلئیے باہر نہ گئی تھی کیونکہ وہ ولید سے کترا رہی تھی. کچھ دیر بعد سب گھر والے روحینہ کو رخصت کرکے اندر آگئے تھے اور اسکے دئے ہوئے گفٹس دیکھتے ہوئے سب کی زبانوں پہ روحینہ کے اخلاق ولید کی

شاندار پرسنالٹی اور انکی عالیشان گاڑی کی شان میں قصیدے جاری تھے.

"کیا آئٹم ہیں تمہاری نئ دوست کے گھر والے بھی. سارے کے سارے ہی اٹھ کر تمہیں باہر گاڑی تک چھوڑنے آگئے. " واپسی پہ ولید کی ہنسی بند نہ ہورہی تھی.

"پر خلوص اور سادہ لوگ ہیں بھیا. اور یوں کسی کے خلوص کا مذاق نہیں اڑاتے. "روحینہ نے بھائی کو تنبیہہ کی.

"اچھا وہ تمہاری دوست کہاں تھی جس نے مجھے ڈرائیور ہی بنا دیا تھا. " ولید کافی محظوظ انداز میں پوچھ رہا تھا.

"وہ نہیں آئی کیونکہ وہ بہت شرمیلی سی ہے" اس نے جواب دیا. "اور اسے غلط فہمی ہوئی تھی. وہ سمجھی شاید میں ڈرائیور کیساتھ آئی ہوں".

"آئی سہ ویسے کافی ڈفرنٹ سے لگتی ہے وہ گھر کے عام حلئیے میں" ولید نے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا.

"ہاں واقعی میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ وہ عام حلئیے میں بناء لمبی سی چادر کے کافی کیوٹ اور ڈفرنٹ سی لگتی ہے " روحینہ نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا.

"ویسے اگر جو کہیں سکندر بھائی کی شادی میں بھی یہ پورا لشکر چلا آیا تو وہاں موجود مہمانوں

کیلئیے اچھی خاصی انٹر ٹینمنٹ کا سامان ہو جائیگا." ولید نے گاڑی سگنل پر روکتے ہوئے شرارت بھرے انداز میں کہا تھا.
"ولی بھیا" روحینہ نے شاکی نظروں سے اسے گھورا
"اوکے اوکے سوری" ولید نے کانوں کو ہاتھ لگائے. "ویسے یہ مڈل کلاس لوگوں کی زندگی بہت مزے کی ہوتی ہے روحی. "اس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا. "یہ لوگ چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو دل سی محسوس کرتے ہیں. کھل کر نفرت کرتے ہیں اور سچے دل سے محبت. کبھی کبھی مجھے ان لوگوں کی لائف بہت فیسی نیٹ کرتی ہے. چھوٹے سے گھروں میں ایک دوسرے سے کتنے قریب رہتے ہیں یہ لوگ. ہم بڑے بڑے گھروں میں رہنے والے تو ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے کو بھی ترس جاتے ہیں" ولید سنجیدگی سے بول رہا تھا. روحینہ نے قائل ہو جانے والے انداز میں سر ہلایا.
"بہت امارت اور بہت غربت زندگی کا اصل حسن غارت کر دیتے ہیں"
"ہاں بالکل ولی بھیا. بہت غربت جہالت کو جنم دیتی ہے اور بہت امارت بے حسی کو. "روحینہ نے جواباً کہا.
"بالکل اور روحی بے حد امارت بھی جہالت کو ہی جنم دیتی ہے کیونکہ بے حسی بھی ایک طرح کی جہالت ہی ہے".

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں بھیا. آج ایہا کے گھر جاکر مجھے احساس ہوا کہ انکی فیملی بانڈنگ بہت مضبوط ہے. سب ایک دوسرے کی لائف میں دخیل ہیں. مگر مجھے یہ سب اچھا لگا." روحینہ بولی.

"بس پھر تم اپنی دوست سے کہو کہ تمہارے لیئے اپنے خاندان سے ہی کوئی لڑکا ڈھونڈ دے." ولید نے شرارت آمیز انداز میں کہا تھا. جواباً روحینہ نے اسکے شانے پہ دھپ لگائی تھی. وہ ہنستا رہا.

سارا دن روحینہ اور اسکے لائے گئے تحفوں کی شان میں قصیدے سن سن کر وہ تنگ آگئی تھی. رات کو ابو آئے تو انکے سامنے بھی روحینہ نامہ شروع ہو گیا تھا. اسکے لائے گئے تحفے دیکھ کر ابو بھی کافی متاثر ہوئے تھے. پھر دادو نے روحینہ کے خلوص کی ایک اور نشانی کے طور پر شادی کا کارڈ بھی ابو کو دکھایا. اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ ایہا کو شادی اور قرآن خوانی میں جانے کی اجازت دے چکی ہیں. ابو نے کچھ نہ کہا. دادو کا فیصلہ گھر میں اٹل سمجھا جاتا تھا پھر جمعے کا دن آن پہنچا. روحینہ یونیورسٹی نہ آئی تھی. ایہا کی بھی صرف ایک ہی کلاس تھی سو وہ 11 بجے گھر آگئی تھی. روحینہ نے فون کرکے اسے یاد دہانی کروائی کہ آج اسے قرآن خوانی میں ضرور آنا ہے. اسنے ابو کی مصروفیت کا بہانہ بنایا مگر روحینہ نے ڈرائیور

بھیجنے کا عندیہ دیکر اسکے بہانے کو ریجیکٹ کر دیا. دادو نے بھی اجازت دیدی تھی. سو وہ ناچار کمرے میں آکر تیار ہونے لگی. اسنے گلابی رنگ کا سادہ سا لمبا فراک پہنا جسکی آستینیں چوڑی دار تھیں. اس نے اپنے لمبے بال سلجھا کر سوکھنے کیلئیے کھلے چھوڑ دیئے. اسے وقت نیہا کمرے میں داخل ہوئی.

"وہ گرین والا فراک پہنتی ناں. یہ تو اتنا سمپل ہے." وہ کمر پہ ہاتھ رکھے اسکا سر تا پا جائزہ لیتے ہوئے بولی.

"شادی میں نہیں جارہی قرآن خوانی میں جارہی ہوں" ایہا نے جواباً ناک چڑھا کر کہا تھا.

"ارے تو وہ دوست تمہاری اتنی امیر ہے. وہاں جاکر دیکھنا لڑکیاں کتنا بن سنور کر آئی ہونگی." نیہا کہتے ہوئی بستر پہ پاؤں پسار کر لیٹ گئی.

"میں ایسے ہی ٹھیک ہوں. اور تم نہیں چلوگی؟" ایہا کو وہاں اکیلے جاتے ہوئے گھبراہٹ محسوس ہورہی تھی.

"نہیں بھئی میں کوئی نہیں جارہی. زبیر کو پتہ چلا تو سخت خفا ہو جائینگے." نیہا نے کورا جواب دیا.

"اپی پلیز چلو ناں" وہ لجاجت سے بولی

"جی نہیں اور پلیز تھوڑا سا میک اپ کر لو بالکل پھیکا شلجم لگ رہی ہو." نیہا نے تکیے کے نیچے

سے اپنا عام سانو کیا کا موبائل نکالتے ہوئے کہا تھا. یہ موبائل اسے زبیر نے منگنی کے بعد گفٹ کیا تھا.

ایہا پلٹ کر آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی. اسکا ذاتی خیال تھا کہ اسکی سانولی رنگت پہ ہلکے رنگ سجتے ہیں مگر نیہا کے کمنٹ نے اسکا سارا اعتماد ختم کر دیا تھا. اسنے مایوسی سے پلٹ کر نیہا کیطرف دیکھا. رنگت تو اسکی بھی سانولی ہی تھی. مگر نقوش کافی دلکش تھے. ابڑی بڑی سیاہ آنکھیں ستواں ناک اور تراشیدہ لب. وہ عام سے حلئے میں بھی کافی جاذب توجہ نظر آتی تھی اور جب کبھی کسے تقریب میں تھوڑا سا بھی بن سنور کے جاتی تو ہر سارے خاندان میں اسکی واہ واہ ہو جاتی تھی. خاندان بھر سے اسکے کئی رشتے آئے تھے مگر پھپھو نے پہلے ہی اسے زبیر کے ساتھ منسوب کروالیا تھا. اسکے مقابلے میں ایہا کو سارے خاندان میں سے کبھی کسی نے قابل توجہ نہ سمجھا تھا ہر لڑکے کی ماں کو اپنے بیٹے کیلئے آسمان سے اتری حور چاہئیے تھی.

"کیا ہوا؟" نیہا نے اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کرکے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسکی طرف دیکھا.

"کچھ نہیں." وہ منہ لٹکا کے بولی

"کاجل ہی لگالو یار" نیہا نے پھر مشورہ دیا اور اس نے اس مشورے پہ عمل کرتے ہوئے اپنی عام سی لائٹ براؤن آنکھوں میں کاجل لگایا. ہونٹوں پہ ہلکا سا گلابی لپ گلوز لگا کر وہ آئینء

کے سامنے سے ہٹ آئی اور بیڈ سے بڑا سا گلابی دوپٹہ اٹھا کر کاندھے پہ ڈالا. لمبے بال ابھی گیلے تھے سو انھیں کھلا ہی چھوڑدیا تھا.

"باجی تمہاری دوست آگئی ہے." عامر نے بھاگتے ہوئے آکر اطلاع دی تھی. وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلی. جہاں لاؤنج میں روحینہ امی اور دادو سے باتیں کر رہی تھی. اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی. ایہانے دوپٹہ سر پہ لپیٹا اور وہ دونوں سکو خدا حافظ کہہ کر گھر سے باہر نکل آئیں.

گاڑی اسلام آباد کی خوبصورت سڑکوں سے ہوتی ہوئی سیکٹر ایف ٹین میں داخل ہوگئی تھی. یہ سیکٹر اسلام آباد کے پوش ترین علاقوں مین شمار ہوتا ہے. یہاں پر مارگلہ کی خوبصورت سرسبز پہاڑیاں بہت قریب نظر آتی ہیں. خوبصورت کشادہ گلیاں اور سڑکیں بڑے بڑے عالیشان بنگلے اور ہر بنگلے کے پورچ میں کھڑی بڑی بڑی گاڑیاں... ہر طرف سکوت اور خاموشی کا راج... اسلام آباد شہر کی یہ ایک نمایاں بات ہے کہ یہاں کے لوگوں کا آپس میں interactionنہ ہونے کے برابر ہوتا. اگر ایک گھر میں فوتیدگی بھی ہو جائے تو برابر والے گھر کے مکینوں کو تب تک علم نہیں ہوتا جب تک باقاعدہ اطلاع نہ دی جائے. شہر اقتدار میں دھرنوں اور جلسوں کا دور ہو یا کوئی تہوار.. یہاں کے سکوت میں فرق نہیں آتا. ایک

بے حسی سی اس شہر کی فضا پہ ہر لمحی طاری رہتی ہے. شاید یہ اس شہر کی آب وہوا کا ہی اثر ہے کے یہاں موجود پارلیمنٹ ہاؤس میں بیٹھنے والے پارلیمان کے دل بھی جذبات و احساسات سے عاری ہیں.

گاڑی ایک عالیشان بنگلے کے سامنے رکی جسکا سفید رنگ کا بڑا سا گیٹ بند تھا. ڈرائیور نے ہارن بجایا اور فوراً سے پیشتر چوکیدار نے گیٹ کھول دیا تھا. گاڑی گھر کے وسیع پورچ میں رکی جہاں پہلے سے ایک کرولا اور ایک جیپ کھڑی تھی. وہ دونوں گاڑی سے اتریں. ابیہا کی کم اعتمادی بڑھنے لگی تھی.

"آؤ" روحینہ نے کہہ کر قدم آگے بڑھائے وہ اسکے پیچھے چلنے لگی. وہ پورچ سے نکل کر مین ڈور تک آئیں. نیہا نے اپنے بیگ سے چابی نکال کر دروازی کھولا اور وہ دونوں اندر داخل ہوئیں. وہ گھر باہر سے جتنا عالیشان تھا اندر سے اس سے بھی زیادہ خوبصورت تھا. وہ دونوں رواہداری سے گزر رہی تھیں جسکا فرش لش لش کرتے سفید ماربل کا تھا. دیواروں پہ مختلف پینٹنگز آویزاں تھیں. وہ دونوں رایداری سے گزر کے دائیں طرف کے ایک کمرے میں داخل ہوئیں جو غالباً ٹی وی لاؤنج تھا. اے سی کہ ہلکی سی کولنگ اور ایک سوفٹ سے خوشبو کمرے کی فضا میں چکراتی پھر رہی تھی. روحینہ اسے یہاں بیٹھنے کا کہہ کر کمرے سے چلی گئ. وک ایک نرم سے صوفے پہ بیٹھ گئ. اسنے ارد گرد نگاہ دوڑائی. یہ ایک بہت کشادہ اور

خوبصورتی سے سجایا گیا ٹی وی لاؤنج تھا. سامنے والی دیوار پہ بڑی سی ایل ای ڈی لگی ہوئی تھی جس پہ بے آواز کوئی نیوز چینل چل رہا تھا. بائیں طرف کی دیوار کیساتھ ایک بڑا سا ایکوا ایریم رکھا ہوا تھا جس میں رنگ برنگی مچھلیاں تیر رہی تھیں. کمرے میں ایہ بڑے صوفے ایک کاؤچ ایک ٹو سیٹر صوفے ایک کچھ فلور کشنز کے باوجود بھی کافی کشادگی تھی. ایک جانب کی دیوار پہ بڑا سا فوٹو فریم لگا ہوا تھا جس میں روحینہ اور اسکی پوری فیملی کا گروپ فوٹو تھا. غرضیکہ یہ ایک ایسا ٹی وی لاؤنج تھا جو وہ آج تک صرف ڈراموں اور فلموں میں دیکھتی آئی تھی. ابیہا کی آنکھوں میں ستائش تھی. سارے گھر میں شدید سناٹے کا راج تھا کون کہہ سکتا تھا کہ یہاں ایک چھوٹی سی ایک گیٹ ٹو گیدر ہونیوالی ہو. ابیہا ذرا ریلیکس سی ہو کے بیٹھ گئی اور سر سے دوپٹہ ہٹا کر اپنے بال آگے ڈالے. لمبے بال ابھی تک ہلکی نمی لئے ہوئے تھے. وہ اپنے بیگ میں کیچر تلاش کرنے لگی. اسی لمحے ولید عجلت میں اندر آیا تھا اور پھر اسے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا. ابیہا بھی بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی.

"آپ... ہائے کیسی ہیں. ؟" ولید نے جلدی سے اپنی بوکھلاہٹ پہ قابو پالیا تھا. اسکی نظریں بے ساختہ ہی اسکے لمبے بالوں پہ پھسل رہی تھیں. اسکے گھنے سیاہ بال گھٹنوں سے کچھ اوپر تک تھے. ولید کی آنکھوں میں ستائش ابھری.

"جی میں ٹھیک ہو." وہ اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے جلدی سے بال پیچھے کر کے سر پہ

دوپٹہ لیتے ہوئے بولی

"گڈ بیٹھ جائیں کھڑی کیوں ہیں؟" ولید نے نرم لہجے میں کہا تو وہ اسی بوکھلائے ہوئے انداز میں بیٹھ گئی.ولید چلتا ہوا اسکے مقابل کاؤچ پہ بیٹھ گیا.

"آپ روحینہ کیساتھ آئی ہیں؟" ولید نے پوچھا.

"جی" .

"کہاں ہے وہ؟"

"کسی کام سے گئی ہیں." وہ سر جھکائے مدھم آواز میں بول رہی تھی. سانولی رنگت میں گلابی پن کی آمیزش اسکے سادہ سے چہرے کو بہت پاکیزگی عطاکر رہی تھی.

"اچھا انتظامات دیکھنے گئی ہو گی. ایکچویئلی ابھی کوئی مہمان نہیں آئے. عورتوں کی محفل ہے اینڈ یونو عورتیں تیاری میں کتنا وقت سرف کرتی ہیں." وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہا تھا ام ایبہا نے محض سر ہلا دیا. وہ اسکے سامنے بہت کنفیوژن محسوس کر رہی تھی.

"آپ بی ایس کر رہی ہیں؟" ولید نے پوچھا. روحینہ اسے کئی بار بتا چکی تھی کہ وہ ماسٹرز کے فرسٹ سمسٹر میں ہے مگر عدم توجہ سے سننے کے باعث اسے صرف فرسٹ سمسٹر ہی یاد رہ گیا تھا اور اب اسے دیکھ کر وہ اسے ماسٹرز کی اسٹوڈنٹ تو ہرگز نہ لگی تھی.

"نہیں میں ایم ایس سی کر رہی ہوں"

آہم.. کس سبجیکٹ میں؟" ولید نے اپنے سر کو ہلکیٔ سی جنبش دیکر پوچھا.

"جیوگرافی".

"گڈ ویسے آپ ماسٹرز کی اسٹوڈنٹ نہیں لگتی. کافی چھوٹی لگتی ہو آپ." ولید خود کو کہنے سے روک نہیں پایا تھا. ایہانے ہونٹ بھینچ کر سر ہلایا اور ایسا کرنے سے اسکے دائیں گال کا ڈمپل نمایاں ہو گیا تھا. ولید کی نظریں ایک لحظہ کو اس بھنور میں اجھی تھیں اور دوسری ہی جانب وہ بھنور غائب ہو گیا تھا.

"ارے ولی بھیا کب آئے آپ؟" روحینہ اندر داخل ہوئی تھی.

"بس تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں. تمہاری دوست اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اسلئیے انکو کمپنی دے رہا تھا. لحالانکہ انکے چہرے سے صاف ظاہر ہے انہیں اس ڈرائیور کی کمپنی بالکل پسند نہیں آئی. لیکن کرٹسی بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے ناں" اس نے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے متبسم لہجے میں کہا تو روحینہ ہنسنے لگی. جبکہ ایہانے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا. نیلی جینز کی پینٹ پہ بے داغ سفید ڈریس شرٹ پہنے وہ بالکل فوجیوں کے انداز میں تن کر کھڑا چمکتی سیاہ آنکھوں اور مسکراتے لبوں کیساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا. ایک لحظہ کو دونوں کی نظریں ملیں مگر اگلے ہی لمحے ان چمکتی آنکھوں کی چمک کی تاب نہ لاتے ہوئے ایہا نے نظریں جھکا لیں.

"میری فرینڈ کو تنگ مت کریں. ممی کہہ رہی ہیں جاکر علیشا اور پھپھو کو لے کر آئین انکا

ڈرائیور چھٹی پہ ہے اور زعیم بھائی آؤٹ آف سٹی ہیں" روحینہ نے ایہا کے برابر بیٹھتے ہوئے ولید تک شکیلہ بیگم کا پیغام پہنچایا.

"کیونکہ انکا ڈرائیور چھٹی پہ ہے اسلئیے میں ڈرائیور بن جاؤں. یہ اچھی بات ہے.. میں چھٹیاں گزارنے آیا ہوں لڑکی ڈرائیوری کرنے نہیں." وہ جواباً ماتھے پہ بل ڈال کر بولا.

"یہ تقریر آپ ممی کے سامنے کریں تو مانو نگی" روحینہ مزے سے بولی.

"جارہا ہوں بھئی. کیا زمانہ آگیا ہے. اتنے ہینڈسم فوجی کو ڈرائیور ہی سمجھ لیا ہے لوگوں نے."

وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے چلا گیا. تو روحینہ ہنسنے لگین جبکہ وہ اپنی جگہ چور سی بن گئی تھی وہ جانتی تھی وہ اسے ہی سنا کر گیا ہے.

کچھ دیر بعد روحینہ اسے ہال کمرے میں لے آئی جہاں فرش پہ نرم قالین تھا اور اس نرم قالین پہ سفید چادریں بچھائی گئیں تھیں. مہمان خواتین آنے لگی تھیں. زیادہ تر رشتے دار ہی جمع تھے روحینہ نے کافی لوگوں سے اسکا تعارف کروایا پھر اسے ایک طرف بیٹھ جانے کا اشارہ کر کے مہمانوں کیساتھ مصروف ہو گئی. کمرے میں ایک جانب بزرگ خواتین کیلئے صوفے لگوائے گئے تھے. سارے کمرے کی فضا میں اگر بتیوں کی مہک رچی ہوئی تھی. وہاں موجود سب لڑکیاں الٹرا ماڈرن تھیں اس محفل کے مطابق ہلکا ہلکا میک اپ کئے اور جدید تراش خراش کے لباس زیب تن کئے وہ سب لڑکیاں اپر کلاس کی منہ بولتی تصویر تھیں ایہا کا

سادگی لئے وجود تو ان کے آگے بالکل ماند پڑ گیا تھا. نماز عصر تک قرآن پڑھا جاتا رہا اسکے بعد دعا کروائی گئی. اور ملازمین مہمانوں کو مٹھائی پیش کرنے لگے. ایہانے روحینہ سے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا وہ اسے لئے اوپری منزل پہ اپنے کمرے میں لے آئی اور تھوڑی دیر بعد آنے کو کہہ کر چلی گئی. ایہانے اطمینان سے اپنے بال سلجھا کر چوٹی گوندھی پھر وضو کر کے نماز پڑھی. ابھی وہ جائے نماز سمیٹ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور آنیوالے نے روحی کے نام کا نعرہ بھی لگایا تھا ایہامڑی. بے تکلفی سے اندر آتا ولید خجل سا ہوتا وہیں رک گیا.

"آئم سوری مجھے نہیں پتہ تھا کہ ادھر آپ ہیں." وہ وضاحتی انداز میں کہتا واپس جانے کو پلٹا.

"سنیں" وہ بے اختیار بولی. وہ رک کر پلٹا

"جی"

"وہ... آئم سوری میں نے جان بوجھ کر آپکو ڈرائیور نہیں کہا تھا." وہ سر جھکا کر ندامت بھرے لہجے میں بولی تھین ولید نے قدرے حیرت سے اسکی طرف دیکھا. گلابی فراک میں نماز کے انداز میں دوپٹہ لپیٹے اپنی مخروطی انگلیاں مروڑتی ہوئی اس سانولی سی لڑکی کے چہرے پہ پاکیزگی اور معصومیت پھیلی ہوئی تھی. اور اس پاکیزگی نے اس عام سے چہرے کو بہت خاص بنا دیا تھا.

"اٹس اوکے مس. مجھے بالکل برا نہیں لگا تھا آپکے کمنٹ کام" وہ کھلے دل سے بولا.
"مجھے لگا آپکو برا لگا تھام" اس نے ایک لحظہ کو اپنی جھکی پلکیں اٹھائی تھیں. کاجل سے بھری لائٹ براؤن آنکھوں میں صرف حیا کی داستان رقم تھی.
"ناٹ ایٹ آل مس مجھے بالکل برا نہیں لگا تھا ان فیکٹ میں نے تو کافی انجوائے کیا تھا آپکی بات کو" ولید نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا. تبھی روحینہ بمعہ ایک عدد ملازمہ کے اندر داخل ہوئی. ملازمہ نے ہاتھوں پہ کھانے کی ٹرے سنبھال رکھی تھی.
"روحی میرا لیپ ٹاپ کہاں ہے؟" ولید نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا.
"ممی کے روم میں ہے. جمیلہ ہمیں چائے بھی یہیں دے جانا.", روحینہ ولید کو جواب دیکر ملازمہ سے بولی. ملازمی سر ہلا کر کمرے سے چلی گئ .
"ممی بلا رہی ہیں آپکو. "روحینہ نے جوتے اتار کر بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ ایک اچٹتی سے نظر ایہا پہ ڈال کو چلا گیا. "چلو یار کھانا کھائیں قسم سے بھوک کے مارے برا حال ہے.", روحینہ بیڈ پہ پالتی مار کر بیٹھ گئی. "یہ ٹرے ادھر ہی لے آؤ بیڈ پہ بیٹھ کر کھانا کھانے کا اپنا ہی مزہ ہے" وہ اپنے کھلے بال سمیٹ کر کیچر لگاتے ہوئے بولیم ایہانے کمرے کا دروازہ بند کیا اور کھانے کی ٹرے لئے بیڈ پی آبیٹھی کھانے کے دوران وہ دونوں باتیں کرتی رہیں چائے بھی ملازمہ انہیں کمرے میں ہی پہنچا گئی تھی. مغرب کی نماز دونوں نے ساتھ پڑھی اور پھر

دونوں نچلے پورشن میں آئیں. مہمان ایک ایک کر کے جا رہے تھے. سب کو رخصت کر کے روحینہ کو ایہا کے جانے کا خیال آیا.

"ممی ڈرائیور پھپھو کو چھوڑنے چلا گیا کیا؟" اسنے شکیلہ بیگم سے پوچھا.

"ہاں"

"اوہ ممی اب ایہا کو کون ڈراپ کریگا".

ڈرائیور کا ویٹ کر لیجئیے بیٹا".

"ممی بہت دیر ہو گئی ہے اسکی دادو نے بولا تھا مغرب تک گھر آ جائے وہ. آئی تھنک میں خود ڈراپ کر آتی ہوں اسے"

"نہیں بیٹا شہزاء کی ممی کا فون آیا تھا وی کچھ دیر تک آ رہی ہیں ٹیلر کے پاس جانا ہے پھر." ممی نے اطلاع دی.

"پھر اب کیا کروں"

"ولی سے کہہ دیں وہ اپنے کمرے میں ہی ہے" شکیلہ بیگم نے کہا تو وہ تقریباً بھاگتی ہوئی زینے طے کر کے ولید کے کمرے میں آئی. وہ لیپ ٹاپ سینے پی رکھے کاؤچ پہ نیم دراز تھا.

"ولی بھیا ایہا کو گھر چھوڑ آئیں م ڈرائیور پھپھو کو چھوڑنے چلا گیا ہے." اس نے تیز تیز کہا

"تو ڈرائیور آدھے گھنٹے تک آ جائیگا." ولید کی نظریں لیپ ٹاپ پہ مرکوز تھیں.

"آدھے گھنٹے تک وہ بیہوش ہو جائیگی ٹینشن سے. پلیز ولی بھیا اٹھ جائین اسکے گھر کا ماحول بہت سٹرکٹ ہے اگر زیادہ لیٹ ہو گئی تو پھر اسے کبھی بھی کہیں جانے کی اجازت نہیں ملیگی" روحینہ نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا. تو وہ جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا اور لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھا. "آرہا ہوں. مجھے تو کیپٹن ولید سے ڈرائیور ولید بنا کر رکھ دیا ہے تم لوگوں نے" وہ بڑبڑاتا ہوا اٹھا اور پیروں میں چپلیں اڑس کر کمرے سے نکل گیا. روحینہ اسکے پیچھے پیچھے باہر نکلی. "میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں جلدی آؤ" وہ اسے وارن کرتا ہوا سیڑھیاں پھلانگ کر سیدھا مین ڈور سے باہر نکل گیا. روحینہ ایہا کو لیئے باہر آئی. وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا ہوا تھا اکتایا ہوا. "اوکے یار تم جاؤ"
"آ.. آپ نہیں چلیں گی." ایہا کا رنگ فق ہو گیا.
"یار میری ہونیوالی بھابی کی والدہ محترمہ آنیوالی ہیں ہم نے ٹیلر کیطرف بھی جانا ہے سو پلیز سوری تم چلی جاؤ ولید بھائی کیساتھ" روحینہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولی تھی. ولید نے اکتائے ہوئے انداز میں گاڑی کے ہارن پہ ہاتھ رکھا تو روحینہ نے فرنٹ ڈور کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ لرزتے قدموں کیساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی.
"بائے" روحینہ نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا. ولید نے زن سے گاڑی آگے بڑھا دی. گاڑی میں اے سی کی کولنگ تھی اور ولید کے ملبوس سے اٹھتی سوفٹ سی مہک...

ایہا انگلیاں مروڑتے ہوئے ونڈ شیلڈ پہ نظریں جمائے بالکل ساکت بیٹھی تھیں اسکے ذہن میں بس ایک ہی خیال تھا کہ اگر کسی نے اسکو تنہا گاڑی میں ولید کیساتھ دیکھ لیا تو..

"بات سنیں" وہ اچانک بولی

"جو سنائیں"

"مجھے مارکیٹ کے پاس اتار دیجئیے گا".

"کیوں آپکا گھر و وہاں سے کافی دور ہے"

"جی لیکن میرے محلے میں اگر کسی نے مجھے آپکے ساتھ اکیلے گاڑی میں دیکھ لیا تو بیت باتیں بنیں گی".

"ہوں.." ولید نے ہنکارا بھر کر گاڑی سڑک کنارے روک دی. اور گاڑی کے اندر روشنی کردی. ایہا نے گردن موڑ کر حیرت سے اسکی طرف دیکھا.

"اتریئے" وہ لب بھینچ کر بولا. ایہا کو اپنے کانوں پہ یقین نہ آیا. وہ اس سنسان سڑک پر اسے گاڑی سے اتر جانے کا کہہ رہا تھا۔

"جی..." وہ بمشکل بولی.

"گاڑی سے اتریئے." وہ سابقہ لہجے میں ہی بولا تھا.

ایہانے مڑکر دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا. اسکی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے.

"سنیئے۔" ولید کے پکارنے پہ اسنے پلٹ کے اسکی طرف دیکھا. کاجل سے بھری آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے .

"اتر کر پچھلی سیٹ پہ بیٹھ جایئے تاکہ دیکھنے والوں کو یہ لگے کہ میں ڈرائیور ہوں... آپ کا.." وہ سنجیدہ انداز میں بولا تھا. ایہا کی پلکوں سے آنسو ٹوٹنے کو بے تاب تھے. "آئم سوری پلیز روییئے گا مت. مجھے روتی ہوئی لڑکیوں کو چپ کروانے کا بالکل تجربہ نہیں ہے." اس نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا تھا مگر سیاہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں. ایہا چپ چاپ اتر کر پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گئی. ولید نے گاڑی کے اندر کی روشنی گل کی اور گاڑی سنسان سڑک پہ فراٹے بھرنے لگی. وہ اپنے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں رگڑنے لگی. اور عقب نما آئینے سے گاہے بگاہے اس پہ نظر ڈالتے ہوئے ولید کے دل میں بے ساختہ یہ امنگ جاگی تھی کہ یہ سفر نہ کبھی ختم ہو...

ایہا کے گھر کے سامنے گاڑی روک کر اسنے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور بولا." ایک منٹ ابھی اتریئے گا مت."وہ کہہ کر اپنی طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور گھوم کر پچھلی نشست کے دروازے کے پاس آکر دروازہ کھول کر مؤدب سا کھڑا ہو گیا. وہ کچھ حیران ہوتی گاڑی سے اتری.

"ڈرائیور اپنی مالکن کیلئیے گاڑی کا دروازہ بھی خود کھولتے ہیں. اور اس وقت میں آپکا ڈرائیور

ہوں۔" وہ مدھم مگر متبسم لہجے میں بولا تھا. ایہانے اسکی طرف دیکھا. ایک بے ساختہ سی مسکراہٹ اسکے چہرے کو دمکا گئی.. گال کا بھنور گہرا ہوگیا تھا..

"تھینک یو" وہ مترنم لہجے میں کہہ کر اپنے گھر کے گیٹ کیطرف بڑھ گئی. وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ آبیٹھا اور جب وہ گھر کے اندر چلی گئی تو اس نے بھی گاڑی آگے بڑھادی. واپسی کے سفر میں کسی کے ہونے کا جاندار سا احساس اسکے ساتھ ساتھ تھا.

سکندر کی شادی کے فنکشنز شروع ہوگئے تھے سرِ شام ہی گھر برقی قمقموں سے جگمگا اٹھتا تھا. اور وہ سب کزنز جمع ہو کر خوب ہلا گلا کرتے تھے. آج بھی وہ سب بڑے کمرے میں جمع ڈھولک پہ خوب بے سرے راگ الاپ رہے تھے. ولید ایک جانب صوفے پہ نیم دراز اپنے موبائل میں مصروف تھا.

"ارے ولی تم ادھر کیوں بیٹھے ہو. یہاں آؤ ناں ہم اتنا انجوائے کر رہے ہیں" اسکی تایازاد شائستہ آپی نے اسے مخاطب کیا تھا.

"میں یہیں ٹھیک ہوں آپی آپ لوگ انجوائے کریں" وہ مسکرا کر بولا.

"یہ تم موبائل میں اتنے مگن کیوں ہو. آخر چکر کیا ہے؟" علیشا نے اسے گھورا تھا. باقی سب بھی مکمل طور پہ اسکی طرف متوجہ ہوگئے. ولید نے موبائل کی اسکرین آف کی اور اٹھ بیٹھا.

"فیسبک یوز کررہا تھا لڑکی شک نہیں" اس نے بھی جواباً آنکھیں نکالیں.
"ارے تو explanation کیوں دے رہے ہیں کپتان صاحب" عامر نے تان اڑائی تھی
سبھی ہنسنے لگے.
"وضاحت نہیں دے رہا میں لیکن مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ لوگ مجھ پہ شک کریں" وہ لفظ
"لوگ" پہ زور دے کر شرارت آمیز لہجے میں بولا تھا
"ارے واہ اب میں لوگ ہو گئی.. میں... تمہاری پھپھو کی بیٹی... توبہ توبہ دنیا کی بے مروتی
عروج پہ ہے" علیشا نے مصنوعی واویلا کیا تھا.
"خواتین و حضرات ایک بریکنگ نیوز مجھ سے سنئیے" روحینہ نے اعلان کرنیوالے انداز میں
کہا. سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے.
"ممی نے کہا ہے کہ سکندر بھائی کی شادی کے بعد ولی بھیا کی شادی ہو گی." اسکے اعلان پہ سب
نے خوب ہوٹنگ کی تھی. ولید نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں.
"کوئی لڑکی پسند ہے ولی؟" علیشا نے اس سے پوچھا. ولید نے اسکی طرف دیکھا وہ ایک الٹرا
ماڈرن طرحدار اور بہت خوبصورت لڑکی تھی.
"بتادو بتادو..." سب نے شور مچایا. ولید مسکرانے لگا. ذہن کے پردے پہ چھم سے گلابی
فراک میں ملبوس وہ سادہ سی معصوم سی لڑکی ابھر آئی تھی.

"اوہو... یہ مسکراہٹ." آئمہ نے اسکی مسکراہٹ پہ چوٹ کی .
"بتا بھی دیجیئے کپتان صاحب.. ایسی بھی کیا پردہ داری" عمر نے بھی ٹکڑا جوڑا. سب ہنسنے لگے.
ولید جھنجھلا کے اٹھ کھڑا ہوا. "کوئی ایسی بات نہیں ہے بلاوجہ میرا سر مت کھاؤ تم سب".
"میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں آپ کپتان صاحب." عظیم نے جتانے والے انداز میں کہا
ولید نے وہاں سے واک آؤٹ کرنے میں ہی عافیت سمجھی تھی.
وہ لاؤنج میں چلا آیا اور ٹی-وی آن کر کے کاؤچ پہ نیم دراز ہو گیا. دفعتاً لینڈ لائن فون کی گھنٹی زور و شور سے بجنے لگی تھی. ولید نے چند ثانیے انتظار کیا کہ شاید کوئی ملازم آکر فون سن لے مگر بے سود. ناچار خود ہی اٹھنا پڑا. ٹی-وی کی آواز کم کر کے اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا.

"ہیلو"

"ہیلو! روحینہ سے بات ہو سکتی ہے؟" دوسری جانب سے مدھر سی زنانہ آواز سنائی دی تھی.
ولید سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس آواز کو پہچان گیا تھا.
"جی ہو سکتی ہے.. آپ کون؟" اس نے اپنے اندازے کو کنفرم کرنا چاہا.
"جی میں انکی دوست ایہا بول رہی ہوں"
"اوہ ایہا.. کیسی ہیں آپ. میں ولید بول رہا ہوں... آپکا پرسوں والا ڈرائیور." وہ اپنے

اندازے کی درستگی پہ کھل کر مسکرایا تھا.

"جی الحمدللہ. آپ روحینہ کو بلا دیجئیے".

"آپ نے اسکا سیل نمبر ٹرائی کیا؟"

"جی وہ اٹینڈ نہیں کر رہیں. آپ پلیز انکو بلا دیجئیے".

"اچھا لیکن روحینہ تو ابھی کزنز کیساتھ ڈھولکی بجانے میں مصروف ہے. اگر کوئی ضروری میسیج ہے تو آپ مجھے بتا دیں." وہ جان بوجھ کر گفتگو کو طول دے رہا تھا.

"آپ ان سے کہہ دیجئیے گا کہ فری ہو کر مجھے کال کرلیں" وہ کال بند کرنے کو تیار تھی.

"اچھا سنئیے میں بلوادیتاہوں روحینہ کو."ولید نے کچن سے نکلتی ملازمہ کو دیکھ کر جلدی سے کہا اور ریسیور کان سے ہٹا کر ملازمہ کو روحینہ کو بلانے کی ہدایت دیکر پھر سے ریسیور کان سے لگایا.

"روحینہ ابھی آجاتی ہے. آپ کل مہندی کے فنکشن میں آئینگی؟"اس نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا تھا. یوں جیسے ایسا تو اسکی ہی سہیلی رہی ہو.

"جی.. پتہ نہیں"

"کیوں پتہ نہیں؟" اسکو اس سے بات کرنے میں لطف آرہا تھا.

"مجھے شاید ابو نائٹ فنکشن میں جانے کی اجازت نہ دیں".

"مگر یہ فنکشن تو ہمارے اپنے فارم ہاؤس میں ہے. آپ چاہیں تو اپنی فیملی کو بھی لے آیئے گا".

"جی. روحینہ کب آئینگی؟"

"آتی ہے... بلکہ آگئی." اسنے روحینہ کو آتے دیکھ کر کہا.

"کس کا فون ہے؟" روحینہ نے پوچھا.

"ایہا کا. یہ لو" ولید نے ریسیور اسے تھمایا اور خود پھر سے کاؤچ پہ جا بیٹھا. اور ٹی-وی پہ نظریں جمادیں لیکن اسکا دھیان روحینہ کیطرف تھا جو ریسیور کان سے لگائے غور سے ایہا کی کوئی بات سن رہی تھی.

"ہاں.. اچھا.. مگر یار یہ تو کوئی بات نہ ہوئی... کم آن... میں دو نگی ناں.. اچھا.. بس اتنی سی بات .. یار میں نے پہلے جو بولا تھا تو تم کیوں پریشان ہورہی ہو میری میموری لاسٹ نہیں ہوگئی جو بھول جاؤنگی.... ہاں تو پھر... اوکے.. ڈونٹ وری.. اوکے بائے."روحینہ نے بات مکمل کرکے ریسیور کریڈل پہ رکھ دیا.

"یہ ایہا بھی ناں ایک چیز ہے..ذرا ذرا سی باتوں پہ پریشان ہوجاتی ہے." وہ بڑبڑائی.

"کیوں کیا ہوا؟" ولید نےبظاہر لا پر واہی سے پوچھا.

"یار ولی بھیا کل فنکشن کے حوالے سے پریشان تھی کہ کیسے آئیگی. اسکے ابو کی طبیعت کچھ



خراب ہے اور چھوٹے بھائی کو رات میں اسکے ابو بائیک نہیں چلانے دیتے. میں نے اسے کہا بھی ہوا تھا کہ پک اینڈ ڈراپ کی ٹینشن نہ لے مگر اسکو پریشان ہونے کا شوق ہے." وہ بولتی ہوئی صوفے پہ آبیٹھی.

"کل اسے کون پک اینڈ ڈراپ دیگا. ڈرائیور تو پھپھو کی فیملی کے ساتھ انگیجڈ ہے." ولید نے اسے اطلاع دی.

"اوہ..میں تو بھول ہی گئی تھی"..

"آپ دونوں ادھر کیوں بیٹھے ہیں وہاں سب پوچھ رہے ہیں" شکیلہ بیگم کہتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی تھیں.

"ممی کل ایہا کو کون پک کریگا. میں اسے کہہ چکی ہوں اب." روحینہ نے منہ بنا کر کہا.

"بیٹا آپ ایہا کو کہو کہ وہ کل دوپہر میں ہی ادھر آجائیں اور پھر یہیں سے تیار ہو کر وہ ہمارے ساتھ ہی فارم ہاؤس چلی چلیں گی." شکیلہ بیگم کا آئیڈیا روحینہ کو صیحیح لگا تھا.

"اوکے میں اسے بتا دیتی ہوں.. مگر اسکے ابو تو بیمار ہیں. وہ ہمارے گھر کیسے آئیگی؟ "

"دوپہر میں توڈرائیور بھی اسے پک کرلے گا یار." ولید بولا تو روحینہ سر ہلا کر اٹھ کر فون کی طرف بڑھی اور ایہا کے نمبر ڈائیل کرنے لگی.

"کونسا ڈریس پہنو گی آج؟" نیہا نے ناشتے کے برتن دھوتی ایہا سے پوچھا.
"پتہ نہیں یار. میرا تو جانے کا ہی دل نہیں کر رہا. مگر روحینہ نے اتنا اصرار کیا تھا.." اس نے جواباً کہا.
"تم پاگل ہو.. اتنی اچھی دوست تو چراغ لیکر بھی ڈھونڈو گی ناں تو نہیں ملے گی." نیہا نے کاؤنٹر سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا.
"لیکن وہ لوگ اتنے امیر ہیں یار.. مجھے ان سب کے درمیان اپنا آپ بہت آکورڈ سا لگتا ہے".
"تمہارا یہ احساس کمتری کب ختم ہو گا آپی" نیہا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا .
"یار آپی تم بھی چلو ناں میرے ساتھ. روحینہ نے ہم سبکو انوائیٹ کیا تھا." وہ برتن دھو چکنے کے بعد ہاتھ دھوتے ہوئے لجاجت آمیز لہجے میں بولی.
"میں نہیں جا رہی بھئی. زبیر کو میرا کہیں بھی آنا جانا پسند نہیں." نیہا نے ٹکا سا جواب دیا.
"یار زبیر بھائی کو کیسے پتہ چلے گا. انھوں نے کونسا ہمارے گھر میں سی ٹی وی کیمرے فٹ کروائے ہوئے ہیں." اس نے نل بند کرتے ہوئے ناک چڑھا کر کہا.
"پاگل ہو تم. زبیر ڈیلی مجھے رات نو بجے کال کرتے ہیں اور اگر میں کال پک نہ کروں تو گھر آدھمکتے ہیں. کیا ادھر فنکشن میں میں انکی کال پک کر سکوں گی. " نیہا چمک کے بولی. وہ چپ

ہو گئی. اور کچن سے باھر آ گئی. جہاں لاؤنج میں امی اور دادو بیٹھی تھیں. امی دوپہر کے کھانے کیلیئے آلو چھیل رہی تھیں.

"کب جانا ہے تو نے اپنی سہیلی کے گھر؟" دادو نے اسے دیکھتے ہی پوچھا.

"دو بجے ڈرائیور آئے گا." اس نے مرے مرے انداز میں جواب دیا.

"میں تو اکیلی لڑکی کو ڈرائیور کیساتھ بھیجنے کے سخت خلاف ہوں امی جی" امی نے دادو سے کہا.

"تیری دوست ساتھ نہیں آئیگی؟" دادو نے اس سے پوچھا.

"کمال کرتی ہیں آپ بھی امی جی. اسکے بھائی کی مہندی ہے وہ اتنی فارغ ہو گی کیا جو اپنی سہیلی کو لینے بھاگی چلی آئیگی" اسکے بجائے امی نے جواب دیا تھا. "تو نے جانا ہے ضرور جا آپی لیکن ڈرائیور کیلئیے منع کر دے. عامر کیساتھ چلی جا. اچھا نہیں لگتا بیٹا. انھوں نے کوئی تجھے چھوڑنے لینے کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا." امی نے قطعیت سے کہا. تبھی ابو اندرونی کمرے سے برآمد ہوئے اور صوفے پہ بیٹھ گئے. انکا بخار تو اب کم تھا مگر نقاہت باقی تھی.

"عامر کا تو شناختی کارڈ بھی نہیں بنا ہوا امی. اگر راستے میں پولیس نے روک لیا تو."

"ارے روز تجھے یونیورسٹی لینے جاتا ہے تب تو کبھی پولیس نے نہیں روکا" دادو بولیں.

"نہیں امی جی ایہا ٹھیک کہہ رہی ہے. عامر ابھی بچہ ہے. آپی تم تیار ہو جاؤ میں چھوڑ آتا ہوں تمہیں." ابو نے نرم لہجے میں کہا تھا.

"نہیں ابو جی رہنے دیں آپکی طبیعت آگے ہی ٹھیک نہیں".
"بیٹا آپکی دوست نے اتنے آصرار سے آپکو بلایا ہے اگر آپ نہیں جاؤ گی تو اسے دکھ ہو گا. جاؤ تیار ہو جاؤ میں چھوڑ آتا ہوں." ابو نے کہا. ایہا شش و پنج میں کھڑی تھی. اسی وقت اطلاعی گھنٹی بجی تھی. نیہا کچن سے نکل کر صحن میں نکل گئی. چند لمحوں بعد وہ پھر اندر آئی.
"تمہاری دوست نے ڈرائیور کو بھجوایا ہے." نیہا نے اطلاع دی.
"جاؤ بیٹا آپ." ابو نے کہا.
"ڈرائیور کیساتھ اکیلی لڑکی ذات کو بھیجنا مجھے صیحیح نہیں لگ رہا کاظم صاحب." امی نے کہا.
"کوئی بات نہیں بیگم میں خود ڈرائیور سے مل آتا ہوں اور وہ شریف لوگ ہیں انکا ڈرائیور بھی شریف ہی آدمی ہو گا." ابو مطمئن نظر آرہے تھے. امی کچھ بولی تو نہیں مگر انکے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ مطمئن نہیں. بہر حال وہ اپنے کپڑے بیگ میں ڈال کر چادر اوڑھ کر ابو کیساتھ باہر نکلی ابو نے ڈرائیور کیساتھ سلام دعا کی اور پھر مطمئن انداز میں اسکو جانے کی اجازت دیدی تھی.

فارم ہاؤس میں مہندی کے فنکشن کے سب انتظامات مکمل کروانے کے بعد وہ گھر لوٹا. فنکشن کا وقت مغرب کے بعد کا تھا اور اس وقت سورج ڈوبنے ہی والا تھا. وہ گھر پہنچ کر کسی سے بھی

بات کئے بناء جلدی سے سیڑھیاں پھلانگ کر اپنے کمرے میں آیا. اسکا سفید شلوار قمیض سلیقے سے پریس شدہ بیڈ پہ پڑا ہوا تھا. اس نے جلدی سے شاور لیکر کپڑے تبدیل کیئے اور بال سلیقے سے جما کر خود پہ پرفیوم اسپرے کیا. پاؤں میں کوہاٹی چپل پہنی. کلائی پہ گھڑی باندھی. اور اپنا والٹ اٹھا کر جیب میں ڈال کر ایک ہاتھ میں گاڑی کی چابیاں اور دوسرے ہاتھ میں موبائل اٹھا کر میسیجز چیک کرتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تھا اور پھر کسی سے شدید ترین تصادم کے نتیجے میں جہاں اسکے ہاتھ سے موبائل پھسل کر زمیں بوس ہوا تھا وہیں مقابل کی دبی دبی سی چیخ نے اسے حواس باختہ کر دیا.

"اوہ... سو سوری..." وہ جلدی سے بولا اور پھر سامنے کھڑی ایہا کو دیکھ کر وہ قدرے حیران ہوا تھا. وہ اپنی پیشانی ہاتھ سے دبائے ہوئے تھی. اور آنکھوں میں مارے تکلیف کے پانی جمع ہو گیا تھا.

"زور سے لگی ہے کیا؟" ولید نے قدرے جھک کر معذرت خواہانہ لہجے میں پوچھا. وہ اس سے قد میں کم سے کم ایک فٹ تو چھوٹی تھی ہی.

"نہیں بہت آرام سے لگی ہے." وہ جواباً سوں سوں کرتے ہوئے پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی.

"آئم سوری.. لیکن آپکو بھی دیکھ کر چلنا چاہیئے تھا ناں" وہ جھک کر زمین سے اپنا موبائل

اٹھاتے ہوئے بولا جس کی اسکرین پہ لمبے لمبے اسکریچ نظر آرہے تھے.
"آپ مجھ سے ٹکرائے ہیں. میں نہیں" وہ سخت چڑچڑے پن سے بولی تھی. پیشانی میں درد ہی اتنا ہورہا تھا کہ سارا لحاظ بالائے طاق چلا گیا تھا.
"یہ دیکھیں آپکی وجہ سے میرے موبائل کا کیا حال ہو گیا ہے" اسنے بھی چبا چبا کر کہتے ہوئے اپنا موبائل اسکے سامنے لہرایا.
"اور آپکے اس نامعقول موبائل نے جو میری پیشانی کا حال کیا ہے اسکا کیا" وہ پیشانی سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے تلخ لہجے میں بولی تھی. صبیح پیشانی پہ چھوٹا سا سرخ نشان واضح تھا.
"غلطی تو بہر حال آپکی ہی ہے." وہ شانے اچکا کر بے نیازی سے بولا تو وہ احتجاجاً واک آؤٹ کر گئی تھی. اسکا رخ روحینہ کے کمرے کیطرف تھا. ولید کے ہونٹوں پہ ایک شرارتی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی. وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے روحینہ کے کمرے کیطرف بڑھا. دروازہ کھلا ہوا تھا وہ دروازے کے پاس ہی رک گیا. روحینہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی جبکہ ایہابیڈ کے کنارے ٹکی ہوئی تھی رو ٹھی رو ٹھی سی.
"روحی کیمرہ چارج کرلیا تھا؟" ولید نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا.
"ہاں وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل پہ پڑا ہے. ویسے کیمرے کا کیا کرنا ہے آپ نے. مون کے ساتھ فوٹوگرافر نہیں ہو گا کیا؟" روحینہ اپنی لپ اسٹک کا شیڈ چیک کرتے ہوئے بولی.

"یار ہو گا وہ تو. مگر مجھے خود پکچرز بنانے کا شوق ہے. "اس نے کہتے ہوئے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے کیمرہ اٹھاتے ہوئے ایک شرارتی سی مسکراہٹ ایہا کی جانب اچھالی تھی. وہ رخ موڑ کر بیٹھ گئی .

"جلدی سے ریڈی ہو کر آجاؤ سب گاڑیاں جا چکی ہیں. میں صرف پندرہ منٹ ویٹ کرونگا." وہ روحینہ سے کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا.

ایہا اسکے جاتے ہی اٹھ کر آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اپنی پیشانی پہ واضح ہوتا سرخی مائل نشان دیکھنے لگی.

"کیا ہوا؟" روحینہ اپنا میک اپ مکمل کر چکی تھی سو اسکی طرف متوجہ ہوئی.

"یہ دیکھو" ایہا نے اسکی طرف رخ موڑا .

"اوہ.. یہ کیا ہوا؟"

"تمہارے بھائی سے ٹکر ہوئی تھی انکا موبائل میرے سر پہ بجا ہے. "وہ منہ بنا کر بولی. روحینہ ہنسنے لگی. "اچھا چلو منہ مت بناؤ. ہلکا سا میک اپ کر دیتی ہوں تمہارا یہ نشان چھپ جائیگا." روحینہ نے کہا اور پھر اسکے نہ نہ کرنیکے باوجود بھی اسکو ہلکا سا میک اپ کر دیا تھا. ایہا نے اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹا اور دوپٹہ اچھی طرح سر اور سینے پہ پھیلا کر روحینہ کے ہمراہ نچلے پورشن میں آئی. روحینہ نے اپنا بیگ اور کچھ ضروری چیزیں اٹھائیں اور وہ دونوں مین ڈور

لاک کر کے پورچ تک آئیں ولید گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا. انکو آتے دیکھ کر گھوم کے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا روحینہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی جبکہ وہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گئی. اور گاڑی چل پڑی.

"ولی بھیا آپ نے ابیہا کو ٹکر کیوں ماری؟" روحینہ نے مذاقاً ولید سے دریافت کیا تھا.

"توبہ توبہ.. بھلا میں یہ گستاخی کر سکتا ہوں.. اصل میں ہم دونوں اچانک ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے کیوں ابیہا" وہ بھی شرارت کے موڈ میں تھا.

بات کے اختتام پہ اس نے عقب نما آئینے میں دکھائی دیتے اسکے عکس پہ نظر ڈالی تھی. وہ گڑبڑا گئی.

"بیچاری کے ماتھے پہ نیل پڑ گیا ہے" روحینہ بولی.

"کہاں؟..مجھے تو نظر نہیں آرہا." وہ عقب نما آئینے سے اسی پہ نظریں جمائے ہوئے تھا.

"میک اپ میں چھپ گیا ہے" روحینہ نے بتایا.

"اوہ.. آئی سی.. تو یہ میک اپ کا کمال ہے."وہ مسکراہٹ لبوں تلے دبا کر بولا تھا. ابیہا جھینپ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی.

فارم ہاؤس میں مہندی کا فنکشن اپنے عروج پہ تھا. ہر سو رنگ و نور کی برسات تھی. جھلملاتے

ملبوسات پہنے ہوئے خوبصورت لڑکیاں خوشبوئیں بکھیرتی ہوئی خوش باش ادھر سے ادھر پھر رہی تھیں. گیندے کے پھولوں سے سجے جھولے پہ شزاء اور سکندر براجمان تھے. شزاء پیلے اور سبز غرارہ شرٹ میں ملبوس بالوں کی چوٹی کو پیلے پھولوں سے سجائے اور پیلے پھولوں کا زیور پہنے ہوئے تھی. اسکا چہرا نفاست سے کئے گئے ہلکے ہلکے میک اپ سے مزین تھا. اور وہ بہت جاذب توجہ نظر آرہی تھی. سکندر سفید شلوار قمیص میں بڑھی ہوئی شیو کیساتھ کافی ہینڈسم لگ رہا تھا اسکے چہرے کی مشابہت ولید سے تھی مگر ولید از حد ہینڈسم تھا. مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی اور اسٹیج پہ ایک رش سا لگ گیا تھا. ایبہا اسٹیج سے اتر کر ایک الگ تھلگ گوشے میں آکھڑی ہوئی. مووی کیمرے کی تیز لائٹ میں اسٹیج پہ کھڑی لڑکیوں کی میک اپ سے مزین چہرے چمک رہے تھے. ایبہا اس خوش باش بے فکرے لوگوں کے ہجوم کا جائزہ لینے لگی. روحینہ سبز غرارے پہ پیلی ایمبرائیڈڈ شرٹ پہنے بالوں میں گجرے سجائے پھولوں کے زیور پہنے پیلا اور سبز جھلملاتا دوپٹہ دائیں شانے پہ سیٹ کیئے ہلکا سا میک اپ کیئے بہت پیاری لگ رہی تھی. وہاں موجود سبھی لڑکیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں. ایبہا تو ان میں کسی صورت بھی میچ نہ ہوتی تھی. ادھر ادھر سرسری سی نگاہیں دوڑاتے اسکی نظر بے اختیار اسٹیج کے قریب ہی کھڑے ولید اور علیشا پہ جا رکی تھی. سفید شلوار قمیص میں دراز قد ولید بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا جبکہ خوبصورت سی علیشا گہرے سبز رنگ کی پوری



آستینوں والی میکسی میں دوپٹے کے بغیر اپنے لیئرز میں کٹے لمبے بال ایک انداز سے سیٹ کیئے ہلکے میک اپ اور جیولری کے نام پہ صرف کانوں میں لمبے آویزے اور دونوں کلائیوں میں گجرے پہنے کسی آسمانی حور کیطرح لگ رہی تھی. وہ دونوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور ایہا کے دل پہ نجانے کیوں احساس کمتری سا حاوی ہونے لگا تھا. وہ دونوں ساتھ کھڑے کتنے پرفیکٹ لگ رہے تھے. ایہا کے دل میں بے نام سی اداسی اترنے لگی. اسنے نظریں جھکا لیں. اور ایک طرف کرسی پہ بیٹھ گئی.

"ارے آپ یہاں بیٹھی ہیں." چند ثانیے گزرنے کے بعد ولید کی آواز اسکے قریب ہی ابھری تو وہ بے طرح چونک گئی. وہ کرسی کے قریب ہی کھڑا تھا.

"جی." وہ سنجیدہ لہجے میں بولی.

"اکیلی کیوں بیٹھی ہیں؟" وہ بھی کرسی گھسیٹ کر اسکے مقابل ہی بیٹھ گیا.

"یونہی." وہ مدھم آواز میں بولی.

"کیا ہوا؟ آپ انجوائے نہیں کر رہیں کیا؟" ولید نے ذرا غور سے اسکے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینا چاہا. فی الوقت اسکے چہرے پہ صرف بوریت کے تاثرات تھے.

"ایسی بات نہیں ہے." وہ سابقہ لہجے میں بولی. وہ اسے یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ اس قدر شان و شوکت دیکھر وہ احساس کمتری کا شکار ہو رہی ہے. ولید نے ایک سرسری سی نظر سے

اسکا جائزہ لیا. سبز رنگ کی گھیر دار شلوار کیساتھ پوری آستینوں والی اسٹائلش سی پیلی شرٹ میں اسکا متناسب سراپا بہت بچ رہا تھا. سوٹ کا جھلملا تا دوپٹہ اس نے سر اور سینے پہ اچھی طرح پھیلا رکھا تھا. سادہ سا چہرا ہلکے سے میک اپ میں کافی اچھا لگ رہا تھا. دونوں کلائیوں میں پھولوں کے گجرے پہنے رکھے تھے. چھوٹی سی ناک میں باریک سی نوز رنگ اسکے معصوم سے چہرے کیساتھ بہت میچ کر رہی تھی. وہ درحقیقت ایک معصوم سی باحیالڑکی کے مروجہ معیار پہ پوری اترتی تھی. ولید اسے دیکھے گیا تھا. وہ اسکی نظروں کے ارتکاز سے کنفیوز ہونے لگی تھی .

"ٹائم کیا ہوگیا ہے؟" ایہا نے پوچھا.

"ساڑھے نو ہو گئے ہیں" ولید نے کلائی گھڑی پہ نظر ڈال کر جواب دیا .

"اف اتنی دیر ہوگئی." وہ یکدم گھبرا سی گئی تھی.

"اتنی بھی دیر نہیں ہوئی. یہ فنکشن تو کم سے کم بھی دو بجے تک چلے گا." ولید لاپرواہی تھی.

جبکہ ایہا کی بالکل سٹی ہی گم ہو کر رہ گئی تھی.

"اتنی دیر... مجھے تو اتنی دیر تک گھر سے باہر رہنے کی پرمیشن نہیں ہے." وہ سخت پریشان نظر آرہی تھی .

"پریشان مت ہوں آپکے گھر والوں کو معلوم تو ہے کہ آپ ادھر ہیں. اور اگر آپکو زیادہ

ٹینشن ہے تو فون کر کے بتادیں گھر پہ" ولید نے نرم لہجے میں کہا.

"مگر میرے پاس تو موبائل نہیں ہے." وہ روہانسی ہوگئی تھی.

"میرا موبائل تو آج شہادت کے رتبے پہ فائز ہوگیا تھا. آپ رکیں میں روحینہ سے موبائل لیکر آتا ہوں" وہ کہہ کر اسٹیج کیطرف بڑھ گیا. چند لمحوں بعد وہ روحینہ کے ہمراہ آتا دکھائی دیا تھا. ایہا اٹھ کھڑی ہوئی تھی .

"کیا ہوا ایہا؟" روحینہ نے آتے ہی پوچھا.

"میں نے گھر انفارم کرنا ہے کہ دیر ہو جائیگی." وہ مدھم آواز میں بولی ولید ذرا فاصلے پہ ہی کھڑا تھا.

"یہ لو کال کرلو اور بتادو کہ ذرا دیر ہو جائیگی ہم خود تمہیں ڈراپ کرینگے یار." روحینہ نے اپنا موبائل اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا. ایہا موبائل اسکے ہاتھ سے لیکر ذرا الگ ہٹ آئی. اور گھر کا نمبر ڈائل کرکے فون کان سے لگایا. دوسری جانب تیسری بیل پہ نیہا کی ہیلو سنائی دی تھی

"ہیلو آپی میں ایہا بول رہی ہوں. یہاں فنکشن میں تھوڑی دیر ہو جائیگی. روحینہ مجھے ڈراپ کردینگی." اس نے جلدی جلدی کہا.

"آپی جلدی سے گھر پہنچو." دوسری جانب سے نیہا کی پریشان سی آواز سنائی دی.



"کیا ہوا؟" وہ نیہا سے بڑھ کر پریشان ہوگئی تھی.

"پھپھو آئی ہوئی ہیں. زبیر نے دوپہر میں تمہیں گاڑی میں دیکھ لیا تھا. جلدی سے آؤ سخت جھگڑا ہورہا ہے یہاں" نیہا کی بات سن کر اسکے ہوش ہی اڑ گئے تھے.

"اف اللہ اب کیا ہو گا".

"پتہ نہیں بس جلدی سے آؤ." نیہا نے کہہ کر جلدی سے فون رکھ دیا تھا. ایہا لرزتے قدموں کیساتھ روحینہ کے پاس آئی.

"ہوگئی بات؟"

"مجھے فوراً گھر جانا ہے. روحینہ." وہ مدھم آواز میں بولی تھی.

"کیا ہوا یار سب ٹھیک تو ہے ناں؟" روحینہ بھی پریشان ہو گئی تھی.

"پھپھو آئی ہوئی ہیں گھر پہ پلیز مجھے واپس بھجوادیں ورنہ بہت ایشو بن جائیگا." وہ جیسے رودینے کے قریب تھی.

ولید چند قدموں کا فاصلہ عبور کرکے ان دونوں کے پاس چلا آیا.

"کیا ہوا؟" اس نے روحینہ سے دریافت کیا.

"ایہا کو گھر ڈراپ کردیں ولی بھیا." روحینہ نے کہا.

"ہوا کیا ہے؟ "

"آپ بعد میں انویسٹی گیشن کر لیجئیے گا ابھی اسکو ڈراپ کر آئیں." روحینہ نے اسے ذرا آنکھیں دکھائیں.

"ڈرائیور کو بول دیتا ہوں میں میرا جان مناسب نہیں ہے." وہ سنجیدہ لہجے میں کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا.

"ڈونٹ وری یار. اور پلیز مجھے بتا ضرور دینا اگر کوئی مسئلہ ہوا تو." روحینہ نرم لہجے میں کہہ رہی تھی اور وہ ڈوبتے دل کیساتھ صرف سن رہی تھی. وہ جانتی تھی کہ گھر پہ ایک ہنگامہ اسکا منتظر ہو گا.

ڈرائیور اسے گھر کے باہر ڈراپ کر کے چلا گیا وہ دل ہی دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرتے ہوئے گھر کیطرف بڑھی. گیٹ اندر سے بند نہیں تھا وہ اسے دھکیل کر اندر داخل ہوئی. سامنے ہی صحن میں گھر کے سبھی افراد پھپھو اور زبیر بھائی کے ہمراہ براجمان تھے. پھپھو غصے میں بول رہی تھیں.

"آ گئی صاحبزادی." پھپھو اسے دیکھتے ہی طنزیہ لہجے میں بولیں تھیں."یہ کوئی وقت ہے شریف لڑکیوں کے گھر آنے کا".

ابیہا لرزتے قدموں کے ساتھ صحن میں ایک جانب کھڑی تھی.

"غضب خدا کا لڑکی اتنا بن سنور کر آدھی رات کو گھر تشریف لا رہی ہیں اور تو چپ کر کے بیٹھا ہوا ہے کاظم" پھپھو نے واویلا کرنے کے سے انداز میں کہا. ابو کچھ نہ بولے.

"کس کے ساتھ آئی ہے تو" پھپھو اٹھ کر اسکے پاس آتے ہوئے غضبناک انداز میں بولیں.

"ڈڈ...ڈرائیور کیساتھ." وہ اٹکتے ہوئے بولی.

"ہائے توبہ بے حیائی کی انتہا. " پھپھو نے اپنے سینے پہ دو ہتھڑ مارا. " اتنی رات کو اتنا ہار سنگھار کیئے لڑکی انجان مرد کیساتھ واپس آئی ہے اور تو یوں بت بنا بیٹھا ہے کاظم. اور تو بتا بے غیرت اتنا ہار سنگھار کس لیئے کیا ہوا ہے تو نے؟" پھپھو چیل کیطرح اس پہ جھپٹی تھیں اور ایک زوردار تھپڑ اسے رسید کیا تھا. وہ گال پہ ہاتھ رکھے لڑکھڑا سی گئی.

'بس آپا. "ابو دھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے. " آپکو دس دفعہ بتایا ہے کہ یہ میری اجازت سے گئی تھی. اور یہ میری بیٹی ہے آپکو اسکی فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں ہے. میں بہت دیر سے آپکا یہ بیکار کا واویلا برداشت کر رہا ہوں. مگر میرے سامنے میری بیٹی پہ کوئی ہاتھ اٹھائے یہ میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا. "انھوں نے سسکتی ہوئی ایہا کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا تھا.

"ہائے اب میں کوئی ہو گئی. سن رہی ہیں آپ امی جان" پھپھو نے جاہل عورتوں کیطرح اونچا اونچا بولتے ہوئے ہوئے رخ سخن امی کی طرف موڑا.

"بس کر دے سعیدہ۔ ایسی بھی کوئی آفت نہیں آگئی۔ آجکل زمانہ بدل گیا ہے۔ بچے بچیاں دوستوں کے گھر آیا ہی جایا کرتے ہیں۔ اسمیں کیا بڑی بات ہو گئی۔ اور آبی ہم سے اجازت لیکر گئی تھی تو نے بلاوجہ بچی کو رلا دیا" دادو بھی اکتائے ہوئے انداز میں بولی تھیں۔

"یہ آپ کہہ رہی ہیں امی۔" پھپھو کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔

"ہاں میں کہہ رہی ہوں وقت کیساتھ تھوڑے خیالات بدل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔" دادو نے کے جواب پہ پھپھو جزبز سے ہوتی بیٹھ گئیں۔ جبکہ ایہا اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اسنے باتھ روم میں جاکر رگڑ رگڑ کے منہ دھو دیا اور کمرے میں آکر اپنے بیڈ پہ بیٹھ کر رونے لگی۔ صحن سے اب پھپھو کے لیکچر کی آوازیں آرہی تھیں اور ایہا کا دل شدید دکھ کا شکار ہو رہا تھا۔

سوئی ہوئی ایہا کی آنکھ آوازوں سے کھلی تھی اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں ذہن ذرا صاف ہوا تو آوازیں واضح ہو گئیں۔

"آپا کچھ ایسا غلط نہیں کہہ رہی تھیں" یہ امی کی آواز تھی۔ "میں تو خود بھی ایہا کو اکیلے ڈرائیور کیساتھ بھیجنے پہ رضامند نہیں تھی۔ ہمارے گھروں میں یہ رواج نہیں ہیں۔ ہم شریف لوگ ہیں"

ایہا اٹھ بیٹھی رات دیر تک روتے رہنے کے باعث وہ دن چڑھے رک سوتی رہی تھی.
"بہو کہتی تو تم ٹھیک ہو" یہ دادو کی آواز تھی. ایہا بجھے دل جیسا تھ بستر سے اتری. ضروریات سے فارغ ہو کے وہ لاؤنج میں آئی. یہاں امی دادو اور نیہا بھی موجود تھیں. وی بھی وہیں بیٹھ گئی.
"تمہاری دوست کا فون آیا تھا. پوچھ رہی تھی کہ گاڑی کب بھجوائے میں نے تو صاف منع کر دیا. اب تمہارے ابو چاہے کتنے بھی ماڈرن بننے کی کوشش کریں لیکن ایک تمہاری خاطر ہم سارے خاندان سے کٹ کر تو نہیں بیٹھ سکتے ناں. لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ تم بھی سمجھ لو کہ ہمارے گھر کی روایات ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتیں. "امی نے چھوٹتے ہی کہا تھا. وہ اس وقت کتنی اکھڑی اکھڑی اقرا اجنبی سی لگ رہی تھیں وہ جان گئی تھی کہ نیہا ان سب کی برین واشنگ کرچکی ہے سو اسنے چپ چاپ سر تسلیم خم کر دیا تھا.
"اب اٹھ کر ہانڈی چڑھاؤ تم کوئی مہمان نہیں ہو. سارا دن بہن اکیلی لگی رہتی ہے کبھی خود بھی احساس کر لیا کرو. اب یونیورسٹی جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندہ گھر کے کاموں کو ہاتھ بھی نہ لگائے. "امی نے سبزی کی ٹوکری اسکی طرف بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو وہ ٹوکری لیئے چپ چاپ کچن میں چلی آئی. اور ہانڈی چڑھانے کی تیاری کرنے لگی.
"آپا بھی کل یہی کہہ رہی تھیں کہ یونیورسٹی جانے کیوجہ سے اس لڑکی کے رنگ ڈھنگ ہی

بدل گئے ہیں. وہ بھی سچی ہیں جب جب آتی ہیں یہ سوئی ہوئی ملتی ہے. اب ہم کوئی شہنشاہ تو نہیں ہیں کہ صاحبزادی پڑھ کر آئے تو باقی کا دن آرام کر کے گزاردے. پڑھائی کیساتھ کیساتھ باقی کام بھی کرنے چاہیئیں." امی کی آواز اسے واضح سنائی دے رہی تھی.

"بس یہ کاظم کو ہی شوق تھا کہ بیٹی بہت پڑھ لکھ لے. پڑھی لکھی لڑکیاں بھی بھلا کبھی گھر گرہستی سنبھالتی ہیں." دادو نے بھی امی کی ہاں میں ہاں ملائی تھی. ایہا تیل میں براؤن ہوتے پیاز پہ نظریں جمائے ہوئے تھی.

"امی پھپھو کا تجزیہ بالکل ٹھیک ہے ایہا کے خیالات واقعی بہت بدل گئے ہیں. وہ سمجھتی ہے کہ اسکی زندگی بس اسی تک محدود ہے اور کسی کا کوئی حق نہیں کہ اسکی زندگی کے متعلق کچھ بھی بولے. "نیہا نے بھی اپنے نادر خیالات کا اظہار کیا تھا. وہ ہانڈی میں ٹماٹر اور دیگر مصالحہ جات ڈالنے لگی.

"حق کیوں نہیں ہے. اگر اتنی ہی تیری اپنی زندگی ہے تو پھر الگ گھر بھی بنالے اور رہ اکیلی." امی نے اسکو سنانے کیلیئے بلند آواز میں کہا تھا. ایہا سب سنتی رہی تھی. اسنے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ اب وہ گھر والوں کو شکایت کا موقع نہیں دیگی. امی دادو اور نیہا ابھی بھی اسی کے متعلق ڈسکس کر رہی تھیں. ایہا نے جلدی جلدی کھانا تیار کرنے لگی.

سکندر کی سہرا بندی کے بعد بارات ہوٹل روانگی کیلیئے تیار کھڑی تھی. ولید نے ایک بار پھر تمانفوس پہ ایک نگاہ دوڑائی مگر اسے وہ کہیں نظر نہ آئی تھی. وہ روحینہ کے پاس چلا آیا.
اس نے روحینہ سے ایہا کی بابت دریافت کیا تو وہ بولی "میں نے صبح اسکے گھر کال کی تھی اسکی امی سے بات ہوئی تھی انھوں نے کہا کہ ایہا بیمار ہے." روحینہ نے اسے بتایا. اور ولید کو نجانے کیوں سارے رنگ پھیکے لگنے لگے تھے. بارات روانہ ہو کر ہوٹل پہنچی.. شزاء اور سکندر کے نکاح کا فریضہ انجام پایا.. کھانا کھلا اور پھر کرسی بٹھائی کی رسم شروع ہوئی. الغرض سارا فنکشن گزرتا گیا مگر ولید کا ذہن ایہا میں ہی اٹکا رہا تھا. وہ روحینہ اور علیشا کے اصرار پہ رسموں میں حصہ تو لے رہا تھا مگر اسکا دل عجیب سی اداسی کے گھیرے میں تھا. بہر حال رات دس بجے فنکشن ختم ہوا اور شزاء رخصت ہو کر انکے گھر آگئی. شکیلہ بیگم نے بہو کا شاندار استقبال کیا تھا. اور پھر کچھ رسموں کے بعد دلہن کو اسکے کمرے میں پہنچا دیا گیا. کچھ دیر بعد سب مہمان بھی ایک اک کر کے اپنے اپنے گھروں کو سدھار گئے. گھر پہ مکمل سکوت طاری ہو گیا تھا. ولید کچھ دیر اپنے کمرے میں ٹہلتا رہا پھر روحینہ کے کمرے میں چلا آیا. وہ اپنی جیولری اتار رہی تھی. علیشا بھی آج رات یہیں رک گئی تھی اور اس وقت بستر کے کنارے پہ ٹکی اپنے پاؤں دباتے ہوئے روحینہ سے باتیں کر رہی تھی.
"ارے ولید تم سوئے نہیں؟" علیشا نے اسے آتے دیکھ کر پوچھا.

"بس نیند نہیں آرہی تھی. " ولید کہتا ہوا صوفے پہ بیٹھ گیا.
" چلیں اچھاہے آپ آگئے ہم نے چائے بنوائی ہے سچی بڑی تھکن محسوس ہورہی ہے." روحینہ بولی .
"میں چینج کرلوں ذرا"علیشا کہہ کرڈریسنگ روم کیجانب بڑھ گئی. روحینہ اٹھ کرڈریسنگ ٹیبل کیطرف بڑھی.
"یار یہ تمہاری فرینڈ کیساتھ کوئی ایشو ہے؟" ولید نے اسے مخاطب کرکے پوچھا.
"کس کے ساتھ ماریہ کیساتھ.. ہاں وہ کافی چپکو اور چھچھوری سی ہے." روحینہ جیولری ڈریسنگ ٹیبل کے دراز میں رکھتے ہوئے بولی.
"نہیں یار میں اسکی بات کررہاہوں... وہ جو چھوٹی سی ہے.. انڈرکانفیڈنٹ سی.." وہ جان بوجھ کر اسکا نام نہیں لے رہا تھا.
"ایہاکی بات کررہے ہیں؟" روحینہ نے اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹ کر کیچر لگاتے ہوئے پوچھا. ولید نے سر کو اثباتی جنبش دی.
"پتہ نہیں مگر مجھے لگتاہے کہ کوئی ایشو ضرورہے. کیونکہ آج اسکی امی کالہجہ بہت کھردرااور سخت ساتھا. اور پھر سوچنے کی بات ہے کہ ایکدم سے ایہااتنی بیمار کیسے ہوگئی."روحینہ بولتے ہوئے بیڈ کے کنارے ٹک گئی .

"تمہارا کیا خیال ہے کیا ایشو ہو سکتا ہے؟" ولید نے استفسار کیا.
"اسکی فیملی کافی تنگ نظر سی ہے اسی سے ریلیٹڈ کوئی مسئلہ بنا دیا ہوگا اسکی کسی پھپھو یا خالہ نے." روحینہ عام سے لہجے میں بول رہی تھی. ولید سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا.
"بیٹھیں ناں چائے تو پی لیں".
"نہیں میرا موڈ نہیں. تم لوگ پئیو. گڈ نائٹ" وہ پھیکی سی مسکراہٹ کیساتھ کہہ کر اسکے کمرے سے باہر آگیا تھا. اسکا دل عجیب سی اداسی محسوس کرنے لگا تھا. مگر ایک امید سی تھی اسے کہ شاید وہ کل ولیمے کے فنکشن میں آجائیگی اور وہ اس سے اسکی پریشانی کا سبب پوچھ کے گا. اس امید کا دامن تھامے وہ تھوڑا ریلیکس ہوگیا تھا.

اگلے روز پیر کا دن تھا. وہ صبح یونیورسٹی چلی آئی. پھر کلاسز لیتے ہوئے وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا. گھر واپس آکر اس نے کپڑے بدل کر نماز ظہر ادا کی. پھر کچن میں پڑے دوپہر کے کھانے کے گندے برتن دھوئے اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے باہر صحن میں تخت پہ آبیٹھی. صبح سے اب تک لاشعوری طور پہ وہ کئی بار روحینہ کے بھائی کے ولیمے کے فنکشن کے متعلق سوچتی رہی تھی روحینہ نے اسے کتنے اصرار سے بلایا تھا. وہ ملول سی سوچے گئی. گھر میں سب قیلولہ کرنے کے عادی تھی سو وہ شام تک پڑھتی بھی رہی اور بور بھی ہوتی رہی. پھر مغرب

کی نماز کے بعد اس نے امی اور دادو کو چائے بنا کر دی اور کچن میں آکر رات کے کھانے کی تیاری کرنے لگی. نیہا اسے کچن میں دیکھ کر ریلیکس سے انداز میں ٹی وی دیکھنے لگی تھی. اس نے سب سے پہلے عامر کا پسندیدہ شیر خرما بنا کر ٹھنڈا ہونے کیلئیے فریج میں رکھ دیا. پھر خوب دل لگا کر دال چاول بنائے کیونکہ رات میں گھر کے تمام نفوس ہلکا پھلکا کھانا ہی پسند کرتے تھے. ابو کے آتے ہی اس نے کھانا لگا دیا. سب خوش نظر آرہے تھے کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا. امی اور دادو کے رویوں پہ چھائی خفگی بالکل اڑنچھو ہوگئی تھی جیسے. ایہا کو احساس ہونے لگا کہ اس نے واقعی گھر کے کاموں میں دلچسپی لینا چھوڑدی تھی جو کہ اصولاً غلط تھا. ایک خاندان میں رہتے ہوئے اگر کوئی ایک فرد اپنی الگ دنیا بسا لے تو اسکے حوالے سے اسکے بہت اپنے بھی عجیب سی غلط فہمیوں کا شکار ہونے لگتے ہیں ایہا کو بھی یہی محسوس ہو رہا تھا کہ عدم توجہی کے باعث اسنے اپنے پیاروں کو اپنے متعلق مشکوک کر دیا ہے. سو اسنے سوچ لیا تھا کہ اب سے وہ اپنی فیملی کو نظرانداز نہ کریگی. ابو اسکے ہاتھ کے ذائقے کی تعریف کر رہے تھے جبکہ امی اور دادو اسے مزید بہتر کوکنگ کرنے کے حوالے سے ہدایات دے رہی تھیں. ایہا کو اپنی محنت رائیگاں جاتی محسوس نہ ہو رہی تھی. وہ مطمئن ہوگئی تھی.

ولیمے کا شاندار فنکشن آرمی میس میں جاری و ساری تھا. ہر سو رنگ و نور کی برسات تھی. شزاء اور سکندر اسٹیج پہ بیٹھے مسکرا رہے تھے. ان دونوں کا کپل بہت خوبصورت تھا اور وہاں موجود سب ہی نفوس اس پیارے سے جوڑے کی تعریف میں رطب اللسان تھے. ولید نے اسٹیج سے اترتے ہوئے پورے ہال کا ایک طائرانہ جائزہ لیا. روحینہ ہال کے آخری کونے میں اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں کھڑی تھی. وہ بے اختیار اسی طرف چلا آیا.

"روحی. بات سننا" اسنے روحینہ کو پکارا تو وہ اپنی سہیلیوں سے معذرت کرتی اسکے سامنے آکھڑی ہوئی.

"آج تو ہر لڑکی کی زبان پہ میرے بھیا کی تعریفیں ہیں" روحینہ چھوٹتے ہی بولی. سیاہ ڈنر سوٹ میں ولید کی شخصیت اچھی طرح نکھر آئی تھی اور وہ بہت وجیہہ نظر آرہا تھا.

"کم آن" وہ منہ بنا کر بولا.

"آئم سیریس بھیا. میری سب سہیلیوں کو تو آپ پہ کرش ہورہا ہے." وہ شوخی سے بولی.

"انسان بنو." ولید نے اسے گھور کے دیکھا.

"غصہ کیوں کررہے ہیں. اچھا مجھے کیوں بلایا ہے."

"تمہاری فرینڈ نہیں آئی؟" اس نے لاپرواہ بنتے ہوئے پوچھا.

"آئی ہوتی تو نظر آجاتی ولی بھیا. اور آپ نے کیا صرف اتنی سی بات پوچھنے کیلئیے مجھے بلایا

ہے؟" روحینہ نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا.
"نہیں وہ سکندر بھائی کہہ رہے ہیں کہ انکے پاس آکر بیٹھو." وہ جھوٹ بہر حال نہیں بولا تھا کیونکہ سکندر واقعی یہ بات کافی بار کہہ چکا تھا مگر روحینہ کو اپنی سہیلیوں سے گپیں لگانے سے ہی فرصت نہیں تھی .
"اچھا جاتی ہوں" وہ کہہ کر عجلت میں اسٹیج کیجانب بڑھ گئی. ولید وہاں سے ہٹ کر ہال سے باہر نکل آیا اور داخلی سیڑھیوں کے قریب رک گیا. گلاس وال کے باہر رات کا اندھیرا دھرتی پہ اپنے پنجے گاڑ چکا تھا.
"آپکے نامعقول موبائل نے میری پیشانی کا جو حال کیا ہے..." ایک چڑچڑی سی آواز اسکی سماعتوں میں ابھری تھی اسنے بے اختیار ہی پیچھے مڑ کر دیکھا. وہاں کوئی نہ تھا. گلاس ڈور کے اس پار ہال میں سب مگن اور خوش باش نظر آرہے تھے. یہ ایک ایلیٹ کلاس کی گیدرنگ تھی... اور یہاں کی ایک ایک چیز سے امارت کے رنگ جھلک رہے تھے. ماڈرن لڑکیاں زیادہ تر بغیر آستینوں والے لمبے ٹخنوں کو چھوتے فراک پہنے میک اپ سے لیس چہروں کے اطراف میں جدید طرز کے کٹے بال ڈالے ادھر سے ادھر گھوم رہی تھیں. وہ سب طرحدار تھی. پرکشش تھیں... ولید پلٹ کر ایک ایک قدم اٹھاتا سیڑھیاں طے کرنے لگا. اسکے دل میں ایک عکس تھا ایک سادہ سی لڑکی کا.. جسکے پاس نہ حسن تھا نہ ادائیں تھیں وہ عام سے عام

تھی.. مگر خاص الخاص.. اسکی خصوصیت اسکی حیا تھی وہ حیا جو ان سب حسین لڑکیوں میں مفقود تھی.. حیا... جو انمول ہوتی ہے.. حیا جو مرد کیلئیے خوب مگر عورت کیلئے خوب تر ہے.. وہ حیا ابیہا کاظم کی خصوصیت تھی ایسی خصوصیت جس نے ولید حسن کے دل کو چھوا تھا. مگر وہ اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھا اسکے دل میں ایک گھٹن سی بھرنے لگی تھی. وہ بقیہ کے تمام فنکشن میں بالکل بھی انجوائے نہ کر سکا تھا. گھر آکر اس نے سیدھا اپنے کمرے کا رخ کیا. اسکا الجھا ہوا ذہن اس وقت تنہائی کا متقاضی تھا. اسنے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی کوٹ اتار کر بیڈ پہ اچھالا. ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بیڈ کے کنارے ٹک کر جوتے اترنے لگا "کیوں آخر کیوں نہیں آئی وہ." وہ بڑبڑا رہا تھا. "آخر کیا مسئلہ ہو سکتا ہے" جوتے اتار کر اسنے ٹائی ایک جھٹکے سے اتار پھینکی. "ایٹ لیسٹ اسے وجہ تو بتا دینی چاہیئے تھی میں دو دن سے اتنا پریشان ہوں" وہ اب سوچتے ہوئت کف اور کالر کے بٹن کھول کر بیڈ گر گیا. اسکی نظریں چھت پہ تھیں.

"مگر میں کیوں پریشان ہوں. اور اتنا پریشان ہوں کہ اپنے بھائی کی شادی کے فنکشنز بھی انجوائے نہ کر سکا. کیوں.." وہ الجھ گیا. "آخر اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ وہ اس دن اتنی پریشانی کے عالم میں گھر کیوں چلی گئی تھی." اسکا دل کسی ضدی بچے کیطرح بولا. "مگر وہ مجھے کیوں بتاتی.. اور میں اسکے متعلق اتنا کیوں سوچ رہا ہوں" اسکے ذہن نے یکدم سوال کیا تھا.

وقت بھی جیسے تھم گیا تھا. "میں کیوں اسکے نہ آنے کیوجہ سے اتنی بے چینی محسوس کر رہا ہوں. کیا میں اسے مس کرتا ہوں." ذہن نے دل سے سوال کیا تھا. جواب ہاں میں آیا تھا. اسکے دل کی گھٹن بڑھنے لگی. "کیا مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے؟" ذہن نے بہت محتاط انداز میں سوال کیا تھا. اور دل نے شدومد سے اقرار میں جواب دیا تھا. ولید بے تحاشا اٹھ بیٹھا. "ایہا سے محبت." وہ خود سے بولا. دل کی دھڑکنوں کو جیسے قرار آنے لگا تھا. "ایہا... سے.. محبت" وہ رک رک کر بولا اور پھر بے اختیار ہی کھل کر مسکرا دیا تھا. ذہن پہ چھائی ساری گھٹن جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی تھی. محبت نامی سرطان اسکی رگوں میں اتر گیا تھا.. اس احساس میں کیسی چاشنی تھی درد تھا راحت تھی.. "ایہا... اونہوں... بیا... ولی کی بیا.." وہ خود سے بولا تھا. اسکا دل عجب سرخوشی کے عالم میں تھا. وہ اٹھ کر گنگناتا ہوا کپڑے بدلنے کیلیئے ڈریسنگ روم کیطرف بڑھ گیا.

فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی. ایہا نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا.

"ہیلو". وہ ماؤتھ پیس میں بولی

"ہیلو ایہا."دوسری جانب سے روحینہ کی آواز سنائی دی تھی.

"جی میں بول رہی ہوں آپ کیسی ہیں".

"مت بولو تم مجھ سے شادی میں کیوں نہیں آئی پتہ ہے کتنا مس کیا میں نے تمہیں ".

"مجھے بخار ہوگیا تھا. آئم سوری" وہ مدھم لہجے میں بولی

"اور اس دن مہندی کے روز کیا ہوا تھا؟ تمہاری پھپھو نے کیا کہا تھا؟"

"کچھ نہیں آپ کل یونیورسٹی آئینگی؟" وہ بات ٹال گئی

"ہاں کل سے آؤنگی. آل ریڈی بہت چھٹیاں ہوگئیں ہیں. تم جارہی ہو؟ "

"جی جارہی ہوں. آپکے بھائی بھابھی خوش ہیں"

"ہاں ماشاء اللہ بہت خوش ہیں. ان فیکٹ پرسوں دونوں دوبئی جارہے ہیں گھومنے پھرنے پھر وہاں سے عمرہ کرنے جائینگے".

"گڈ بہت اچھی بات ہے".

"اچھا سنو ولید بھیا بھی تمہارا پوچھ رہے تھے." روحینہ کی بات پہ اسکا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا

"اچھا" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی

"ہاں یار انکو ٹینشن تھی کہ کہیں تمہارے گھر میں کوئی مسئلہ نہ ہوگیا ہو. اس دن تم گئی بھی تو کتنی پریشانی میں تھی"

"جی بس کل یونیورسٹی میں ملاقات ہوتی ہے." اسنے کال بند کرنے کی جلدی تھی مبادا قیلولہ

کرتے ہوئے گھر والے جاگ نہ جائیں.

"اوکے اپنا خیال رکھنا. اللہ حافظ".

"اللہ حافظ"

اس نے ریسیور کریڈل پہ رکھا اوت باہر صحن میں تخت پہ آ کر بیٹھ گئی. گھر میں ہو کا عالم تھا. وہ بھی لیپ ٹاپ پرے کر کے لیٹ گئی. "ولید بھیا بھی تمہارا پوچھ رہے تھے" روحینہ کا یہ جملہ جیسے اسکی سماعتوں میں رس گھول رہا تھا. اسکا دل خوشگوار انداز میں دھڑک رہا تھا. وہ ہینڈ سم سا انسان اس سے اتنا کنسرنڈ تھا کہ اسکی عدم موجودگی اسکو محسوس ہوتی تھی. یہ خیال ہی کتنا خوش کن تھا. ایہا کے لب آپوں آپ ہی مسکرانے لگے تھے.

"آئی سی.. لیکن یار جب تمہارے ابو تمہاری حمایت میں ہیں تو انھوں نے تمہیں بارات اور ولیمے میں کیوں نہیں آنے دیا تھا؟" اسکی ساری کتھا سن کر روحینہ نے پوچھا.

"شاید انھیں لگتا ہو کہ خاندان سے الگ ہو کر چلنے کی کوشش کرینگے تو مشکل ہو جائیگی." اس نے بودی سی دلیل پیش کی.

"اچھا چھوڑو بریانی کھاؤ" روحینہ نے اسکی توجہ بریانی کی طرف مبذول کروائی. اس وقت صبح کے دس بجے کا عمل تھا اور وہ دونوں اپنی اپنی کلاسز بنک کر کے کیفیٹیریا میں بیٹھی ہوئی تھیں.

"یار سکندر بھائی کی مہندی کی پکچرز بہت زبردست آئی ہیں. اور تم تو اتنی فوٹو جینک ہو. بہت پیاری پکچرز آئی ہیں تمہاری. یہ دیکھو" روحینہ نے بولتے ہوئی اپنے موبائل کی اسکرین اسکے سامنے کی. وہ واقعی تصویر میں بہت اچھی نظر آ رہی تھی.

"ولی بھیا نے کل ڈیجیٹل کیمرہ سے تصویریں لیپ ٹاپ میں شفٹ کیں وہ بھی کہہ رہے تھے کہ تمہاری دوست کی پکچرز بہت اچھی آئی ہیں." روحینہ نے بریانی کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے بتایا. ایہا کے دل نے بےاختیار ایک دھڑکن مس کی تھی.

"بس اب ممی کا ارادہ ہے کہ جلد ہی ولید بھیا کی بھی شادی کر دی جائے. ویسے ممی کو انکے لئیے علیشا پسند ہے. علیشا یاد ہی ناں تمہیں.. میری پھپھو کی بیٹی جسکی بلیو آئیز ہیں" روحینہ بریانی کیساتھ انصاف کرتے ہوئی بول رہی تھین ایہا کو وہ خوبصورت سی لڑکی یاد تھی اور وہ بھلائے جانے کے لائق بھی نہ تھی... اس نے سر اثبات میں ہلا دیا. دل میں بے نام سی اداسی اترنے لگی.

"لیکن فائنل فیصلہ تو ولی بھیا کا ہو گا. ممی بچوں پہ اپنی پسند امپوز کرنے کی قائل نہیں ہیں. سکندر بھائی کو بھی انھوں نے اپنی پسند کے انتخاب کا پورا پورا حق دیا تھا".

"ہوں." اس نے ٹھنڈی بریانی کا ایک چمچ منہ میں رکھا.

"ویسے میں نے سرسری سا ایکبار ولی بھیا سے انکی پسند کے متعلق پوچھا تھا مگر انھوں نے کہا تھا

کہ انھیں کوئی لڑکی پسند نہیں. اسلئیے میرا ذاتی خیال ہے کہ انکو علیشا کے ساتھ شادی پہ کوئی اعتراض نہیں ہو گا." روحینہ بولتی جا رہی تھی. ایبہا کا انٹرسٹ بریانی سے بالکل ہی ختم ہو گیا تھا.

"اب تو انکی چھٹیاں بھی چند دن کی ہی رہ گئی ہیں. ممی کا ارادہ ہے کہ جانے سے قبل انکی اور علیشا کی منگنی کر دی جائے. شاید ایک دو دن تک وہ ولی بھیا سے انکی رضامندی دریافت بھی کر لیں." روحینہ بریانی ختم کر چکنے کے بعد اب کوک کیطرف متوجہ ہو گئی تھی. ایبہا صرف سر ہلا کر رہ گئی تھی.

شام کو پھپھو بمعہ زبیر بھائی چلی آئی تھیں. آج انکا موڈ خوشگوار تھا ایبہا کے سلام کے جواب میں انھوں نے مسکرا کر اسکے سر پہ ہاتھ پھیر کر " جیتی رہ میری بچی "کا اضافہ کیا تھا. ایبہا انکے لئے چائے بنانے کچن میں چلی آئی.

"امی جی بہت ہی اچھا رشتہ لیکر آئی ہوں اپنی آپی کیلیئے " پھپھو کی چہکتی آواز پہ اسکا دل ڈوب کے ابھرا تھا. وہ سراپا سماعت بن گئی.

"کیسا رشتہ؟" دادو کی آواز سنائی دی.

"جمیلہ کی نند کا بیٹا ہے. "جمیلہ ' پھپھو کی بڑی نند کا نام تھا."دس جماعتیں پاس ہے. گوجر خان

میں رہتے ہیں بڑے امیر ہیں. اپنی زمینیں ہیں. یہ بڑی حویلی ہے پیسے کی ریل پیل ہے."
پھپھو کی آواز میں موجود ایکسائیٹ منٹ ایہا کو کچن میں بھی محسوس ہو رہی تھی.
"تو آپا لڑکا کرتا کیا ہے؟" امی نے پوچھا.
"بس زمینوں کی دیکھ بھال کر لیتا ہے اور ویسے اسے کام کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے اکلوتا لڑکا ہے ساری زمینوں کا اکیلا وارث." پھپھو بولیں. ایہا لرزتے ہاتھوں سے چائے کا پانی چولہے پہ رکھنے لگی.
"مگر آپا لڑکے کی تعلیم کم ہے." امی نے اعتراض اٹھایا.
"ارے لڑکوں کی تعلیم نہیں جیب دیکھی جاتی ہے." پھپھو بولیں. پانی ابلنے لگا تھا وہ کپکپاتے ہاتھوں سے پتی ڈالنے لگی.
"مگر آپا میری آبی ایم اے کر رہی ہے. اور وہ لڑکا صرف دسویں پاس. جوڑ تو نہیں بنتا." امی کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی.
"اے بھابی بیکار کے اعتراض کیوں اٹھا رہی ہو. کھاتا پیتا گھرانہ ہے لڑکا اکلوتا ہے آبی راج کریگی. تعلیم کا اچار ڈالنا ہوتا ہے کیا؟ اور آبی نے کیا شوہر سے مثنوی لکھوانی ہے." پھپھو جھنجھلا گئی تھیں. ایہا ابلتے ہوئے قہوے میں دودھ ڈالنے لگی.
"آپا کم پڑھے لکھے انسان کیساتھ میری بچی کا گزارا ممکن نہیں ہے کیونکہ میری بچی ایک

باشعور لڑکی ہے۔" ابو بھی اپنے کمرے سے اٹھ کر لاؤنج میں آ گئے تھے. چائے ابلنے لگی تھی.
ایہا کپوں میں چائے نکالنے لگی.
"ایک تیری بچی باشعور ہے اور باقی سب بے شعور واہ میرے بھائی خوب بات کہی تم نے."
پھپھو چمک کے بولی. ایہا نے چائے اور لوازمات ٹرالی میں سیٹ کئے اور ٹرالی گھسیٹتی ہوئی
لاؤنج میں لے آئی.
" آپا پڑھے لکھے اور ان پڑھ میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے. " ابو تحمل سے بات کر رہے
تھے
"امی جی آپ بھی تو کچھ بولیں ناں. اتنا اچھا رشتہ ہے. عیش کریگی آپی اور ان لوگوں کو ایک
عام شکل صورت کی لڑکی ہی چاہئیے اسلئیے آپی کو فوراً سے پسند بھی کر لیں گے وہ لوگ."
پھپھو کی بات پہ اسے ہمیشہ کیطرح دکھ ہوا تھا.
"اے سعیدہ کیا کمی ہے آپی کی شکل صورت میں؟" دادو نے ماتھے پہ بل ڈال کر پوچھا.
"انجان تو نہ بنیں امی. آپی کی کم صورتی کے باعث ہی خاندان بھر میں کوئی لڑکا اسے بیاہنے کو
تیار نہیں میرا عدیل بھی ایہا کا تک نام سننے کو تیار نہیں ورنہ میں ہی اسے اپنی بہو بنا لیتی. "
پھپھو نے اپنے سب سے چھوٹے اور ایہا کے ہم عمر بیٹے کا تذکرہ کیا تھا. وہ چپ چاپ ایک
طرف کھڑی تھی. نیہا بھی چپ تھی.

"آپا آپکے عدیل کو آبی کا رشتہ میں کبھی دیتا بھی نہیں اچھا کیا جو وہ خود ہی نہیں مانا۔" ابو نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا لیا۔
"کیوں کیا برائی ہے میرے عدیل میں؟" پھپھو تپ گئیں۔
"پانچ جماعتیں تک تو پڑھی نہیں ہوئیں عدیل نے آپا میری آبی تو ماشاء اللہ سے اتنی لائق ہے" امی فوراً سے بولیں۔
"لائقی کو کیا شہد لگا کر چاٹنا ہے۔ شکل تو کسی کام کی نہیں آپکی لائق بچی کی۔ اتنی اکڑ کس بات پہ دکھا رہی ہو بھابی۔ ذرا اپنے گھر کے حالات اور اپنی بچی کی شکل بھی غور سے دیکھو۔" پھپھو کے الفاظ کسی کند ہتھیار سے بھی تیز تھے۔
"آپا صاف سی بات ہے میرا ابھی آبی کی شادی کا کوئی ارادہ نہیں اور کسی کم پڑھے لکھے لڑکے سے میں اپنی بچی کو ہرگز نہیں بیاہوں گا میری بچی کا مزاج الگ ہے وہ جاہلوں کیساتھ گزارا نہیں کر سکتی۔" ابو نے صاف صاف بات کی۔ پھپھو تو شدید بھڑک اٹھی تھیں۔
"تم صاف بات کر رہے ہو تو میں بھی صاف بات کرتی ہوں بھیا میرے زبیر کو آبی کا لڑکوں کیساتھ پڑھنا اور گھومنا پھرنا بالکل نہیں پسند۔ اور اسنے صاف کہہ دیا ہے کہ ماموں کو کہیں آبی کو شریف لڑکیوں کیطرح گھر بٹھائیں اور سال ڈیڑھ میں رخصت کریں۔" پھپھو نے ہاتھ نچا کر کہا تھا۔ ایہا نے دیکھا زبیر بھائی ہمیشہ کیطرح سر جھکائے بیٹھے تھے۔

"کیا مطلب ہے آپکا آپا. میری آبی شریف لڑکی نہیں ہے کیا. آپ میرے سامنے بیٹھ کر میری بچی کے کردار پہ کیچڑ اچھال رہی ہیں." ابو غصے سے دھاڑے تھے. "چلاؤ مت بھائی میرے. اسمیں کیچڑ اچھالنے والی کیا بات ہے. زبیر نے خود دیکھا ہے آبی کو کسی مرد کیساتھ گاڑی میں." پھپھو نے پرسکون انداز میں کہا تھا. "خدا کا خوف کرو آپا. آپکو اس دن بھی بتایا تھا کہ وہ آبی کی دوست نے گاڑی بھجوائی تھی." امی تیز لہجے میں بولیں. پھپھو نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے. "بھئی صاف سی بات ہے میرے زبیر کی غیرت کو تو یہ بات ہی گوارا نہیں کہ اسکی ہونیوالی سالی انجان لڑکوں کیساتھ پڑھے اور سہیلیوں کے گھر جائے." پھپھو کا لہجہ کاٹ دار تھا. "زبیر کو جو اعتراضات ہیں وہ اپنے منہ سے کہے ناں آپ کیوں اسکی ترجمان بنی ہوئی ہیں. بولو برخوردار کیا مسئلہ ہے تمہیں." ابو نے ناگواری سے کہا. "دیکھیں ماموں جی میں بڑا اصولی سا بندہ ہوں. مجھے لڑکیوں کو بے مہار آزادی دینا بالکل بھی پسند نہیں. نیہا بھی تو گھر پہ رہتی ہے. تو ایہا کو پڑھانا کیوں اتنا ضروری ہے؟ اس نے کونسا علامہ اقبال بن جانا ہے لکھ پڑھ کے. بس اسکو گھر بٹھائیں اور امی جو رشتہ بتا رہی ہیں اس پہ ہاں کریں" زبیر بھائی نے بھی اپنے مخصوص پنجابی ٹچ والے لہجے میں کہا تھا. ایہا نے دکھ بھری نگاہوں سے انکی طرف دیکھا.

"برخوردار میں ایہاکا باپ ہوں جو مجھے مناسب لگے گا وہی کرونگا. تم اپنی ماہرانہ رائے اپنے پاس ہی رکھو." ابو اس پہ برس پڑے.
"تو ٹھیک ہے پھر میں بھی نیہا کیساتھ شادی نہیں کر سکتا." وہ قطعیت سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا. اسکے ساتھ ہی پھپھو بھی جانے کو تیار نظر آنے لگیں.
"مگر زبیر آپ آپی کی غلطی کی سزا مجھے کیوں دے رہے ہیں." نیہا بے تانی سے اٹھ کھڑی ہوئی.
"اپنی بہن کو سمجھالو کہ سدھر جائے ورنہ نتائج تمہیں ہی بھگتنے پڑیں گے." زبیر سخت لہجے میں بولا.
"ایہا کہہ دو کہ تم آئندہ یونیورسٹی نہیں جاؤ گی. کہہ دو ناں" نیہا نے ایہا کا بازو پکڑ کر منت کرنے کے انداز میں کہا.
"نیہا یہ کیا پاگل پن ہے." ابو درشتی سے بولے.
"سعیدہ تو ہی زبیر کو سمجھا اسطرح کھڑے کھڑے رشتے ختم نہیں ہوتے." دادو نے پھپھو کو مخاطب کیا جو اکھڑی اکھڑی سی کھڑی تھیں.
"میرا بچہ بالکل صیحیح کہہ رہاہے. اور کاظم میرے لائے ہوئے رشتے پہ جب تو راضی ہو جائے ناں تو مجھے آگاہ کر دینا میں اور زبیر آجائیں گے. چل زبیر." پھپھو بے رخی سے

کہا.

"نہیں پھپھو پلیز زبیر. آپی وہی کریگی جو آپ کہہ رہی ہیں پلیز ایسا مت کریں" نیہا نے روتے ہوئے کہا .

"نیہا چپ کر جاؤ. آپا یہ میرا گھر ہے یہاں کے اصول بھی میں طے کرونگا آپ یا آپکا بیٹا نہیں اور دوسری بات تم بھی سن لو برخوردار میری اولاد کے مختار بننے کی کوشش ترک کر دو اور اچھی طرح سوچ لو کیونکہ نیہا کیساتھ شادی کی صورت میں بھی میں تمہیں اپنے گھر کے معاملات میں دخل اندازی کی اجازت نہیں دونگا. زیادہ بہتر ہو گا کہ تم ابھی کوئی درست فیصلہ کرلو اور پھر اس پہ قائم بھی رہو. " ابو مضبوط لہجے میں کہہ رہے تھے. "اور جہاں تک بات ہے رشتہ توڑنے کی تو اچھا ہے کہ یہ رشتہ ٹوٹ ہی جائے کیونکہ ایسے خود غرض رشتوں کا ٹوٹ جانا ہی بہتر ہوتا ہے. میری نیہا کیلئے اللہ بہت اچھا رشتہ بھیج دیگا. اب آپ لوگ جاسکتے ہیں." ابو اپنی بات مکمل کر چکے تھے.

"ہاں ہاں جارہے ہیں. اور ہم بھی دیکھیں گے کہ. کونسے شہزادے آئیں گے تمہاری بیٹیوں کیلئیے اور اس کم شکل کو تو تا قیامت گھر کی دہلیز پہ ہی بٹھائے رکھو گے ان شاءاللہ چل زبیر. " پھپھو زہر اگل کر تن فن کرتی چلی گئی تھیں. انکے جاتے ہی ابو بھی لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنے کمرے میں چلے گئے.



نیہازور زور سے روتے ہوئے صوفے پہ بیٹھ گئی. "تو مر جا آپی تو مر جا." وہ مسلسل یہی کہہ رہی تھی. ایہا اپنی جگہ چور بن گئی تھی.

"مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ یہ جو کاظم صاحب کو ماڈرن بننے کا بھوت سوار ہے یہ ہم سب کو لے ڈوبے گا." امی پر سوچ انداز میں بولیں.

"کیا غلط کہا پھپھو نے. ہمارے خاندان میں کب کوئی لڑکی یونیورسٹی گئی کب کسی لڑکی کو سہیلی کے ڈرائیور گھر لینے آتے رہے." نیہا روتے ہوئے بولی.

"میں تو ڈرائیور کیساتھ بھیجنے کے حق میں ہی نہیں تھی تب تم سب نے ہی بڑی حمایت کی تھی. اب بھگتو." امی بیزاری سے بولیں.

"ہائے میری زندگی بتاہ کردی تونے آپی." نیہا چھکوں پھکوں روتے ہوئے دہائی دینے والے انداز میں بولی. ایہا کو یکدم ڈھیروں غصہ آگیا تھا.

"زبیر بھائی سے شادی کرکے جتنی تمہاری زندگی برباد ہونی تھی ناں اب کم ازکم اس سے تو کم ہی برباد ہوگی" وہ تڑخ کے بولی تھی.

"ارے مر جا تو منحوس. بہن کا رشتہ ٹوٹنے پہ ایسی بکواس کر رہی ہے." دادو الٹا اسی پہ برس پڑیں.

"تو اور کیا کہوں دادو. زبیر بھائی اور پھپھو ہمارے لئے مستقل مصیبت ہی تو تھے اچھا ہوا جان

چھوٹی. اور زبیر بھائی کونسا کہیں کے شہزادے تھے کہ تم یوں ٹسوے بہارہی ہو." وہ غصیلے انداز میں بولتی گئی.

"میں تمہیں مار دوں گی." نیہا چیل کیطرح اس پہ جھپٹی اور اسکے بال کھینچ کر زور زور کے تھپڑ اسے رسید کر دئے. یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ وہ اپنا دفاع بھی نہ کر سکی تھی. اسی لمحے عامر نے اٹھ کر تیزی سے نیہا کو الگ ہٹایا. بہر حال اس سولہ سترہ سالہ لڑکے میں اتنی طاقت تھی کہ نیہا بے بس سی ہو کر بیٹھ گئی.

"پاگل تو نہیں ہو گئی ہو آپی تم. آبی کا اسمیں کیا قصور پھپھو تو ہیں ہی ڈرامہ کوئین" عامر درشتی سے بولا.

"عامر تو چپ کر." امی نے اسے آنکھیں دکھائیں.

"میں غلط تو نہیں کہہ رہا امی. پھپھو کو ہر روز ایک نیا ڈرامہ کرنیکی کی عادت ہے. اچھا ہوا منگنی ٹوٹ گئی ورنہ اگر آپی کی زبیر بھائی کیساتھ شادی ہو جاتی تو ہمارا تو جینا مرنا محال ہو جاتا." عامر نے اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا تھا.

"امی دیکھ رہی ہیں آپ یہ سب میری خوشیوں کے دشمن ہیں." نیہا اب پھر سے اونچا اونچا رونے لگی تھی. ایہا شکستہ قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں چلی آئی. نیہا کے ناخنوں نے اسکے گالوں پہ ہلکی ہلکی خراشیں چھوڑی تھیں. مگر جو کھرونچیں دل پہ پڑی تھیں انکا بھرنا

شاید ممکن نہ تھا.

"ایہا کہاں تھی تم تین دن سے" وہ یونیورسٹی ایک دور افتادہ گوشے میں گھاس پہ بیٹھے ہوئی تھی جب روحینہ اسے دیکھ کر تیزی سے اسکے پاس آئی تھی. ایہا نے گھاس نوچنے کا شغل روک کر ایک لمحہ کو سر اٹھا کے اسکی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ سے سر جھکا کر اپنے کام میں مشغول ہوگئی. روحینہ بھی اسکے پاس بیٹھ گئی.

"کیا ہوا ہے کہاں تھی؟ تمہارے گھر کال بھی کی تھی میں نے پتہ نہیں کس نے فون اٹھایا تھا میں کہا میں روحینہ بول رہی ہوں تو آگے سے فون ہی بند کر دیا. خیریت تو ہے ناں سب؟" روحینہ متفکر سی پوچھ رہی تھی ایہا کچھ نہ بولی البتہ اسکی آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ بہنے لگے تھے

"ایہا کیوں رو رہی ہو؟ بتاؤ ناں میری جان کیا ہوا ہے مجھے نہیں بتاؤ گی؟" روحینہ نے محبت سے پر لہجے میں کہا تھا ایہا ہمدردی پا کر پھوٹ پھوٹ کے رو دی روحینہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا اور اسکے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگی ایہا کی ہچکیاں ذرا تھمیں تو وہ الگ ہوئی.

"آنسو صاف کرو اور بتاؤ کیا ہوا ہے" روحینہ نے نرم لہجے میں کہا. تو وہ اٹک اٹک کر اسے تین دن پہلے کی باتیں بتانے لگی. "اور اس دن کے بعد سے عامر اور ابو کے علاوہ گھر میں کوئی مجھ

سے بات تک نہیں کر رہا. نیہا ہر وقت منہ بنائے بیٹھی رہتی ہے مجھے دیکھتے ہی زور زور سے بولنے لگ جاتی ہے امی اور دادو بھی اسکے رونے سے متاثر ہو گئی ہیں اور انہیں بھی لگنے لگا ہے کہ غلطی ساری میری ہی ہے نہ میں یونیورسٹی جاتی نہ پھپھو ناراض ہوتیں." وہ بولتے بولتے پھر رونے لگی.

"واٹ دا ہیل یار. میری ایسی نامعقول پھپھو ہوتیں ناں میں قسم سے انکا بائیکاٹ کر دیتی. اور کیا دنیا میں لڑکے ختم ہو گئے ہیں کیا یا نیہا کیلئے اور کوئی رشتہ نہ آئیگا کبھی جو اتنا بیکار کا ہنگامہ کری ایٹ کیا ہوا ہے." روحینہ ناگواری سے بولی.

"ہمارے یہاں خاندان میں رشتہ کرنے کو پریفر کرتے ہیں. میرا تو کبھی کسی نے خاندان سے رشتہ مانگا ہی نہیں. نیہا کا ہی مانگتے تھے سب اور نیہا زبیر بھائی کو پسند کرتی ہے وہ انکے علاوہ اور کسی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی اسی لئے روتی ہے بیچاری" وہ سوگوار انداز میں کہہ رہی تھی.

"کیا بیچاری. وہ پاگل ہے کیا جو اسے اتنی سے بات سمجھ نہیں آرہی کہ اسکے سو کالڈ منگیتر کا مین کنسرن صرف اور صرف تم سب پہ اپنا حکم چلانا ہے. اور تم دباؤ میں آکر اپنی تعلیم بالکل نہ چھوڑنا. رور کسی دباؤ میں آکر کسی کم پڑھے لکھے انسان سے شادی نہ کرلینا یہ جو کم پڑھے لکھے مرد ہوتے ہیں ناں یہ پڑھی لکھی عورت کے سامنے شدید احساس کمتری کا شکار رہتے

ہیں اور اس احساس کمتری کو کم کرنے کیلیئے وہ عورت کو جوتے کی نوک پہ رکھنے والی پالیسی پہ عمل پیرا ہو جاتے ہیں. تم بس اپنی تعلیم پہ توجہ دو. نیہا جیسی لڑکیوں کی سوچ کا دائرہ ہی صرف شادی کرنے اور شوہر کے تلوے چاٹنے تک محدود ہوتا ہے."روحینہ اسے سمجھا رہی تھی. ایہا نے کچھ سمجھتے ہوئے کچھ نہ سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا.

پچھلے تین دنوں سے وہ صرف اس آس پہ روحینہ کا ڈرائیور بنا ہوا تھا کہ شاید یونیورسٹی کے باہر ایہا دکھائی دے جائے. مگر متواتر تین دنوں سے تو اسے مایوسی کا منہ ہی دیکھنا پڑ رہا تھا. روحینہ کے مطابق ایہا یونیورسٹی ہی نہ آرہی تھی. آج وہ دوپہر میں ایک بجنے سے ذرا پہلے ہی یونیورسٹی کے گیٹ پہ پہنچ گیا تھا. اسکی نظریں بیتابی سے یونیورسٹی کی گیٹ پہ جمی ہوئی تھیں. چند ثانیے بعد روحینہ کے ہمراہ وہ گیٹ سے نکلتی دکھائی دی تھی. ولید کے اردگرد جیسے سنہری دھوپ بکھر گئی تھی وہ بیتابی سے گاڑی سے اتر کر آگے بڑھا پھر ہچکچا کر قدم روک لئے. وہ ہمیشہ کیطرح سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی تھی. ولید گاڑی کے پاس کھڑا اسے تکے جا رہا تھا. اسے جیسے گردوپیش کی خبر نہ رہی تھی. روحینہ اسے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ سر جھکائے سن رہی تھی اسکے چہرے پہ پھیلی سوگواری ولید نے اتنے فاصلے سے بھی دیکھ لی تھی. وہ بیچینی سے کبھی گاڑی کے بونٹ پہ ہاتھ رکھتا تو کبھی گاڑی سے پشت ٹیک لیتا اسکا رواں رواں دعا

کر رہا تھا کہ وہ روحینہ کیساتھ ادھر چلی آئے. مگر وہ روحینہ سے بات کر کے مڑ کر یونیورسٹی کے اندر چلی گئی تھی اور روحینہ دور سے ہی ولید کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتی تیزی سے ادھر چلی آئی.
"ہائے بھیا جانی" وہ کہتی ہوئی فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی. ولید نے ایک مایوس نگاہ یونیورسٹی کے گیٹ پہ ڈالی اور پلٹ کر ڈرائیونگ سیٹ پہ آ بیٹھا. اور گاڑی اسٹارٹ کر دی.
"کیسا رہا دن" اس نے گاڑی خالی روڈ پہ دوڑاتے ہوئے روحینہ کو مخاطب کیا.
"بزی بزی. بس تھوڑی دیر پہلے ہی ذرا فرصت ملی تھی تو میں اور ایبہا باتیں کرنے بیٹھ گئے. " روحینہ جواباً بولی. "اتنے دنوں بعد وہ آئی ڈھیروں باتیں تھی کرنے کو".
"ہوں کیوں نہیں آرہی تھی وہ؟" ولید نے پوچھا.
"بس مسئلوں میں گھری ہوئی تھی بیچاری " روحینہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولی.
"کیوں کیا ہوا؟" ولید کی ساری دلچسپی ایبہا سے متعلق باتوں کیطرف تھی .
"یار ولی بھیا میں نے آپکو بتایا تھا ناں کہ اسکی بڑی بہن اسکی پھپھو کے بیٹے سے انگیجڈ ہے تو وہ لوگ منگنی توڑ کے چلے گئے اور وجہ یہ تھی کہ ایبہا یونیورسٹی کیوں جاتی ہے. یونو وہی ٹیپیکل سوچ کہ لڑکوں کیساتھ کیوں پڑھتی ہے." روحینہ ناک چڑھا کر بولی.
"لیکن یہ کوئی ایسا ایشو تو نہیں کہ منگنی ہی توڑ دی جائے اور پھر ایبہا کی بہن تو یونیورسٹی نہیں جاتی ناں" ولید بولا.

"بس جی اسکی پھپھو کے غیر تمند بیٹے کو یہ گوارا نہیں کہ اسکی ہونیوالی سالی لڑکوں کیساتھ پڑھے اور سہیلیوں کے گھر آئے جائے۔" روحینہ کی اطلاع پہ ولید کو شدید غصہ آیا تھا اسکا دل چاہا کہ جاکر اس اسٹوپڈ سے انسان کے منہ پہ تھپڑ رسید کر دے۔ "ایکچوئیلی اس دن سکندر بھائی کی مہندی سے وہ اسی لئے چلی گئی تھی کیونکہ گھر پہ اسکی پھپھو اور کزن آئے بیٹھے تھے انھوں نے اسے ہماری گاڑی میں دیکھ لیا تھا۔ بس تبھی سے ایشو بنا ہوا تھا۔ تین دن پہلے وہ ایہا کیلئے کوئی پروپوزل لیکر آئی تھیں لڑکے کی تعلیم بہت کم تھی سو اسکے ابو نے انکار کر دیا سب یہ بات برداشت نہ ہوئی اور نیہا سے منگنی توڑ گئے۔" روحینہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر ولید کا دھیان صرف ایک لفظ "پروپوزل" میں اٹک گیا تھا۔ ایہا کا کسی اور سے منسوب ہو جانا اسے ہرگز گوارا نہ تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ آج ہی ممی سے بات کریگا۔

گھر والوں نے ایہا کا جیسے مکمل سوشل بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ ابو اور عامر کی علاوہ کوئی بھی اس سے بات نہ کر رہا تھا۔ اس نے یونیورسٹی سے گھر آکر کپڑے تبدیل کئے منہ ہاتھ دھویا اور اپنے لئے روٹی بنا کر کھانا کھایا اور صحن میں تخت پہ آبیٹھی۔ اسے اپنی زندگی سے بیزاری ہو رہی تھی۔ گھر والوں کا یہ رویہ وہ مزید کتنے دن برداشت کر سکتی تھی آخر میں اسے ہی ہتھیار ڈالنے پڑتے۔ وہ سوچ سوچ کر الجھتی رہی دوپہر شام میں ڈھلی تو اطلاعی گھنٹی کی تیز آواز پہ وہ کسلمندی سے اٹھی اور پاؤں میں چپلیں ڈال کر دوپٹہ نماز کے انداز میں لپیٹتی گیٹ



تک آئی.

"کون ہے" اس نے بلند آواز میں پوچھا.

"دروازہ کھولو" یہ پھپھو کی آواز تھی. اس نے گیٹ کھول دیا پھپھو اور زبیر اندر آئے اور اسکے سلام کا جواب دیئے بناء اندر چلے گئے. وہ تذبذب کے عالم میں گیٹ بند کرکے سستی سے قدم اٹھاتی لاؤنج میں داخل ہوئی. جہاں پھپھو اور زبیر بھائی کے گرد گھر کے سبھی افراد جمع تھے. وہ دروازے میں ہی جم گئی.

"ارے بھابی میں تو اپنے بچے کی خوشی کی خاطر چلی آئی اور سچ پوچھو تو نیہا مجھے خود بھی بہت عزیز ہے" پھپھو نیہا کو اپنے ساتھ چپکائے کہہ رہی تھیں. امی اور دادو کے چہرے بھی کھلے پڑے تھے. نیہا رونے لگی .

"ارے میری بچی تو کیوں روتی ہے. میں آگئی ہوں ناں بس کر میری شہزادی." پھپھو اسکی کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے پچکار رہی تھیں.

"بس آپا آپ آگئیں سچ میں دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا. آجکل لڑکیوں کے رشتے کہاں ملتے ہیں. مجھے تو فکر کھائے جارہی تھی آپ کا احسان رہے گا ہم پہ. جا آبی پھپھو اور بھائی کیلئے چائے لا. "

امی پھپھو کے آگے بچھی جا رہی تھیں.

"اسکے ہاتھ کی چائے میں نہیں پیئوں گی." پھپھو کی آواز پہ اسکے کچن کیجانب بڑھتے قدم

رک گئے.

"میں چائے بناتی ہوں پھپھو." نیہا جھٹ سے کہہ کر کچن کیطرف بڑھ گئی.

"رشتے نہیں ملتے آجکل لڑکیوں کے اسی لئے تو آپی کیلیئے رشتہ لیکر آئی تھی میں بھابی مجھے بھی بچیوں کی فکر ہے مگر تم لوگوں نے میرے خلوص پہ شک کیا.اب آ تو میں گئی ہوں مگر اس لڑکی سے میری ناراضی برقرار ہے اور میرا زبیر بھی سخت خفا ہے اس سے." پھپھو جیسے راجہ اندر بنی بیٹھی تھیں.

"ارے نہیں آپا آپکے خلوص پہ کسی کو شک نہیں بس کاظم صاحب کو کون سمجھائے.اے آپی چل پھپھو اور بھائی سے معافی مانگ." امی کا اگر اس وقت بس چلتا تو پھپھو کے قدموں تلے چاند ستارے ڈھیر کر دیتیں ایہا کی انا تو بہت چھوٹی سی چیز تھی. یہ متوسط طبقے کے ماں باپ بھی عجیب ہوتے ہیں بیٹیوں کے مستقبل کی طرف سے فکرمند اور خوفزدہ. بیٹیوں کو بیاہنے کیلیئے کم ظرف لوگوں کے قدموں میں بھی جھک جاتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کو بھی یہی تلقین کرتے ہیں اور اگر جو کوئی بیٹی ایسا کرنے سے انکار کرے تو وہ ان کیلیئے ایک مستقل خطرہ بن جاتی ہے ایسا خطرہ جو کہیں اس طبقے کی صدیوں پرانی غیر منصفانہ روایات کی زنجیر کو توڑ ہی نہ ڈالیں. لہٰذا وہ اس خطرے کا سر کچلنے کیلیئے زبان کے تیر چلاتے ہیں اپنا والدین ہونے کے حق کا بے جا استعمال کرتے ہیں مذہب کا سہارا لیتے ہیں.



ایہا جانتی تھی کہ اب معافی مانگے بناء کوئی چارہ نہیں. سو وہ اپنی عزت نفس پہ پاؤں رکھ کر پھپھو کے سامنے آکھڑی ہوئی. "مجھے معاف کر دیں پھپھو. آئم سوری زبیر بھائی. "اسکی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی. صدیوں پرانی روایتیں ایکبار پھر جیت گئی تھیں. اور ان روایات کے علمبرداروں کے ہونٹوں پہ آسودہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

"ٹھیک ہے بھئی. "پھپھو نے ہاتھ اٹھا کر کہا. وہ ملول سی چلتی اپنے کمرے میں چلی آئی. پھپھو اب پھر سے اپنے لائے گئے رشتے کی خصوصیات گنوانے لگی تھیں. امی اور دادو نے آج کوئی اعتراض نہیں کیا تھا. کچھ دیر بعد ابو دکان سے واپس آئے تو امی نے انہیں بھی الگ لیجا کر سختی سے منع کر دیا کہ اب کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے پھپھو کا موڈ خراب ہو. ابو بھی مصلحت کے آگے خاموش ہو گئے تھے. پھپھو کا اصرار تھا ایکبار اس رشتے کو بلا کر دیکھ تو لیا جائے. ابو کے کچھ بھی کہنے سے قبل ہی دادو نے حامی بھر لی تھی. نیہا کا واویلا کام آگیا تھا اب کسی میں اتنی ہمت نہ رہی تھی کہ وہ پھپھو یا زبیر کی کسی بات سے انکار کرتا.

"ممی! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے. "رات کے کھانے کے بعد وہ شکیلہ بیگم کے کمرے میں چلا آیا تھا. وہ حسب عادت کوئی کتاب لیئے بیٹھی تھیں اسکی آمد پہ انھوں نے عینک کے اوپر سے اسے دیکھتے ہوئے سر کو ہلکی سی جنبش دیکر اسے گویا بات کرنیکی اجازت دی تھی. وہ

بیڈ کے پائینتی ٹکتے ہوئے بولا"ممی مجھے ایک لڑکی پسند ہے"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن آپ نے اس روز کیوں نہیں بتایا تھا."شکیلہ بیگم کی نظریں کتاب پہ تھیں اور لہجے میں لاپرواہی تھی.

"تب پسند نہیں تھی. اب پسند ہے"

"اچھا. کون ہے وہ؟"

"ایہا" ولید کے منہ سے نکلنے والے اس ایک لفظ کا شکیلہ بیگم پہ گہرا اثر ہوا تھا انھوں نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا.

"کون وہ روحی کی دوست؟" انھوں نے تصدیق چاہی.

"جی"ولید نے سر ہلایا. شکیلہ بیگم نے کتاب سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور عینک اتار کر مکمل طور پہ اسکی طرف متوجہ ہو گئیں.

"آر یو سیریس ولی؟" انھیں جیسے یقین نہ آرہا تھا.

"ممی میرے کسی جملے یا میرے چہرے کے تاثرات میں کہیں آپکو کوئی غیر سنجیدگی کا عنصر نظر آیا ہے؟" اسنے الٹا ان سے پوچھا تھا.شکیلہ بیگم لاجواب سی ہو گئیں.

"نہیں بیٹا مگر... مجھے بہت حیرت ہوئی ہے... ایہا"..

"کیا آپ بھی class distinction کی قائل ہیں ممی"اس نے انکی بات کاٹ کر پوچھا.

"ہرگز نہیں بیٹا مگر ایہا." وہ سوچ میں پڑ گئیں.

"آپ اسے پسند نہیں کرتیں؟" اس نے ٹٹولنے والی نظروں سے انکے چہرے کے تاثرات کو جانچنے کی کوشش کی.

"نو نومائے چائلڈ. آئی لائیک ہر. وہ بہت اچھی لڑکی ہے. لیکن بیٹا کیا اسمیں وہ سب خصوصیات ہیں جو آپ اپنے لائف پارٹنر میں دیکھنا چاہتے ہیں؟" انکو اپنے بیٹے کی perfectionistطبیعت کا مکمل طور پہ اندازہ تھا اسی لئے انکی تشویش بجا تھی.

"ممی میرے نزدیک حیاوہ خوبی ہے جو مرد وعورت دونوں کو منفرد بناتی ہے. اور عورت کیلئے توحیاخوب ترہے. ایہاایک حیادار لڑکی ہے اور میں ایک حیادار لائف پارٹنر چاہتاہوں. باقی سب خصوصیات حیاکے آگے ثانوی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں" وہ سنجیدہ اور مضبوط لہجے میں بول رہا تھا. شکیلہ بیگم نے قائل ہوجانیوالے انداز میں سر ہلایا.

"آپکی سوچ بہت اچھی ہے ولید. اور میں تو اپنے بچوں کی خوشی میں خوش ہوں".

"ممی میں چاہتا ہوں کہ میرے لاہور جانے سے قبل ہی نکاح ہوجائے".

"بیٹاضروری تونہیں ہے کہ ایہاکے والدین آپکارشتہ قبول کرہی لیں." شکیلہ بیگم اسکی عجلت پہ مسکرائی تھیں.

"ممی میں pessimistic بالکل نہیں ہوں." وہ بھی جواباً مسکرایا تھا. سیاہ آنکھیں چمکنے لگی

تھیں. "آپ کل ہی ابیہا کے گھر جایئے".

"ٹھیک ہے بیٹا جی. میں صبح روحی سے بات کرکے ڈیسائیڈ کرلیتی ہوں. اب آپ جا کر سو جایئے".

"اوکے ممی گڈ نائٹ" وہ حسب عادت انکے ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے بولا تھا.

"جیتے رہئیے. گڈ نائٹ" انھوں نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا. وہ کمرے سے چلا گیا تو انھوں نے پھر سے کتاب اٹھا لی.

"اوہ رئیلی.." روحینہ تو انکی بات سن کر جیسے اچھل ہی پڑی تھی. شکیلہ بیگم نے سر کو اثباتی جنبش دی.

"اوہ گاڈ! آئم سو ہیپی.. ممی بس ہم آج ہی ابیہا کے گھر جائینگے." وہ تو ولید سے بھی زیادہ اتاولی ہو رہی تھی.

"بیٹا بغیر اطلاع کے جانا غیر مناسب ہو گا آپ اسے کال کرکے ٹائم طے کرلیجئے." شکیلہ بیگم اپنے کپ میں چائے انڈیلتے ہوئے بولیں. اس وقت ناشتے کی میز پہ وہ دونوں ہی موجود تھیں. ولید ابھی جاگنگ کرکے نا لوٹا تھا.

"کم آن ممی ہم کوئی یورپ میں نہیں رہتے کہ کسی کے گھر جانے سے قبل اطلاع دینا ضروری

امر ہو. یہ پاکستان ہے اور یہاں اچانک کسی کے گھر چلے جانے کو سرپرائز کہتے ہیں. "روحینہ بریڈ کے سلائس پہ جیم لگاتے ہوئے مزے سے بولی.
"آپ دونوں بہن بھائی تو ہتھیلی پہ سرسوں جمانا چاہتے ہو. میں سوچ رہی تھی کہ ایکبار سکندر اور شزاء سے بھی مشورہ کرلیا جائے." شکیلہ بیگم ہچکچاہٹ کا شکار تھیں.
"ممی! سکندر بھائی کا رشتہ طے کرتے وقت تو آپ نے ولی بھیا سے مشورہ نہیں لیا تھا. تو اب آپکو مشورے کرنے کیوں یاد آرہے ہیں؟ کیا آپکی اس ہچکچاہٹ کی وجہ ابیہا اور ہمارا کلاس ڈفرنس تو نہیں ہے؟" روحینہ نے سنجیدگی سے ماں کیجانب دیکھا تھا.
"نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں. بس مجھے خدشہ سا ہے کہ نجانے وہ لڑکی ہمارے گھر میں ایڈجسٹ کر پائے گی یا نہیں" انھوں نے بیٹی کے سامنے اپنے خدشے کا اظہار کیا تھا.
"ممی ایڈجسٹ منٹ کہیں بھی مشکل نہیں ہوتی اگر ماحول سازگار ملے." ولید بولتا ہوا ڈائننگ روم میں داخل ہوا تھا. وہ دونوں اسکی طرف متوجہ ہو گئیں. وہ سیاہ ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا اور اسکے چہرے پہ پسینے کے ننھے ننھے قطرات چمک رہے تھے. شاید وہ ابھی ابھی جاگنگ کرنے لوٹا تھا.
"آپکی بات بجا ہے بیٹا مگر"..
"مگر کیا ممی. اگر آپ رضامند نہیں ہیں تو صاف بتا دیجئیے ناں." وہ ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا

ہوا بولا.

"نہیں بیٹا مجھے آپکی خوشی عزیز ہے. ٹھیک ہے ہم آج ہی ایہا کے گھر جائینگے." انھوں نے تمام خدشات جھٹک کر روحینہ کو مخاطب کیا تھا.

"ٹھیک ہے ممی. پھر آج یونیورسٹی سے چھٹی؟"

"آپکی مرضی ہے بھئی. اچھا میں آفس چلتی ہوں شام پانچ بجے تک تیار رہئے گا. اللہ حافظ" شکیلہ بیگم بولتے ہوئے اٹھیں. ان دونوں نے بھی جواباً "اللہ حافظ "کا نعرہ لگایا تھا. شکیلہ بیگم کے جانے کے بعد روحینہ ولید کیجانب متوجہ ہوئی.

"کتنے بے ایمان ہیں آپ ولی بھیا. میری فرینڈ پہ کرش ہو گیا آپکو اور مجھے ہی نہیں بتایا."اس نے چمچ اٹھا کر اسکے ہاتھ کی پشت پہ مارا تھا.

"اف تشدد مت کرو جنگلی بلی. اور اطلاعاً عرض ہے کہ میں اپنے دل کی ہر خوشی سب سے پہلے ممی سے شیئر کرتا ہوں." وہ اسے چڑانے والے انداز میں بولا تھا.

"بس ٹھیک ہے اب میں بھی گن گن کر بدلے لوں گی."روحینہ دھمکی آمیز انداز میں بولی.

جواباً ولید نے اسکے سر پہ ہلکی سی چپت لگائی تھی.

"ویسے آپکو ایہا پہ کرش کیسے ہوگیا ولی بھیا؟" روحینہ شرارت کے موڈ میں تھی.

"کرش نہیں محبت."ولید نے تصحیح کی."اگر کرش ہوتا تو اسکی مدت چند دن ہی ہوتی. میں ایہا



کیساتھ ساری زندگی گزارنا چاہتا ہوں." اس نے کپ میں چائے انڈیلتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا تھا.

"اور اگر اسکے پیرنٹس نے انکار کر دیا تو؟"

"تو تم کس مرض کی دوا ہو؟"

"اوہ یعنی کہ میرے کندھے پہ رکھ کر بندوق چلانے کا ارادہ ہے میرے پیارے بھیا کا".

"جی بالکل." ولید نے سعادتمندی سے کہا.

"خیر.. ایبہا کو اپنی بھابھی بنانے کیلئے میں ہر ممکن کوشش کرلونگی کیونکہ وہ میری سب سے پیاری سہیلی ہے ".

"شکریہ."ولید مسکرایا.

"خالی خولی شکریہ نہیں ٹریٹ دینی ہوگی".

"شیور. پہلے کچھ بات تو بنے پھر جہاں کہوگی ٹریٹ دونگا. لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بھی ساتھ ہوگی"

"Exactly. وہ تو ساتھ ہوگی ہی".

"بس پھر ڈن"

"اوکے. چلیں اب ناشتہ کرلیں. آج بڑے مزیدار پراٹھے بنوائے ہیں ممی نے. لیجئے."

روحینہ نے اسکی توجہ ناشتے کی جانب مبذول کروادی.

روحینہ آج یونیورسٹی نہیں آئی تھی وہ سارا دن بور ہوتی رہی. اسے اس سے بہت سی باتیں کرنا تھیں. اسکی غیر حاضری کے باعث وہ بوجھل دل لئے گھر واپس آئی تھی. اور نماز ظہر ادا کرکے کھانا کھایا اور پڑھنے کی بجائے سوگئی. اسکی آنکھ کسی کے جگانے پہ کھلی تھی. اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں. نیہا اسکے سر پہ کھڑی تھی.

"کیا ہوا؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا.

"تمہاری دوست آئی ہوئی ہے بمعہ اپنی والدہ کے" نیہا کی اطلاع پہ وہ اٹھ بیٹھی.

"کون روحینہ؟"

"ہاں اپنی والدہ محترمی کیساتھ آئی تھی کچھ دیر پہلے. اب نجانے ڈرائنگ روم میں کیا کھچڑی پک رہی ہے. دادو نے مجھے بھی وہاں آنے سے منع کردیا ہے" نیہا کہتے ہوئے اپنے بستر پہ بیٹھ گئی.

"اچھا." وہ کچھ حیران سی ہوتی بیڈ سے اتری اور پاؤں میں چپلیں ڈال کر غسل خانے کیطرف بڑھ گئی منہ ہاتھ دھو کر اس نے کمرے میں آکر دوپٹہ نماز کے انداز میں سر پہ لپیٹا اور صحن میں نکل آئی. ڈرائنگ روم کیطرف سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں. وہ ہچکچاتی ہوئی اندر

داخل ہوئی. سامنے بڑے صوفے پہ دادو کیساتھ شکیلہ بیگم اور روحینہ بیٹھی مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں دائیں جانب والی دیوار کیساتھ رکھے صوفوں پہ ابو اور امی براجمان تھے. درمیان میں رکھی میز پہ پر تکلف سی چائے کے لوازمات چنے ہوئے تھے. کمرے کا ماحول بہت خوشگوار لگ رہا تھا.

"اسلام علیکم!" وہ قدرے بلند آواز میں بولی. سبھی اسکی جانب متوجہ ہو گئے تھے .

"وعلیکم سلام! ابھی ہم آپکا ہی ہو چھ رہے تھے بیٹا" شکیلہ بیگم نے جس والہانہ انداز میں اسے گلے لگاتے ہوئے کہا تھا. ایپا حیران ہوئے بناء نہ رہ سکی تھی. انھوں نے اسے اپنے اور روحینہ کے درمیان پی بٹھا لیا تھا

"کیسی ہیں بیٹا آپ؟" وہ اس سے محبت بھرے انداز میں پوچھ رہی تھیں.

"جی ٹھیک ہوں آنٹی. آپ کا کیا حال ہے" وہ مدھم آواز میں بولی. سب کے رویے میں کچھ نیا پن سا اسے محسوس ہو رہا تھا.

"اللہ کا کرم ہے بیٹا. اچھا بھائی صاحب اب آپ نے ہمیں مایوس نہیں کرنا." شکیلہ بیگم ابو سے مخاطب ہوئیں.

"آپ آج یونیورسٹی کیوں نہیں آئی تھیں" اس نے چپکے سے روحینہ سے سرگوشی کی.

"بس." روحینہ نے مسکرا کر شانے اچکائے.

"بالکل انکل ہم انکار سننے نہیں آئے." روحینہ نے ابو سے کہا جن کے چہرے پہ خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی.

"بیٹا ہم سوچ کر جواب دینگے." ابو نے مشفقانہ انداز میں کہا تھا. مگر انکے چہرے کے تاثرات چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ وہ جی جان سے راضی ہیں.

"ممی ولی بھیا آگئے ہیں" روحینہ نے اپنا وائبریٹ کرتا موبائل چیک کرکے شکیلہ بیگم کو مخاطب کیا.

"ارے تو بیٹا اسے اندر بلالو." امی نے فوراً سے کہا. "جائیں کاظم صاحب بچے کو اندر لے آئیں." امی کے ٹہوکے پہ ابو اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے. ایہا ولید کا سامنا کرنے کے خیال سے نروس ہونے لگی تھی.

"ایہا تم چائے نہیں پیتی؟" روحینہ نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے بولی.

"نہیں مجھے پسند نہیں." وہ جواباً بولی. شکیلہ بیگم دھیرے دھیرے دادو سے باتیں کر رہی تھیں. اسی لمحے ابو ولید کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئے تھے. ہلکے اخروٹی رنگ کے شلوار قمیض میں اسکا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا. ایک ہاتھ میں گاڑی کی چابی اور دوسرے میں موبائل پکڑے وہ مسکراتا ہوا ابو سے کچھ کہتا ہوا کمرے میں آیا تھا. ایہا نروس سی ہونے لگی. اس نے باری باری دادو اور امی کے آگے تعظیماً جھک کر سلام کیا تھا. امی اور دادو تو نہال ہی ہو گئیں

تھیں. اسکے سر پہ ہاتھ پھیر کر بہت سی دعائیں دے ڈالی تھیں. چند رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد وہ عین ایہا کے سامنے والے صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھ گیا تھا.

"ایہا ولید کو چائے دو." امی کی ہدایت پہ اسکے ہاتھوں پیروں کے طوطے اڑ کر نجانے کہاں سے کہاں جا پہنچے تھے. وہ لرزتے قدموں سے اٹھی اور میز کی قریب دوزانو بیٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے تھرماس سے پیالی میں چائے نکالنے لگی. اور چینی ڈالے بناء ہی اٹھ کر پیالی ولید کی جانب بڑھادی.

"ایک چمچ چینی." وہ پیالی تھامنے کی بجائے مسکرا کر بولا تھا. ایہا سخت نروس ہوتی پلٹی اور پیالی میں ایک چمچ چینی ڈال کر پیالی پھر سے اسکی جانب بڑھائی.

"شکریہ." اسنے مسکرا کر کہہ کے پیالہ تھام لی تھی. ایہا پلٹ کر روحینہ کے برابر جا بیٹھی.

"اچھا تو بیٹا آپ لاہور میں پوسٹڈ ہو؟" ابو نے ولید کو مخاطب کیا.

"جی انکل چھٹیوں کے بعد لاہور کو جوائن کرنا ہے." اس نے چائے کا ایک سپ لیکر جواب دیا.

"اچھا اچھا. ویسے لاہور کے حالات بھی اب پہلے جیسے نہیں رہے دہشتگردی کے کافی واقعات ہونے لگ گئے ہیں." ابو نے کیا.

"جی انکل لیکن جلد حالات سنبھل جائینگے. آپ جانتے ہی ہونگے کہ آپریشن رد الفساد

پنجاب بھر میں شروع ہو چکا ہے." اس نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا.
"بس بیٹا اللہ ہمارے ملک کو اپنے حفظ و امان میں رکھے." دادوہ جلدی سے بولیں مبادا ابو کوئی سیاسی بحث ہی نہ چھیڑ دیں.
"آمین." ولید نے سر ہلایا.
"اس سے پہلے آپ کی پوسٹنگ کہاں تھی بیٹا؟" ابو نے پوچھا.
"وزیرستان میں انکل. وہاں میں نے اپنے بڑے قریبی دوست کھوئے ہیں. انکل کہ جنگ کا نام سننا الگ بات ہے جنگ کے میدان میں دشمن کیخلاف لڑنا بہت الگ بات ہے. انسان کسی بے وقعت شے کیطرح کٹتے مرتے ہیں. کتنا ہی خون بہتا تب کہیں جا کر دھرتی پہ امن کا قیام ممکن ہوتا ہے." ولید کے چہرے پہ عزم تھا درد تھا.. نجانے کتنے تاثرات اسکے چہرے پہ مدغم ہو رہے تھے.
"ٹھیک کہتے ہیں آپ بیٹا. ہماری پاک فوج کی ان بے پناہ قربانیوں کے باعث ہی ہم اپنے گھروں میں سکون کی نیند سوتے ہیں." ابو نے کہا تھا.
"بالکل اللہ ہماری فوج کے جوانوں کو سلامت رکھے" دادو کے کہنے پہ سب نے ہی آمین بولا تھا.
"اچھا انکل اب اجازت." ولید چائے کی پیالی میز پہ رکھتے ہوئے بولا.

"نہیں نہیں کھانا کھا کر جایئے گا ناں." امی فوراً سے بولیں.
"اگلی بار کھانا بھی کھاؤں گا آنٹی. آگر آپ دوبارہ بلائیں گی تو."ولید کا لہجہ اتنا سعادتمندانہ تھا کہ امی اور ابو تو فدا ہی ہوگئے تھے.
"ضرور بیٹا آپکا اپنا ہی گھر ہے"امی ہر شفقت انداز میں بولی تھیں.ولید کے اٹھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے. رسمی جملوں کا تبادلہ کرتے ہوئے وہ سب صحن میں آئے. ایہا روحینہ کے بالکل ساتھ ساتھ تھی.
"اچھا اماں جی اب آپ نے ہمارے گھر ضرور آنا ہے" شکیلہ بیگم نے دادو سے گلے ملتے ہوئے کہا تھا.
"ضرور بیٹا. آپکے آنے سے ہمیںً بہت خوشی ہوئی ہے" دادو بھی خوشدلی سے بولی تھیں.
شکیلہ بیگم امی سے بھی گلے ملیں اور انھیں بھی اپنے گھر آنے کی تاکید کی تھی. ابو ولید کے ساتھ چند قدم آگے تھے.
"آنٹی پلیز سوچنے میں زیادہ وقت مت لیجیۓ گا."روحینہ نے امی سے گلے ہوئے مدھم آواز میں کہا تھا.
"بس بیٹا یہ تو نصیبوں کے کھیل ہوتے ہیں." امی نے پر شفقت انداز میں کہا تھا.
"اچھا بیٹا اپنا خیال رکھئے گا" شکیلہ بیگم نے ایہا کو گلے لگا کر گال پہ پیار کیا اور اپنے پاؤچ سے

پانچ ہزار کا نوٹ نکال کر اسکی ہتھیلی میں تھمایا. وہ ہچکچائی تھی.
"ارے بہن اسکی کوئی ضرورت نہیں" امی جلدی سے بولی تھیں.
"دیکھئیے آپ منع مت کجئیے یہ میری خوشی ہے."شکیلہ بیگم نے کہا تھا. امی مسکرا کر رہ گئیں.
"کل ملیں گے یونیورسٹی میں." روحینہ اسکا ہاتھ دبا کر بولی تھی پھر وہ سب گھر کا گیٹ پار کر گئے. ولید نے جانے سے قبل پلٹ کر اسے اللہ حافظ بولا تھا اور وہ تو اتنی نروس ہوئی تھی کہ جواب بھی نہ دے سکی تھی. امی اور ابو ان سب کے ساتھ ہی گیٹ سے باہر نکل گئے. جبکہ دادو صحن میں تخت پہ بیٹھ گئیں. وہ ڈرائنگ روم سے چائے کے برتن سمیٹ کر کچن میں لے آئی. پانچ ہزار کا نوٹ کیبنٹ میں پتی کے ڈبے کے اوپر رکھا اور پلٹ کر کھڑکی سے جھانکا.
"دادو روٹیاں بناؤں؟" اس نے دادو سے پوچھا.
"ہاں بنا لے اور مجھے دودھ کیساتھ روٹی دینا. یہ مواسالن تو ہضم ہی نہیں ہوتا رات کو." دادو نے ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا تھا. اس نے پلٹ کر فریج سے گوندھا ہوا آٹا نکال کر کاؤنٹر پہ رکھا اور دوپٹہ اتار کر قمیض کی آستینیں کہنیوں تک موڑنے لگی. اسی لمحے صحن کیجانب سے امی اور ابو کی آوازیں آنے لگیں.
"لڑکا تو بہت اچھا ہے." امی کی آواز سے خوشی جھلک رہی تھی. پیڑے بناتے ہوئے ایہا متجسس ہو گئی.

"ہاں واقعی بہت تمیزدار اور بااخلاق بچہ ہے." ابو نے بھی امی کی بات کی تائید کی.
"لوگ بھی بہت اچھے اور شریف لگتے ہیں. کیوں امی جان؟" امی نے دادو کو بھی شامل گفتگو کیا.
"ہاں لوگ تو واقعی بہت سلجھے ہوئے اور شریف لگتے ہیں." دادو نے بھی امی کی ہاں میں ہاں ملائی. ایہا نے توا چولہے پہ رکھا.
"میرے خیال میں تو فوراً ہاں کردینی چاہیئے." ابو کی آواز سنائی دی.
"لیکن آپا والے رشتے کا کیا کرنا ہے؟" امی متذبذب تھیں.
"وہ رشتہ تو ابھی آیا ہی نہیں. اور سچ پوچھیں تو مجھے وہ رشتہ پسند ہی نہیں. ولید ایک بہترین لڑکا ہے. ہمیں سوچنے پہ زیادہ وقت صرف نہیں کرنا چاہیئے." ابو کا لہجہ مضبوط تھا توے پہ روٹی ڈالتے ہوئے ایہا کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکنے لگا تھا. ولید حسن کا رشتہ.. اسکیلئے... یہ تو کسی خوشنما خواب سی کیفیت تھی.
"ہاں کہتے تو تم ٹھیک ہو کاظم ہم غریبوں کے گھر بیٹھے بٹھائے اتنا اچھا رشتہ آگیا ہے ہمیں بس اللہ پہ بھروسہ کرکے ہاں کردینی چاہیئے." دادو بھی ابو کی ہم خیال ہوگئیں تھیں.
"لیکن آپا بہت واویلا کرینگی." امی بولیں
"میں اپنی اولاد کی زندگی کے متعلق فیصلے کرنے کیلئے آپا کا پابند نہیں ہوں. میں نے کہہ دیا

ہے ایہا کی شادی ولید سے ہی ہو گی بس." ابو نے قطعیت سے کہا تھا ایہا کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکنے لگا تھا.

"یہ کیا کہہ رہے ہیں ابو آپ. آپ نے کل ہی تو پھپھو سے حامی بھری تھی" نیہا ساری باتیں سن کر صحن میں چلی آئی تھی.

"میں نے حامی نہیں بھری تھی. صرف اس وقت چپ ہو گیا تھا تمہارے بیکار کے واویلے کیوجہ سے لیکن اپنی آبی کی زندگی کا فیصلہ میں نے کر لیا ہے. آپا کو میں خود سمجھا لوں گا." ابو کا لہجہ سخت تھا. نیہا کچھ کہہ نہ سکی تھی. امی اور دادو ولید کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگی تھیں جبکہ وہ تو کچھ بھی سن نہ پا رہی تھی. وہ ایک خواب جسکو پلکوں پہ سجانے سے بھی وہ ڈرتی تھی وہ خوشگوار سپنا یوں پورا ہونے جا رہا تھا.. ولید حسن.. وہ شہزادوں کی سی آن بان والا انسان اسکا نصیب بننے کو تھا.. اسے اپنی خوش بختی پہ یقین نہ آ رہا تھا. وہ جیسے اس لمحہ ہواؤں میں رقصاں تھی.

رومانوی ادب میں ہمیشہ ہجر کی شب کی طوالت کا رونا رویا جاتا ہے. ولید حسن نے بھی شعراء حضرات کی نالہ و بکا اور ناول نگاروں کی آہ و فغاں کو بارہا پڑھ رکھا تھا مگر ان شعراء اور ناول نگار حضرات کے 'درد' کا اصل اندازہ اسے آج ہو رہا تھا. جب وہ بیقراری سے اپنے کمرے

میں ٹہل رہا تھا اور رات تھی کہ ڈھلنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی. اگرچہ ایہا کے گھر والوں کا رویہ مایوس کن نہ تھا مگر اسکے دل کو کسی طور قرار نہ تھا. جب تک فائنل رضامندی نہ آجاتی اسکے بیچین دل کو قرار نہ آنا تھا.

جبکہ دوسری جانب ایہا بے حد مسرور و شادمان تھی عشاء کی نماز پڑھ کر اس نے اپنے رب کا بہت بہت شکر ادا کیا تھا مل نیند تو اسے بھی نہ آرہی تھی مگر خوشی اور حیرت کے مارے. اسے یقین ہی نہ آرہا تھا کہ وہ شہزادوں جیسا شخص اس جیسی عام سی لڑکی کا نصیب بننے جا رہا تھا. مگر ساتھ ہی ساتھ اسکے دل میں ایک انجانا سا وسوسہ تھا کہ نجانے اس سے شادی ولید حسن کی اپنی خواہش تھی یا روحینہ اور شکیلہ بیگم کی... لیکن روحینہ کے مطابق انکے گھر میں سب کو اپنی پسند سے شادی کرنے کی آزادی تھی... اور اگر ایسا ہی تھا تو ولید حسن نے اسے کیوں چنا تھا.. یہ خیال بار بار اسکے خوشنما خوابوں کو ڈسٹرب کر رہا تھا.

"میری ہونے والی بھابی نمبر دو کیسی ہو تم؟" روحینہ نے اس سے گلے ملتے ہوئے شوخی سے کہا تھا. ایہا جھینپ گئی

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا کہ.." وہ بولتے بولتے رک گئی. گالوں پہ حیا کی سرخی پھیل گئی تھی. روحینہ مسکرانے لگی.

"ولی بھیا نے مجھے بھی نہیں بتایا تھا یار. اچانک ہی سرپرائز دیا انھوں نے. لہٰذا میں نے سوچا کہ تمھیں بھی سرپرائز ہی دیا جائے." وہ دونوں کیفیٹیریا میں اپنی مخصوص دورافتادہ میز پہ آمنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں. "ویسے تمہارے امی ابو کا کیا stance ہے؟ مان جائینگے ناں وہ؟"
"جی" وہ سر جھکا کر مدھم لہجے میں بولی.
"گڈ.. ولی بھیا بہت خوش ہونگے. قسم سے مارے ٹینشن کے انکی تو کل سے بھوک ہی اڑی ہوئی ہے." روحینہ کی اطلاع پہ ایہا عجیب سے احساسات میں گھرنے لگی. اسی لمحے روحینہ کا موبائل بجنے لگا اس نے کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگایا دوسری جانب ولید تھا. اور وہ اسے خوشی سے بتا رہا تھا کہ ایہا کے والد نے کال کر کے رضامندی کا اظہار کیا ہے اور ممی نے آج شام کی چائے پہ ان سب کو مدعو بھی کرلیا ہے.
"واؤ گریٹ نیوز. بہت بہت مبارک ہو." روحینہ کی آنکھیں چمکنے لگیں.
"تمھیں بھی مبارک ہو.. اچھا سنو. وہ تمہارے ساتھ ہے ابھی؟"
"جی جی میرے سامنے بیٹھی ہے بات کرواؤں؟" روحینہ نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے ولید سے پوچھا. ایہا استفہامیہ انداز میں اسے دیکھنے لگی.
"نیکی اور پوچھ ہوچھ." وہ شوخ لہجے میں بولا. روحینہ نے موبائل ایہا کی جانب بڑھایا. "ولی بھیا تم سے بات کرنا چاہتے ہیں." اس نے کہا تو ایہا نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا.

"کم آن.. اب تو تمہارے ابو نے بھی اس رشتے کے حق میں رضامندی دیدی ہے." روحینہ نے زبردستی موبائل اسکو تھمایا اور اٹھ کھڑی ہوئی.

"میں ذرا آتی ہوں تم آرام سے بات کرلو." وہ کہہ کر تیز تیز قدموں سے چلتی کیفیٹیریا سے باہر چلی گئی تھی ایہا نے جھجھکتے ہوئی موبائل کان سے لگایا.

"ہیلو." وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی.

"اسلام علیکم!" دوسری جانب سے ولید کی انتہائی فریش آواز سنائی دی تھی.

"وعلیکم سلام!" وہ کنفیوزڈ سی میز کی سطح ناخن سے کھرچنے لگی.

"کیسی ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں"

"میرا حال نہیں پوچھیں گی؟"

"جی.. کیا حال ہے آپکا.؟"

"ہاہ.. کیا حال سناؤں دل بیتاب کا." وہ جواباً ٹھنڈی سانس بھر کر بولا. ایہا کی ہتھیلیوں پہ پسینہ اترنے لگا.

"جوک اپارٹ.. میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ایہا کہ کیا آپ میری شریک زندگی بننے پر دل سے رضامند ہیں؟" چند ثانیے بعد اسکی سنجیدہ سی آواز اسکی سماعتوں میں اتری تھی.

"جی" وہ بمشکل بولی.

"آر یو شیور"

"جی"

"یہی سوال میں آپ سے فیس ٹو فیس پوچھوں تو آپ برا تو نہیں مانیں گی؟"

"فیس ٹو فیس کیوں؟" وہ گھبرا گئی.

"آپکی آنکھوں میں لکھا سچ پڑھنا چاہتا ہوں." اسکا لہجہ بہت دلنشین تھا.

"میں سچ ہی بول رہی ہوں".

"تو یہی سچ میرے روبرو بھی بول دیجیئے گا." وہ مُصر ہوا.

"ابو کی رضا میں ہی میری رضا ہے." وہ جلدی سے بولی.

"ہوں تو گویا آپکے ابو میرے علاوہ بھی کسی سے آپکی شادی کروادیں تو آپ خوشی خوشی راضی ہو جائینگی؟"

"نہیں." وہ بے ساختہ بول اٹھی اور پھر اپنا نچلا ہونٹ دونتوں تلے دبالیا. جواباً ولید کی ہلکی سی ہنسی کی آواز سنائی دی تھی.

"چلیں اپنا خیال رکھیئے گا. اللہ حافظ." ولید کو جواب مل گیا تھا سو اس نے آسودہ سے انداز میں کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا ن ایبہانے موبائل ٹیبل پہ رکھدیا اور ہولے سے مسکرانے

لگی. تمام وسوسے بھک سے اڑ گئے تھے اور اسکے ارد گرد جیسے بہار کے رنگ بکھر گئے تھے.

وہ گھر پہنچی تو لاؤنج سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں وہ پھپھو کی آواز پہچان گئی تھی سوسست قدموں سے چلتی اندر آئی. پھپھو اور زبیر بھائی آئے ہوئے تھے. اس نے بلند آواز میں سلام کیا.

"وعلیکم سلام! بھئی تم تو سنا ہے بہت بڑی لوگ ہوگئی ہو. اتنے اونچے گھر سے رشتہ جو آگیا تمہارے لیئے." پھپھو طنزیہ لہجے میں میں بولیں. اس نے پزل سی ہو کر امی کیطرف دیکھا انھوں نے اسے آنکھ کے اشارے سے اپنے کمرے میں جانے کا کہا. تو وہ حیران سی ہوتی اپنے کمرے میں چلی آئی. اور جب تک وہ فریش ہو کر کپڑے تبدیل کر کے دوبارہ لاؤنج میں آئی تب تک پھپھو اور زبیر بھائی جا چکے تھے. امی اور دادو کی غصیلی نظریں نیہا پہ تھیں جو کچن کے دروازے میں کھڑی تھی.

"تجھ سے ذرا صبر نہیں ہوتا. ہر بات جھٹ سے زبیر کے کان میں کیوں ڈال دیتی ہے" دادو نے غصیلی آواز میں نیہا کو مخاطب کیا. ایہا صوفے پہ بیٹھ گئی.

"چاند چڑھتا ہے تو ساری دنیا دیکھتی ہے دادو." نیہا جواباً ڈھٹائی سے گویا ہوئی.

"اے بات پکی کر کے سارے خاندان میں مٹھائی بھجواتے تو پتہ چل جاتا سب کو. تو نے کیوں

قبل از وقت آپا کو بتادیا جانتی تو ہے توانکے مزاج کو۔"امی سخت کبیدہ خاطر نظر آرہی تھیں.

"تو ایسی کونسی آفت آگئی اگر انہیں بتادیا"نیہا ہاتھ نچا کر بولی. ایہا نا سمجھی کے عالم میں ایک اک کا منہ تاک رہی تھی. جبھی ابو لاؤنج میں داخل ہوئے انکو خلاف معمول اتنی جلدی گھر میں دیکھ کر سبھی حیران ہوئے تھے. ایہا بھاگ کر انکے لئے پانی کا گلاس بھر لائی.

"کیا ہوا سب اتنے چپ کیوں ہو؟" ابو نے پانی کا ایک گھونٹ بھر کے پوچھا.

"اپنی لاڈلی سے پوچھیں."امی تنک کر بولیں. ابو نے ایہا کی جانب دیکھا اور وہ جلدی سے بولی"مجھے کچھ نہیں معلوم ابو جی میں تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی آئی ہوں. ہاں پھپھو آئی ہوئی تھیں تب".

"آپا کچھ کہہ گئیں کیا؟" ابو نے لاپرواہی سے پوچھا.

"کہنا کیا تھا خوب صلواتیں سنا کر گئیں ہیں." امی نے کہا.

"صلواتیں کیوں؟" ابو نے پوچھا.

"یہی کہ انکا بتایا ہوا رشتہ ہم نے دیکھا بھی نہیں اور آپی کا رشتہ ولید کیساتھ طے کر دیا."امی نے نیہا کے گھورتے ہوئے بتایا.

"مگر آپا کو ولید کے متعلق کس نے بتایا؟"

"آپکی اس چہیتی نے." امی نے نیہا کو خشمگین نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا تھا.

"نیہانے۔" ابو نے حیرت سے کہا پھر نیہا سے مخاطب ہو کر نرم لہجے میں بولے۔ "نیہا یہ میں کیا سن رہا ہوں آپ نے پھپھو کو اپنے گھر کی اتنی پرسنل بات کیوں بتائی؟۔"
"ابو جی پھپھو کچھ غلط نہیں کہہ رہی تھیں۔ آپ نے انکے لائے ہوئے رشتے کو زبان دی تھی اور اب جب وہ ان لوگوں کو فائنل رضامندی دے چکی ہیں تو آپ اپنی زبان سے پھر رہے ہیں۔" نیہا اس وقت بالکل پھپھو کی زبان بول رہی تھی۔
"آپا ان لوگوں کو فائنل رضامندی کیسے دی سکتی ہیں نہ انھوں نے ایہا کو دیکھا نہ ہمارے گھر آئے؟" ابو کو قدرے حیرت ہوئی تھی۔
"ابو جی زبیر کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں کو پھپھو کی بات پہ آنکھیں بند کر کے یقین ہے اسلئیے انہیں لڑکی دیکھنے کا بھی کوئی ایشو نہیں۔" نیہا نے بتایا
"چلو لڑکی نہ بھی دیکھتے مگر میں ایہا کا باپ ہوں مجھ سے ملے بغیر کیسے وہ لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں اور آپا کون ہوتی ہیں میری بیٹی کا رشتہ خود ہی طے کرنے والی۔" ابو کو ڈھیروں غصہ آگیا تھا۔
"آپ نے ہی تو پھپھو کو کہا تھا کہ رشتہ دیکھ لیں"۔
"میں نہیں امی نے کہا تھا میں رشتہ دیکھنے کے بھی حق میں نہیں ہوں اور فرض کرو کہ وہ رشتہ دیکھ بھی لیا جائے تو ہم پابند تو نہیں ہیں کہ وہیں آپی کی شادی کریں۔ میں نے تو نہ آپا کو



کوئی زبان دی تھی اور نہ ہی انکو یہ اجازت دی تھی کہ میری بچی کا رشتہ مجھ سے پوچھے بناء ہی طے کر دیں." ابو کا لہجہ حد درجہ غصیلہ تھا.

"اب تو وہ زبان دے چکی ہیں ابو اب آپکو انکے کہے کا مان رکھنا ہی ہو گا." نیہا نے قطعیت سے کہا تھا.

"آپا کی زبان بول رہی ہے یہ منحوس وہ بھی کہہ کے گئیں ہیں کہ آبی کا رشتہ ہر صورت میں وہیں ہو گا جہاں وہ طے کر چکی ہیں." امی بھی غصیلے لہجے میں بولیں.

"آپا اور انکا بتایا ہوا رشتہ گئے بھاڑ میں. بیگم! شکیلہ آپا نے ہمیں آج شام کی چائے پہ بلایا ہے. آپ اور امی پانچ بجے تک تیار رہیئے گا. ایہا کی شادی ولید سے ہی ہو گی. اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے." ابو قطعیت سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

"مگر ابو پھپھو انکو زبان دے چکی ہیں. آپکو سوچنا پڑیگا آخر کو یہ آپکی بہن کے سسرال کا معاملہ ہے " نیہا نے انہیں ایموشنلی بلیک میل کرنا چاہا تھا.

"سعیدہ کی سسرال کاہے کو ہو گئی. وہ تو اسکی نند کی بھی نند کا بیٹا ہے" دادو نے دوبدو جواب دیا تھا. ایہا پریشان صورت لئے ایک جانب کھڑی تھی.

"نیہا.. آخری بار سن لو. تمہیں ان سب باتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیئے اور اگر تم نے دوبارہ یہاں کی باتیں آپا تک پہنچائیں تو میں زبیر کیساتھ تمہارا رشتہ توڑ کر تمہاری شادی

شاکرہ آپا کے بیٹے سے کردونگا وہ ویسے بھی کب سے تمہارا رشتہ مانگ رہی ہیں اور انکا بیٹا بھی زبیر سے ہزار درجے بہتر ہے. اور بیگم آپ لوگ تیار رہیئے گا میں ذرا باقر صاحب کو گاڑی کا کہہ آؤں اور آپا سے بھی دوٹوک بات کر ہی لوں آج. اللہ حافظ. "ابو اپنے مخصوص مہذب لہجے میں اپنی بات مکمل کر کے چلے گئے تھے انکے جاتے ہی نیہا امی کے پاس آ بیٹھی.
"امی ایسی بھی کیا جلدی ہے آپی کا رشتہ وہاں طے کرنیکی." اس نے امی سے کہا.
"تجھے کیا مسئلہ ہے.؟" امی جیسے عاجز آکر بولیں.
"آپکو کیا جلدی ہے".
"نیہا انسان بن جا. تیرے ابو کیا کہہ کے گئے ہیں ابھی سنا نہیں تو نے" دادو نے اسے گھر کا.
"ایکبار پھپھو والا رشتہ دیکھ ہی لیں آخر دیکھنے میں کیا حرج ہے".
"تیرے ابو کہہ گئے ہیں کہ آپی کی شادی ولید سے ہی ہو گی اور صیحیح بھی ہے. ولید جیسا لڑکا تو چراغ لیکر بھی ڈھانڈا جائے تو نہیں ملے گا." امی نے کہا.
"ہاں ہاں سب جانتی ہوں میں اس میسنی نے کیا چکر چلایا ہے. "نیہا نے ایہا کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا. "لیکن آپ بھی سن لیں امی پھپھو صرف اس شرط پہ میری اور زبیر کی منگنی برقرار رکھنے پہ رضامند ہوئی تھیں کہ ایہا کا رشتہ انکی مرضی کی جگہ پہ ہو گا. "نیہا نے ان سب کے سروں پہ جیسے بم پھوڑا تھا. امی نے ایک زوردار دھپ اسکے شانے پہ رسید کی.

"کیسی بہن ہے تو منحوس اپنی خوشی کیلیئے چھوٹی بہن کی زندگی پہ شرطیں لگالیں تونے. تجھ جیسی بہن تو خدا دشمنوں کو بھی نہ دے. ہائے نیہامیں نے کونسا گناہ کیا تھا کہ تو میرے گھر پیدا ہوگئی." امی زور زور سے رونے لگی تھیں. ایہا کی آنکھوں میں بھی آنسو چمکنے لگے.

"میں نے ایہا کی بہتری سوچ کر ہی زبیر سے وعدہ کیا تھا. آپی وہاں خوش ہی رہے گی اتنا برا بھی نہیں ہے وہ لڑکا." نیہا سفاکی کی آخری حدوں پہ تھی.

"بکواس بند کر آپی کی شادی ولید سے ہی ہوگی بس." دادو گرج کر بولیں.

"اگر آپی کی شادی ولید سے ہوئی تو میری منگنی ٹوٹ جائیگی پانچ ماہ بعد شادی ہے میری. میں نے زبیر سے وعدہ کیا تھا کہ ایہا کی شادی پھپھو کی مرضی سے ہی ہوگی." نیہا چلا کے بولی.

"یہ تیرا مسئلہ ہے تو وعدہ کیا تھا ہم نے نہیں. اور اچھا ہے تیری شادی شاکرہ آپا کے بیٹے سے ہی ہو شاکرہ آپا میں سعیدہ آپا جیسی فضول عادتیں نہیں پائی جاتیں." امی نے آنسو صاف کرتے ہوئے بے مروتی سے کہا.

"امی... میں صرف زبیر سے شادی کرونگی".

"تو میں تیری خواہش کی خاطر اپنی دوسری بچی کی قربانی نہیں دے سکتی." امی نے ٹکا سا جواب دیا.

"جہنم میں جائے ایہا." نیہا چلائی.

"بکواس بند کر." امی نے گھما کے چانٹا اسے رسید کیا تھا.
"بہو اٹھ میرا سفید جوڑا استری کر دے شام کو آپی کی بات پکی کرنے بھی جانا ہے." دادو نے رکھائی سے نیہا کیطرف دیکھ کر امی سے کہا. امی اٹھ کر کمرے میں چلی گئیں. ایہا باہر صحن میں تخت پہ آبیٹھی. آنسو قطرہ قطرہ اسکے گال بھگونے لگے تھے.

امی ابو اور دادو کے جانے کے بعد بھی نیہا اسے ولید کیساتھ شادی سے انکار کرنے پہ مجبور کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی کوئی اور وقت ہوتا تو نیہا کی خوشی کی خاطر وہ مان بھی جاتی مگر آج اس نے اپنی ماں جائی کا جو خودغرض روپ دیکھا تھا اسکے بعد سے وہ اسے کسی قسم کی فیور دینے کو تیار نہ تھی. اسنے نیہا کو صاف جواب دیدیا تھا. پھر امی ابو اور دادو کی واپسی پہ اسے خوشیوں کی نوید ملی تھی. ولید کی چھٹیاں محض نو دن کی رہ گئیں تھیں اسلیئے اسکا اصرار تھا کہ اسکے جانے سے قبل نکاح ہو جائے. اور ابو جو آل ریڈی پھپھو اور نیہا کیوجہ سے ایہا کے مستقبل کیطرف سے فکر مند اور ان سیکیور تھے فوراً سے پانچ دن بعد کی نکاح کی تاریخ طے کر آئے تھے. عامر نے سنا تو خوشی سے بھنگڑے ڈالنے لگا اسے اپنے خاندان کے اجڈ گنوار لڑکے ہرگز پسند نہ تھے اور وہ اکثر اس بات کا اظہار بھی کر دیتا تھا. ولید کی تعلیمتافتہ فیملی اور سب سے بڑھ کر ولید کی اپنی ویل ایجوکیٹڈ پرسنالٹی اسے بہت اچھی لگی تھی اور وہ دل سے

اپنی بہن کیلیئے خوش تھا. ایہا بھی بہت خوش تھی. لیکن نیہا یہ خبر سن کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی. اگلے روز امی نے سارے خاندان میں عامر کے ہاتھ مٹھائی بھجوادی تھی اور شام تک گھر میں مہمانوں کا تانتا بندھ گیا تھا. جو جو ولید اور اسکی فیملی کی حیثیت کے متعلق سنتا گیا وہ مرعوب ہوتا گیا اور جب امی نے سب کو ولید کی تصویر دکھائی تو سب ہی عورتوں نے دانتوں تلے انگلیاں دبالی تھیں آرمی کے فل یونیفارم میں آنکھوں پہ سیاہ سن گلاسز لگائے مسکراتے ہوئے ولید کی یہ تصویر کچھ ایسی ہی دل کو لینے والی تھی. امی نے اسپیشل مٹھائی پھپھو کے گھر بھی بھجوائی تھی مگر انہوں نے نہ صرف مٹھائی لینے سے انکار کر دیا تھا بلکہ ایہا کے نکاح کا بھی بائیکاٹ کر دیا تھا. نیہا الگ منہ بنائے بیٹھی. اسے روز شام کو شکیلہ بیگم نے امی کو فون کر کے ایہا کو نکاح کا جوڑا خریدنے کیلیئے ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی تو امی اور دادو نے بخوشی اجازت دیدی. سو طے یہ ہوا کہ یونیورسٹی سے واپسی پہ ولید اور شکیلہ بیگم اسے اور روحینہ کو پک کرینگے اور پھر وہ لوگ سیدھے شاپنگ کیلیئے چلے جائینگے. نیہا نے سنا تو خوب منہ بنایا.

"ہونہہ اب یہ چونچلے بھی ہونگے. نکاح کا جوڑا اس محترمہ کی پسند سے ایسے خریدنے چلے ہیں جیسے یہ کہیں کی شہزادی ہے." وہ جلے بھنے انداز میں بولی تھی.

"کیوں ایسی باتیں کرتی ہے نیہا چھوٹی بہن ہے تیری. اور میری آپی میں کیا کمی ہے." امی

جھٹ سے بولیں

"ہاں ہاں قلو پطرہ ہے ناں آپکی آپی تبھی تو سارے خاندان میں سے کسی نے اسے منہ تک نہ لگایا۔ سب میرا رشتہ مانگتے ہیں" وہ پر غرور انداز میں بولی تھی ایہا دکھی سے انداز میں بہن کیطرف دیکھتی رہ گئی۔

"خاندان بھر کا کوئی ایک لڑکا بھی ولید جیسا نہیں ہے میری آپی کی قسمت تو ماشاءاللہ بہت ہی اچھی ہے۔" امی نے پر شفقت انداز میں اسکی طرف دیکھا۔۔

"ہاں ہاں بڑے لعل و جواہرات جڑے ہوئے ہیں ولید میں دیکھ لیں گے ہم بھی۔ اور امی جی اس طرح کے نصیب ناں لڑکیاں اپنے ہاتھوں سے جوڑتی ہیں۔ دو دن یہ سہیلی کے گھر گئی اور اتنا اونچا پورا مرد پھنسا لیا بھئی ہمیں تو ایسی چالاکیاں نہیں آتیں" نیہا زہریلے لہجے میں بولتی گئی۔

"امی آنٹی کو منع کر دیں میں نہیں جاؤں گی شاپنگ کیلیئے۔" ایہا بہتے آنسوؤں کیساتھ کہتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"شرم کر کچھ نیہا تیری چھوٹی بہن ہے اور تو اسکی خوشی میں خوش ہونے کی بجائے کیوں اسکا دل دکھاتی ہے۔ اللہ جانے کس پہ چلی گئی ہے یہ لڑکی۔" دادو نے بآواز بلند نیہا کو کوسا۔

"ارے جانا کس پہ ہے بالکل اپنی پھپھی پہ گئی ہے۔ بالکل ان جیسا مزاج پایا ہے اس منحوس

نے اللہ جھوٹ نہ بلوائے سعیدہ آپا بھی کبھی کسی کی خوشی میں خوش نہیں ہوتیں ہر وقت رنگ میں بھنگ ڈالنے کو ہی تیار رہتی ہیں۔" امی چمک کر بولیں تھیں۔ دادو بے اختیار لاجواب سی ہو گئیں۔ امی اٹھ کر کمرے میں آئیں جہاں وہ گھٹنوں میں سر دیئے آنسو بہا رہی تھی۔۔ "چل چپ کر جا میری بچی۔ دفع کر تو نیہا کو۔ وہ تیری ہونے والی سسرال ہے بیٹا اب تجھے انکی خوشیوں کی فکر کرنی چاہیئے۔ چل میری بچی تو دل برا نہ کر۔" امی نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے کہا تو اس نے آنسو پونچھ کر ہولے سے سر ہلا دیا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اگلے روز روحینہ کو یونیورسٹی میں نہ پاکر اسے کافی حیرت ہوئی تھی۔ سارا وقت اسکا ذہن الجھا رہا ایک بجے یونیورسٹی سے باہر نکلی تو اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے اسکا منتظر کھڑا ولید تیر کیطرح چلتا اسکی طرف آیا تھا۔ وہ اسے اچانک سامنے پاکر گھبراہٹ اور حیرت کی ملی جلی فیلنگز کا شکار ہو گئی۔

"مجھے ممی نے بھیجا ہے آپکو پک کرنے کیلیئے۔ وہ آفس میں ہیں ہم انکو راستے سے پک کر لیں گے۔" ولید نے وضاحتی انداز میں کہا تھا۔ ایہا ہچکچاتی ہوئی اسکے ساتھ ساتھ چلتی گاڑی تک آئی اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ ولید نے تب تک ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی اور اسکے لئے فرنٹ ڈور بھی کھول دیا تھا۔

"کیا آپ مجھے اب بھی ڈرائیور ہی سمجھنے پہ مُصر ہیں محترمہ؟" اس نے پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا

"جی نہیں." اس نے نفی میں سر ہلایا.

"تو پھر آپ آگے کیوں نہیں بیٹھیں؟"

"کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ ابھی آگے بیٹھنے کا حق میرے پاس نہیں." وہ مضبوط لہجے میں بولی.

ولید کی آنکھوں میں ستائش نظر آئی اور پھر اس نے پلٹ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی .

"روحینہ کہاں ہیں؟" اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا

"اسکو فلو اور ٹمپریچر تھا".

"ہوں." ایہا سر ہلا کر کھڑکی سے باہر گزرتے مناظر دیکھنے لگی. گاڑی مناسب رفتار سے دوڑتی ہوئی حسن انٹرپرائزرز کی شاندار عمارت کے سامنے رکی یہ بزنس ولید کے والد نے شروع کیا تھا اور انکی وفات کے بعد سے شکیلہ بیگم اسکو کامیابی کیساتھ چلا رہی تھیں سکندر نے بھی انکے ساتھ بزنس چلانے کو ہی ترجیح دی تھی. ولید نے شکیلہ بیگم کو کال کی اور چند منٹوں کے بعد ہی وہ آگئی تھیں.

"اندر آجاتے ناں بیٹا. ایہا کا تعارف بھی ہو جاتا سب سے" انھوں نے گاڑی میں بیٹھتے ہی کہا.

"نکاح کے بعد تعارف بھی کروا دیجیئے گا ممی فی الحال تو شی از ناٹ مائی وائف کہ میں سب سے

انکو متعارف کرواؤں۔" ولید نے سنجیدہ سے لہجے میں کہتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔ ایہا کی نظر بے اختیار ہی عقب نما آئینے میں نظر آتی اسکی نظروں سے ٹکرائی تھی۔ ولید کی آنکھوں میں احترام تھا وہ بے اختیار نظریں جھکا گئی۔

"اسلام علیکم آنٹی!" وہ جلدی سے بولی۔

"وعلیکم سلام بیٹا جیتی رہیئے۔" شکیلہ بیگم نے رخ موڑ کر اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اسکے بعد سارا رستہ شکیلہ بیگم اس سے اسکی پسند ناپسند اور آج کل کے ان فیشن کپڑوں کے ڈیزائنز کے متعلق بتاتی رہی تھیں۔ سب سے پہلے وہ لوگ جناح سپر مارکیٹ آئے جہاں شکیلہ بیگم اسے ایک مہنگی ترین بوتیک میں لے آئی تھیں۔ وہاں شاید شکیلہ بیگم اور روحینہ کا اکثر آنا جانا تھا اسی لئے تو ریسیپشن پہ بیٹھی خوشگفتار لڑکی سے لیکر مینیجر تک سب ہی انکے آگے بچھے چلے جارہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں اسکی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ تمام ملبوسات بہت میعاری اور خوبصورت تھے۔ اور ان پہ لگے پرائس ٹیگز دیکھ کر تو اسے ہارٹ اٹیک آتے آتے رہ گئے تھے۔ شکیلہ بیگم نے تو جوڑے کی پسند بالکل ولید اور اس پہ چھوڑ دی تھی اور خود ایک جانب صوفے پہ بیٹھ گئیں۔ ولید ایہا کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ ایک جگہ وہ رک گئی وہ لباس اتنا ہی اچھا تھا کہ وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ ولید نے سلیزمین سے وہ لباس دکھانے کو کہا۔ آف وہائٹ رنگ کا سلک کا غرارہ اور آف وہائٹ شرٹ جس پہ سلور باریک سا کام بنا ہوا تھا۔ اور سلور

ستاروں سے بھرا آف وائیٹ دوپٹہ. ایہانے اس دوپٹے کو بے اختیار اپنی سیاہ چادر کے اوپر سے ہی سر پہ اوڑھا تھا اور قد آدم آئینے میں خود کو دیکھا اسکے عقب میں کھڑے ولید کے ہونٹوں پہ بڑی بھرپور سی مسکراہٹ جھلکی تھی. اسی لمحے شکیلہ بیگم بھی اٹھ کر انکی طرف آگئیں. "ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں بیٹا." انھوں محبت سے کہا. اور پھر وہ ڈریس خریدنے کے بعد میچنگ جوتا خریدا گیا. ہائی ہیل اسٹائلش سا وہ جوتا ایہانے تو آج تک صرف ٹی وی پہ ماڈلز کو ہی پہنے دیکھا تھا. جوتے کی خریداری کے بعد شکیلہ بیگم کو جیولر کے پاس جانے کا خیال آیا مگر ولید نے ایہا کے چہرے پہ پھیلی تھکن کے پیش نظر فوراً سے کچھ کھا پی لینے کا آئیڈیا دیا اور وہ لوگ ایک مہنگے سے ریسٹورنٹ میں آبیٹھے. شکیلہ بیگم اپنے موبائل میں مصروف تھیں ولید بھی بیرے کو کھانے کا آرڈر دے کر اپنے موبائل میں مگن ہو گیا. ایہا کو ان دونوں کے درمیان اپنا آپ احمق لگنے لگا تھا کچھ دیر بعد ویٹر آکر انکا آرڈر میز پہ سجا گیا.. "یہاں تو سگنل ہی نہیں آرہے. بیٹا آپ لوگ شروع کرو میں ایک ضروری کال کر کے آتی ہوں." شکیلہ بیگم کہتی ہوئی اٹھ کر ڈائننگ ہال سے باہر نکل گئیں. "آپ کھانا شروع کریں ممی ابھی آجاتی ہیں." ولید نے اسکی توجہ بھاپ اڑاتی بریانی کی پلیٹ کیجانب مبذول کروائی. وہ چاولوں میں چمچ چلانے لگی. ولید انتہائی انہماک سے اٹالین پاستا کھانے میں مصروف تھا. ایہا کی نظریں ایک لمحہ کو اسکے چہرے پہ الجھی تھیں. اسکے چہرے کا

ایک ایک نقش جیسے قدرت نے فرصت سے بنایا تھا.یونانی دیوتاؤں جیساوہ چہرا کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا. اسکی سفید رنگت پہ ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو بہت بھلی لگ رہی تھی فوجی کٹ بال ماتھے پہ گر رہے تھے. ولید حسن بلاشبہ خطرناک حد تک پر کشش تھا.
"کیا ہوا؟ آپکو بریانی پسند نہیں آئی کیا؟" اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے اسنے فورک ہاتھ سے رکھ کر اس سے پوچھا.
"نہیں ایسی بات نہیں ہے."وہ فوراً نظریں جھکا گئی..
"پھر کیسی بات ہے؟" ولید نے مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر پوچھا. ایہا کچھ نہ بولی.
"آپ ہر وقت اتنی گھبرائی ہوئی کیوں رہتی ہیں؟" ولید نے بے اختیار ہی پوچھا.ایہا نے پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا. وہ سنجیدہ تھا.
"جی پتہ نہیں" وہ معصومیت سے بولی. اس سے ولید کو وہ بے حد اچھی لگی تھی.
"ہر بات پتہ نہیں..کچھ پتہ بھی ہوتا ہے آپکو؟" وہ توجہ اور دلچسپی سے اس سے مخاطب تھا.
"جی... پتہ نہیں." وہ کنفیوز سی ہوتی نظریں جھکا گئی. ولید بے اختیار کھل کر ہنسا.
"ڈو یو نو آئی لو یو؟" اس نے مسکراتی نگاہوں سے بغور اسکے چہرے کیجانب دیکھتے ہوئے ہو چھا تھا. ایہا کا چہرا گلابی ہونے لگا.
"جی.. پتہ ہے.." وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بمشکل بولی تھی. ولید کا قہقہہ بے ساختہ سا

تھا.. "مگر یہ تو میں نے آپکو ابھی بتایا ہے پھر آپکو پہلے سے کیسے پتہ." وہ اب اسے کنفیوز کر رہا تھا اور وہ تو تھی ہی صدا کی کنفیوز مخلوق..

"آپکو پتہ ہے میرا فیورٹ کلر آف وائیٹ ہے." ولید نے چند لمحوں بعد موضوع بدلتے ہوئے کہا.

"اچھا".

"آپکا بھی فیورٹ ہے کیا؟"

"مجھے سب رنگ اچھے لگتے ہیں." اس نے سادگی سے جواب دیا.

"آپ پر بھی سب رنگ اچھے لگتے ہیں." وہ برجستگی سے بولا تھا. ایہا کا دل حیرت و مسرت کے بیچ ڈولنے لگا تھا بھلا وہ بھی کسی کو خوبصورت لگ سکتی ہے. اسکا دماغ تسلیم نہ کر پا رہا تھا. تبھی شکیلہ بیگم چلی آئین باقی کا کھانا ہلکی پھلکی گپ شپ کیساتھ کھایا گیا تھا واپسی پہ ولید اور شکیلہ بیگم اسے چھوڑنے آئے تو اندر بھی آ گئے. ابھی سب بیٹھے ہی تھے کہ دفعتاً پھپھو اور زبیر بھائی چلے آئے. آئے تو وہ جھگڑا کرنے ہی تھے مگر شکیلہ بیگم اور ولید کو دیکھ کر چپ کر گئے تھے. امی نے دونون کا تعارف شکیلہ بیگم سے کروایا تو وہ اپنے مخصوص مہذب انداز میں پھپھو سے ملی تھیں ولید کا رویہ زبیر کیساتھ بہت احترام اور تعظیم لئے ہوا تھا. وہ سب ڈرائنگ روم میں ہی بیٹھ گئے. ایہا نے اپنے کمرے میں آ کر چادر اتار کر دوپٹہ اوڑھا اور کچن میں جا کر

چائے بنائی. فریج سے شامی کباب نکال کر جھٹ پٹ تل لیئے. ایک پلیٹ میں نفیس سے بسکٹ سیٹ کیئے اور ٹرالی سیٹ کر کے ڈرائنگ روم میں لے آئے جہاں اب نیہا بھی موجود تھی اور ہنس ہنس کر سب سے گپ شپ کر رہی تھی. ایہانے سب کو چائے پیش کی اور وہ اس بات کا اندازہ کیئے بناءنہ رہ سکی تھی کہ پھپھو اور زبیر بھائی ولید اور شکیلہ بیگم کے آگے سخت احساس کمتری کا شکار ہو رہے تھے.وہ صحن میں آکر تخت پہ بیٹھ گئی. چند ثانیے بعد ولید ڈرائنگ روم سے باہر آتا دکھائی دیا تھا وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی. "ہاتھ دھونے ہیں" اس نے جلدی سے کہا ایہانے صحن کے ایک کونے میں لگے واش بیسن کیجانب اشارہ کیا اور خود جلدی سے اندر سے تولیہ لے آئی. ولید واش بیسن پہ جھکا منہ پہ پانی کے چھینٹے مار رہا تھا وہ اس سے ذرا فاصلے پہ کھڑی ہو گئی. ولید نل بند کر کے اسکی طرف مڑا اسکی ٹھوڑی سے پانی قطرہ قطرہ ٹپک رہا تھا اور سیاہ آنکھوں میں ہلکی سی سرخی دوڑ گئی تھی. ایہا نے جلدی سے تولیہ اسکی جانب بڑھا دیا. "تھینک یو." اس نے مسکرا کر تولیہ تھام لیا. "ویسے یہ گرین دوپٹہ گو کہ اس سوٹ کیساتھ میچ نہیں کر رہا مگر آپ پہ بہت اچھا لگ رہا ہے." ہاتھ پونچھتے ہوئے وہ عام سے انداز میں بولا تھا. ایہا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر ہلکا سا مسکرائی. ولید نے دلچسپی سے اسکی طرف دیکھا. "آئی لائیک یورڈمپل." وہ تولیہ اسکے ہاتھ

میں تھماتے ہوئے بولا تھا. اسی لمحے نیہا ڈرائنگ روم سے باہر آئی اور رک گئی. اسکی نظر ان دونوں پہ تھی. تولیے کا ایک سرا ایبہا کے ہاتھ میں تھا جبکہ دوسرا ولید کے. اور دونوں ایک دوسرے کیجانب دیکھ کر مسکرا رہے تھے شاندار سے ولید کی آنکھوں میں صرف ایبہا کا عکس تھا. بڑا پیارا منظر تھا. مگر نیہا کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا. ایک لمحے کا فسوں تھا اگلے ہی لمحے ولید تولیہ اسے تھما کر پلٹا اور نیہا کیجانب ایک مسکراہٹ اچھال کر ڈرائنگ روم کیطرف چلا گیا تھا. ایبہا پلٹ کر مسکراتی ہوئی کمرے میں چلی گئی تھی. نیہا وہیں تخت پہ بیٹھ گئی. اسے ایبہا سے جلن سے محسوس ہونے لگی تھی.

کاظم صاحب نے ایبہا کے نکاح کی تقریب کیلیئے کمرشل مارکیٹ میں ایک مناسب سا شادی ہال بک کروالیا تھا. گو کہ شکیلہ بیگم نے تو گھر پہ ہی نکاح کرنیکی تجویز دی تھی مگر اصل مسئلہ تھا کاظم صاحب کے اپنے خاندان کا. نکاح میں ہر ہر قریبی رشتے دار کے گھر کے سربراہ کو مدعو کرنا تو ناگزیر تھا. نہ نہ کرتے بھی 60 مہمانوں کے ناموں کی لسٹ تیار تھی اور اتنے سارے لوگوں کیلیئے گھر پہ انتظام کرنا قریب قریب ناممکن ہی تھا سو انہیں بہتر یہی لگا تھا کہ ہال مخصوص کروا لیا جائے.

نکاح ہفتے کے روز تھا مگر دادو اور امی نے بدھ کے دن سے ہی ایبہا کو یونیورسٹی جانے سے روک دیا تھا. دادو کے مطابق جو لڑکیاں ہر وقت گھر سے باہر رہتی تھیں ان پہ دلہناپے کا

روپ نہیں آتا. محلے کی لڑکیاں سر شام ہی اکٹھا ہو کر ڈھولکی بجانے لگتیں. گھر میں خوشیوں کا سماں تھا. نکاح سے ایک روز قبل روحینہ بذات خود نکاح کا جوڑا اور باقی ضروری چیزیں ڈراپ کرنے آئی تھی اور اس روز امی اور دادو نے اسے بھی ایبہا سے نہ ملنے دیا تھا انھوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ سسرال والوں کو اب دلہن کا چہرا نکاح والے روز ہی دیکھنے کو ملے گا. روحینہ نے اس بات کو خوب انجوائے کیا تھا. اسکے جانے کے بعد نکاح کا سامان دیکھا گیا جو کہ اس قدر شاندار تھا کہ سب کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں تھیں. نکاح کے جوڑے کیساتھ سونے کا ایک قدرے ہلکا مگر جوڑے سے بالکل میچنگ سیٹ تھا. اسکے علاوہ باقی سب گھر والوں کیلیئے بھی تحائف بھجوائے گئے تھی. امی اور دادو تو شکیلہ بیگم کی فراخدلی پہ نہال ہی ہو گئیں تھیں. پھر نکاح کا دن آپہنچا تھا. محلے کے پارلر والی ریحانہ باجی نے گھر آکر اسکو تیار کر دیا تھا اور اب وہ مکمل تیار آئینے کے سامنے کھڑی تھی. آف وائیٹ غرارہ شرٹ میں اسکا نازک سا سراپا بہت جچ رہا تھا. سونے کے سیٹ کا نازک سا گلوبند اسکی اٹھی ہوئی گردن کی زینت بنا ہوا تھا. کانوں میں سونے کے لمبے آویزے جھول رہے تھے. اور پیشانی پہ ننھی سی طلائی بندیا جگر جگر کر رہی تھی. نفاست سے کئے گئے میک اپ نے اسکے سادہ سے نقوش کو بہت دلکش بنا دیا تھا. اسکے لمبے بالوں کا زبردست جوڑا بنا کر ریحانہ باجی نے اسکی ھدایت پہ سلور ستاروں بھرے دوپٹے کا ایک پلو سینے پہ پھیلا کر شانے پہ سیٹ کر دیا تھا جبکہ دوسرا پلو سر پہ سیٹ کیا تھا.

مہندی رچے ہاتھوں میں کانچ کی سلور چوڑیاں بھری ہوئی تھیں. وہ بلاشبہ بیحد جاذب توجہ اور دلکش نظر آرہی تھی. امی نے تو فوراً اسکی نظر اتاری تھی. دادو نے بھی اسکی بلائیں لے ڈالی تھیں. گہرے براؤن رنگ کے قدرے سادہ سے لمبے فراک اور چوڑی دار پاجامے میں لمبے بال پشت پہ کھولے ہوئے بناء کسی میک اپ کے کچھ اکتائی ہوئی سی نیہا بھی ہمیشہ کی طرح بیحد حسین نظر آرہی تھی مگر اسنے ایکبار بھی ایہاسے بات نہ کی تھی بس چپ چاپ تیار ہو کر بیٹھ گئی تھی کسی کام کو بھی ہاتھ نہ لگایا تھا. نکاح کا وقت بعد نماز مغرب تھا ابو اور عامر تو صبح سے ہی کئی بار انتظامات کا جائزہ لینے کو ہال کے کئی چکر لگا آئے تھے. عصر کے بعد ذرا دن ڈھلا تو ابو نے گاڑی آجانے کی اطلاع دی اور امی نے اسے سیاہ چادر اوڑھائی اور وہ سب گاڑی میں بیٹھ کر ہال کیطرف روانہ ہوگئے. وہاں پہنچ کر اسے برائیڈل روم میں بٹھا کر امی نے دادو کو بھی اسی کے پاس رہنے کی تلقین کی اور خود مہمانوں کو ریسیو کرنے ہال میں چلی گئیں. نہ نہ کرتے بھی کافی مہمان اکٹھا ہو گئے تھے. نکاح ویسے تو مردوں کا فنکشن گردانا جاتا ہے مگر اسکو کیا کیا جائے کہ ہمارے معاشرے میں جس گھر سے ایک فرد کو مدعو کیا جائے وہاں سے ایک کیساتھ ایک تو مفت میں آجاتا ہے سو یہی کچھ یہاں بھی ہو رہا تھا اور اب اس جم غفیر کو دیکھ کر کاظم صاحب دل ہی دل میں شکر ادا کر رہے تھے کہ انھوں نے ہال میں بکنگ کروائی تھی. خاندان سے سبھی قریبی لوگ آئے تھے مگر پھپھو نے نہ آنا تھا نہ وہ آئیں. اور یہ ایک ایسی

انہونی تھی جس نے خاندان بھر کو باتیں بنانے کا بہترین موقع فراہم کر دیا تھا. "چھوٹی کے نکاح میں بڑی کی سسرال نہیں آئی.. کوئی تو مسئلہ ہوا ہو گا. ورنہ سعیدہ آپا تو خاندان کی ہر تقریب میں موجود ہوتی ہیں." کم و بیش سبھی عورتیں اسی قسم کی کھسر پھسر کر رہی تھیں دو ایک نے تو امی سے پھپھو کی بابت پوچھ بھی لیا اور امی بیچاری شرمندہ سی ہوتیں بس ٹال ہی گئی تھیں. بارات بالکل دیئے وقت کیمطابق پہنچی تھی. شکیلہ بیگم نے اپنے خاندان میں سے صرف چند مرد حضرات کو دعوت دی تھی جبکہ قریبی لوگوں میں صرف ولید کی پھپھو کی ساری فیملی مدعو تھی سکندر اور شزاء بھی اپنا ہنی مون ٹرپ کینسل کر کے فنکشن میں شرکت کیلیئے آ گئے تھے. بہر حال بارات صرف پندرہ لوگوں پہ مشتمل تھی اور استقبال کرنے والے ساٹھ سے بھی زیادہ... ولید کے خاندان پہ ایہا کے خاندان والوں کا پہلا امپریشن ہی اچھا نہیں گیا تھا. دوسری جانب روحینہ اور ولید کی پھپھو زاد علیشا کو دیکھ کر تو ایہا کے خاندان کی عورتیں نے دانتوں تلے انگلیاں دبالی تھیں. روحینہ سفید رنگ کی کافی ہیوی سی میکسی میں ملبوس تھی میکسی کی آستینیں پوری تھیں مگر دوپٹہ ندارد تھا اسنے بالکل ہلکا سا میک اپ کر رکھا تھا اور نازک سی جیولری پہنے اس نے اپنے ڈائی کیئے ہوئے اور لیئرز میں کٹے کمر تک آتے بالوں کو کرلی کروایا ہوا تھا وہ بالکل کسی چینی کی گڑیا کی مانند لگ رہی تھی جبکہ علیشا نے سفید رنگ کی ستاروں بھری میکسی پہن رکھی تھی جس کی آستینیں ندارد تھیں اور دوپٹہ.... بھلا

سلیو لیس پہ دوپٹے کا کیا کام. اسنے بھی کم و بیش روحینہ سے ملتا جلتا میک اپ ہی کر رکھا تھا اور لئیر ز میں کٹے کمر سے کچھ اوپر تک آتے بالوں کو گڑیوں کیطرح کرلی کروایا ہوا تھا. وہ ایک بے انتہا خوبصورت لڑکی تھی اور اس پر مستزاد اسکی ادائیں اور نزاکت. شزاء نے سلور کلر کی میکسی پہن رکھی تھی اور اسکی میکسی کا گلا پیچھے سے کافی گہرا تھا جس میں سے اسکی دودھیا کمر ی جھلک رہی تھی اور باقی تیاری اسکی بھی روحینہ اور علیشا سے کم نہ تھی. شکیلہ بیگم سفید رنگ کی سمپل سی ساڑھی میں ملبوس انتہائی سوبر سے انداز میں تیار ہوئی تھیں جبکہ ولید کی پھپھونے ہلکے نیلے رنگ کا سادہ سا شلوار قمیص پہن رکھا تھا مگر ان دونوں خواتین کے کانوں اور گلے میں پڑے ننھے ننھے ہیرے جگر جگر کر رہے تھے اور انہیں سب سے ممتاز دکھا رہے تھے. ایہا کے خاندان کی بات کی جائے تو متوسط طبقے کی شادی شدہ خواتین کیطرح میرڈ خواتین نے ااپنے اپنے جہیز یا بری کے جوڑے پہن رکھے تھے اور میکے اور سسرال کا سارا زیور پہن لینے کی فکر میں ہلکان ہوتی وہ خواتین در حقیقت اس سادہ تقریب کیمطابق تیار نہ ہوئی تھیں. کنواری لڑکیاں بھی چم چماتے ملبوسات پہنے جھلملاتے دوپٹے سروں پہ لئے اور شوخ رنگ لپ اسٹکس لگائے ہوئے متوسط طبقے کے اعلٰی ترین علمبر دار لگ رہی تھیں. دوپٹے کے بغیر آنیوالی ولید کے خاندان کی یہ دولڑکیاں جن میں سے ایک اسکی سگی بہن تھی ایہا کے خاندان کی عورتوں کیلیئے تو کسی شاک سے کم نہ تھیں. رہی سہی کسر آف وائیٹ

شلوار قمیض اور سیاہ ویسٹ کوٹ میں ملبوس ولید کی شاندار شخصیت نے پوری کر دی اور وہاں موجود ایک ایک شخص کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ سراسر لو میرج ہے ورنہ کہاں ایہا اور کہاں یہ شاندار اور امارت چھلکاتے لوگ.

"اف یہ ایہا کا دولہا ہے.. اوہ اتنا خوبصورت"..

"اف یہ تو ہیرو لگتا ہے"

"مامی بتا رہی تھیں کہ فوجی ہے ایہا کا دولہا".

"ایہا کی قسمت تو بڑی شاندار ہے".

"ارے پکی لو میرج ہے ورنہ کہاں ایہا اور کہاں یہ ٹام کروز".

ایہا کی کنواری کزنز میں اسی قسم کی چہ میگوئیں ہو رہی تھیں.

"ایہا کاظم بنت محمد کاظم ملک آپکو ولید حسن ولد حسن احمد خان بعوض حق مہر پچیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت کے نکاح میں دیا جاتا ہے. کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے." قاضی صاحب اس سے مخاطب تھے. ایہانے اپنے ٹھنڈے یخ ہاتھ میں دبے امی کے ہاتھ کو اور مضبوطی سے تھام لیا اور کپکپاتی آواز میں بولی "جی قبول ہے" ان الفاظ کی ادائیگی کیساتھ ہی آنسو کسی ریلے کی صورت اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے. قاضی صاحب نے یہی سوال دوبار پھر

دہرایا اور اس نے بہتے آنسوؤں کیساتھ "قبول ہے" کا عندیہ دیا تھا. ابو نے نکاح کا رجسٹر اسکے سامنے کر کے اسے پین تھمایا. اسنے کانپتے ہاتھوں کیساتھ دستخط کئے ابو نے نم آنکھوں کیساتھ اسکے سر پہ ہاتھ رکھا اور قاضی صاحب اور گواہان کے ہمراہ چلے گئے. اور انکے جاتے ہی ایہا امی کے گلے لگ کر بے طرح رو پڑی تھی اور امی تو صبح سے ہی نجانے کتنی بار چپکے چپکے آنسو بہاتی رہی تھیں اب تو انکے ضبط کے بندھن بالکل ہی ٹوٹ گئے تھے. ایک روایتی سامنظر بن گیا تھا. چھوٹے سے برائیڈل روم میں موجود سبھی عورتوں کی آنکھیں نم تھیں. شکیلہ بیگم نے امی کو ایہا سے الگ کیا اور انہیں دلاسا دینے لگیں جبکہ روحینہ اسکے پاس بیٹھ کر اسے چپ کروانے لگی کچھ دیر تک یہ رونے کا سلسلہ چلا پھر عامر نے آکر نکاح مکمل ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے ایہا کے سر پہ ہاتھ رکھا تو وہ اسکا ہاتھ تھام کر پھر سسکنے لگی تھی. عامر اسکے پاس بیٹھ کر اسے چپ کروانے لگا. "چپ کر جاؤ آپی ورنہ میک اپ خراب ہو جائیگا." وہ مدھم آواز میں کہہ رہا تھا. ایہا نے اسے گھور کے دیکھا. "ولید بھائی اتنے شاندار لگ رہے ہیں ناں قسم سے انکو دیکھ کر سارا رونا بھول جاؤ گی." وہ اب اسے چھیڑ رہا تھا. "فضول باتیں مت کرو", وہ روٹھے روٹھے انداز میں بولی. "سچی کہہ رہا ہوں اور مجھے پتہ ہے تم کیوں رو رہی ہو. مگر تم فکر نہ کرو مینو میں بریانی بھی ہے ابھی کھانا لگ جائے گا تب تم کھا لینا" عامر کی شرارتی سی بات پہ وہ بے اختیار ہنس دی. "پٹو گے تم مجھ سے میں کیا بریانی کیلیئے رو رہی ہوں", اس



نے اسے گھور کے دیکھا۔ "تو اور کہا ہمارے لیئے رو رہی ہو۔ نہ جی ہم سے تو اتنی محبت نہیں تمہیں چڑیل۔ اصل میں تو تمہارے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں اتنا ہینڈسم دولہا جو ملا ہے۔" وہ آہستہ آواز میں بول رہا تھا۔ ایہانے اسکے شانے پہ ایک دھپ لگائی وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ "چلیں آنٹی کھانا لگ گیا ہے آئیں روحینہ آپی۔" عامر نے شکیلہ بیگم اور روحینہ کو مطلع کیا تو وہ دونوں اسکے ہمراہ باہر نکل گئیں۔ کچھ لمحوں بعد ویٹر انکے سامنے بھی کھانے کی میز سجا گئے دادو کو کھانا سرو کرنے کے بعد امی نے پلیٹ میں بریانی نکالی اور اپنے ہاتھوں سے اسے کھلانے لگیں۔ امی کی اس والہانہ چاہت پہ اسکا دل سرشار ہو گیا تھا۔ اسے آج اندازہ ہوا تھا کہ اسے ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنیوالی اسکی ماں درحقیقت اس سے کتنی محبت کرتی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد امی اور دادو اٹھ کے چلی گئیں اور اسی لمحے روحینہ اور علیشا آدھمکیں۔ "بس تیاری پکڑلو ابھی تمہاری کزنز اور نیہا آتی ہیں پھر اسٹیج پہ لیکر جائینگے تمہیں۔" روحینہ نے آتے ہی اسے بتایا۔ وہ کچھ نہ بولی۔

"بہت مبارک ہو آپکو اب آپ مسز ولید حسن بن گئیں ہیں۔" علیشا نے مسکرا کر کہا تھا۔ وہ بس مسکرا کے رہ گئی۔

"ولی از لکنگ سو ہینڈسم یار میں نے تو اسے آج دیکھا ناں تو آئی واز ونڈر سٹرک۔۔ ہی واز لائیک کیا ہوا عشی۔ اور میں نے کہا یار آئی جسٹ مسڈ یو۔ مجھے پہلے کیوں نہیں پتہ لگا کہ تم اتنے

ہینڈ سم ہو. "علیشا آدھی انگریزی آدھی اردو میں تیز تیز بولتی روحینہ سے مخاطب تھی ایہا بے اختیار ہی اسکی طرف دیکھنے لگی. "ولی ہنسنے لگ گیا کہتا ہے بس بی بی اب میں اپنے تمام جملہ حقوق ایہا کے نام لکھوا چکا ہوں. "علیشا کی بات کے اختتام پہ روحینہ کا قہقہہ بلند ہوا تھا. علیشا بھی نزاکت سے ہنس رہی تھی.

"ولی بھیا بہت خوش ہیں" روحینہ بولی.

"کچھ زیادہ ہی. بائے داوے ایہا یو آر لکنگ سو پریٹی یار اس سے پہلے میں نے آپکو دو بار دیکھا تھا مگر آج تو آپ بہت ڈفرنٹ سی لگ رہی ہو. "علیشا نے اسے کہا اور ساتھ ہی روحینہ کیطرف متوجہ ہو گئی. "یار اس بیچاری کی آنکھوں میں ابھی تک آنسو ہیں اور ادھر ولی کی خوشی کا کوئی عالم نہیں قاضی صاحب پوچھ رہے ہیں آپکو نکاح قبول ہے اور ولی کی پوری بتیسی باہر. "علیشا کی اطلاع پہ وہ بھی اپنی بے اختیار سی ہنسی کو روک نہ سکی تھی. اسی لمحے امی کے ہمراہ نیہا اور ایہا کی کزنز آ گئیں. امی نے روایت کیمطابق سرخ رنگ کا ایک زرتار دوپٹہ ایہا کو گھونگھٹ کیطرح اوڑھا دیا اور پھر ایہا کو ہال میں لایا گیا. نیہا اور روحینہ نے اسے دائیں بائین سے تھاما تھا باقی سب لڑکیاں بھی ساتھ ساتھ تھیں. سب سے آگے آگے مووی میکر چل رہا تھا. یہ مووی میکر جسکا نام مون تھا ولید کا ذاتی دوست تھا. ہال میں موجود تمام حاضرین کی نگاہیں ایہا پہ تھیں جسکا چہرا گھونگھٹ کی اوٹ میں تھا. اور وہ سہج سہج کر قدم اٹھا رہی تھی.

اسٹیج کے قریب پہنچ کر جیسے ہی اس نے اسٹیپ پہ قدم رکھا ولید جلدی سے اٹھ کر آگے بڑھا اور ذرا سا جھک کر اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھا دیا. روحینہ, شزاء اور علیشا نے خوب ہوٹنگ کی تھی جبکہ ایہا کے خاندان میں کھسر پھسر ہونے لگی تھی. اس نے گھونگھٹ کی اوٹ سے اپنے شریک زندگی کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کیطرف دیکھا پھر جھجھکتے ہوئے اپنا حنائی ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما دیا. اسٹیج کی قریب اچھا خاصا رش لگ گیا تھا. اور شزاء, علیشا اور روحینہ کی ہوٹنگ. وہ نروس سی ہوتی ولید کے ہاتھ میں ہاتھ تھمائے اسٹیج پہ آئی. مون کی ہدایت پہ وہ دونوں کچھ دیر ہاتھ میں ہاتھ دیئے کھڑے رہے پھر اسکی ھدایت پہ وہ دونوں بیٹھ گئے. سب سے پہلے شکیلہ بیگم اسٹیج پہ آئیں اور ایہا کو پیار کر کے اسکی کلائی میں ایک بریسلٹ پہنایا پھر انہوں نے ایک مخملیں ڈبیا ولید کو تھمائی اور ولید نے اس میں سے ہیرے کی ایک انگوٹھی نکال کر ایہا کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگی میں پہنائی تھی. روحینہ اور علیشا بھی اسٹیج پہ چڑھ آئی تھیں.

"ممی پلیز یہ گھونگھٹ تو ہٹوادیں ناں." روحینہ بولی.

"ہاں مامی اتنی پیاری لگ رہی ہے ایہا اس گھونگھٹ کیوجہ سے سارا چارم خراب ہو گیا ہے." علیشا نے بھی تائید کی.

"بیٹا یہ انکی کوئی رسم ہو گی کہیں انکی والدہ برا نہ مان جائیں." شکیلہ بیگم بولیں. ایہا کا دل گھبرانے لگا اتنے میک اپ کیساتھ سارے ہال کے سامنے کھلے منہ بیٹھنے کا خیال ہی اسے

پریشان کرنے کو کافی تھا.

"یونہی ٹھیک ہے ناں" ولید جلدی سے بول اٹھا.

"کتنے مولوی ہو تم" علیشا نے اسے گھورا.

"میری بیگم صاحبہ اسی طرح کمفرٹیبل فیل کرتی ہیں." ولید بولا.

"تم خود ہی بہت شاونسٹک ہو." علیشا ناک چڑھا کر بولی

"تمہاری طرح تو نہیں ہوں ناں پورا ہال الوؤں کیطرح محترمہ کو گھور رہا ہے" ولید نے اسکے عریاں بازوؤں پہ چوٹ کی تھی. جواباً وہ کھکھلا کے ہنسنے لگی تھی.

"ولی" شکیلہ بیگم نے ولید کو گھرکا تو وہ کندھے اچکا کر رہ گیا.

کچھ دیر بعد مووی بننے کا سلسلہ شروع ہو گیا. ایہاکے رشتے داروں کی ایک فوج تھی جو باری باری سے آکرا سٹیج پہ ایہااور ولید کیساتھ بیٹھتے دونوں کو سلامی دیتے اور چلتے بنتے. ذرادیر کو یہ سلسلہ تھما تو ولید نے دھیرے سے اسے ٹہوکا دیا.

"اتنی چپ کیوں ہو؟"

"کیا بولوں." وہ مدھم آواز میں بولی.

"مبارک ہی دیدو".

"جی مبارک ہو آپکو".

"آپکو بھی مبارک ہو جناب. ویسے تم کیسی لگ رہی ہو بیا؟ تمہارا چہرا دیکھنا ہے مجھے".
"تصویریں دیکھ لیجیئے گا روحینہ کے پاس.
"اونہوں تصویر نہیں رئیل میں." وہ مُصر ہوا تبھی ایبہا کی دور پار کی خالہ اسٹیج پہ تشریف لے آئیں اور گفتگو کا سلسلہ رک گیا. انھوں نے ایبہا اور ولید کو سلامی دی اور اسٹیج سے اتر گئیں.
"ویسے یہ دولہا بننا تو بڑے فائدے کا کام ہے بیٹھے بیٹھے اتنے پیسے اکٹھے ہو جاتے ہیں." ولید مدھم آواز میں بولا تھا. وہ بے اختیار ہنس پڑی.
"تو آپ دو شادیاں کیجیئے گا." اس نے آہستگی سے جواب دیا.
"صرف دو... میں نے تو چار کا پلان کیا ہوا ہے." وہ شرارتی انداز میں بولا. ایبہا صرف ہنس کہ رہ گئی. مہمانوں کے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا. روحینہ اور علیشا ان دونوں کو پکچرز بنوانے کیلیئے برائیڈل روم میں لے آئیں.
"میں مون کو بلاتی ہوں. بٹ ایبہا کیا تم وِدآوٹ گھونگھٹ پکچرز بنوالو گی؟" روحینہ نے اسکا گھوگھٹ اتارتے ہوئی پوچھا. ایبہا نے ولید کیطرف دیکھا اور وہ جلدی سے بول پڑا. "یار کیمرہ لے آؤ ناں ممی سے اور تم خود بنالو پکچرز"
"ہاں ہاں مولانا صاحب کی بات مان لو روحی." علیشا شرارت سے بولی. وہ دونوں روم سے چلی گئیں. ولید متبسم نظروں سے ایبہا کیطرف دیکھ رہا تھا. جس کا روپ ہی آج نرالا تھا.

"یو آر لکنگ سو بیوٹی فل بیا" وہ اسے کندھوں سے تھام کر بولا تھا. ایہا نظریں جھکا کر رہ گئی.
"آئی لو یو بیا.. تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں." وہ ایک جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا. اور ایہا کے دل کی سر زمین پہ ولید کی محبت ہلکی پھوار کی مانند کن من برسنے لگی تھی.
"تم بہت خوبصورت ہو بیا." ولید نے اسکا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا تھا. ایہا کو لگا وہ واقعی بہت حسین ہے... ولید کے ہونٹوں نے نرمی سے اسکی پلکوں کو چھوا تھا وہ بے طرح شرما کر رخ موڑ گئی تھی. تبھی روحینہ اور علیشا ناک کر کے اندر آ گئیں. کیمرہ روحینہ کے ہاتھ میں تھا. "چلیں جی ریڈی." وہ کیمرہ سیٹ کرتے ہوئے بولی.
"کندھے پہ ہاتھ تو رکھ لو تمہاری ہی بیوی ہے." علیشا جلدی سے بولی. ولید نے ہنس کر ایہا کے شانے پہ بازو پھیلایا تھا.
"سمائل کرو ایہا یار" روحینہ بولی.
"تھوڑا سا ہنس لو وائفی." ولید نے مدھم سرگوشی کی تھی ایہا نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا ولید کے ہونٹوں پہ مدھم سی مسکراہٹ تھی اوہ وہ سر جھکائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا. ایک مدھم سی مسکان نے ایہا کے ہونٹوں کو چھوا تھا اور کیمرے کی آنکھ نے یہ پیارا سا منظر جھٹ سے محفوظ کر لیا تھا.

رات کے دو بجے وہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صحن میں تخت پہ آبیٹھی. اکتوبر کا اختتامی ہفتہ چل رہا تھا اور رات کے وقت فضا میں بڑی خوشگوار خنکی پھیل جاتی تھی. ایہا کا دل بے حد مسرور تھا. ولید کی محبت نے اسکی روح کو سرشار سا کر دیا تھا. وہ شاندار سا انسان جب اسکے ہمراہ کھڑا تھا تو سب دیکھنے والوں کی آنکھوں میں کیسا رشک تھا.. ستائش تھی.. حسد تھا.. حسرت تھی.. ایہا کاظم کو اپنی خوش بختی پہ یقین نہ آرہا تھا. اسکا رواں رواں اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا. وہ وہیں تخت پہ نیم دراز ہو کر اپنی انگلی میں پڑی انگوٹھی کو محبت سے تکنے لگی.

"اب تم کیا میرے ساتھ ایک کمرے میں سونا بھی اپنی شان کیخلاف سمجھتی ہو." نیہا کی طنزیہ سی آواز پہ اسنے چونک کر گردن گھمائی پھر اٹھ بیٹھی.

"نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں. میں ایسے ہی ادھر لیٹ گئی تھی. نیند نہیں آرہی ناں." وہ مسکرا کر بولی. نیہا اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی.

"ہوں اب بھلا نیند کیوں آئے گی." اسکے لہجے میں طنز تھا یا تلخی وہ اندازہ نہ کر پائی تھی.

"ویسے سارا خاندان باتیں بنا رہا تھا".

"کیوں باتیں کیوں بنارہا تھا؟" اس نے حیرانگی سے پوچھا.

"کیا بچوں جیسی باتیں کرتی ہو ایہا. جس قسم کے کپڑے تمہاری نند اور جیٹھانی صاحبہ پہنے ہوئے تھیں. اور وہ جو ولید کی کزن تھی اس نے تو خیر اگلی پچھلی حدیں ہی توڑ دی تھیں. اس

سب کے بعد باتیں نہیں بنیں گی تو اور کیا ہو گا." اسکے تجزیئے پہ ایہا نے سر جھکا لیا. بات تو سچ تھی.

"اور پھر ولید کو ایٹ لیسٹ تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں اسٹیج پہ نہیں لانا چاہیئے تھا. ہماری فیملی میں اس قسم کی اوچھی حرکتوں کو پسند نہیں کیا جاتا".

"انکی اور ہماری فیملی کے ماحول میں زمین و آسمان کا فرق ہے آپی." وہ کمزور لہجے میں بولی.

"ٹھیک ہے یار لیکن اتنا تو پتہ ہونا چاہیئے ناں کہ نکاح کا فنکشن ہے کم سے کم گلے میں ہی دوپٹہ ڈال لیتیں. نکاح کے وقت تمہاری ساس صاحبہ کی ساڑھی کا چھوٹا سا پلو سر تک نہیں پہنچ پا رہا تھا اور نند صاحبہ نے تو خیر دوپٹے کا جھنجھٹ ہی نہیں پالا تھا. اور وہ تمہاری جیٹھانی.. ایک تو اسکی میکسی کا پیچھے کا گلا اتنا گہرا تھا اس پر ستم یہ کہ اس نے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا یعنی کہ سارے زمانے کو کھلی کھلی دعوت نظارہ... اور وہ علیشا توبہ استغفار. اتنی تیز لڑکی ہے." نیہا نے بولتے بولتے کانوں کو ہاتھ لگائے. "تمہیں پتہ ہے جب بارات آئی تھی تو بالکل ولید کے بازو سے لگ کر آکھڑی ہوئی تھی. اتنی اوچھی لڑکی میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھی."

ایہا کو بھی علیشا کی بولڈ نیس کچھ خاص پسند نہ آئی تھی. سو وہ نیہا کی کسی بات کی نفی نہ کر سکتی تھی.

"سارا خاندان باتیں بنا رہا تھا کہ ایہا کی لو میرج ہے. اور صاف ظاہر بھی تھا. تمہیں تو سارے

خاندان میں کوئی پسند نہیں کرتا. سب کو حیرت تھی کہ اتنے امیر لوگ اتنا شاندار لڑکا ایہا کو کیسے مل گیا. اور یار بات تو سچ ہی ہے. ولید نے تمھیں خود ہی پسند کیا ہے ورنہ اسکی امی کا دماغ تو نہیں خراب تھا کہ تمھیں اپنی بہو بناتیں." نیہا کی باتیں اسکے دل پہ برچھی کی طرح وار کر رہی تھیں.

"پھپھو اور زبیر بھائی کیوں نہیں آئے تم نے زبیر بھائی سے پوچھا نہیں؟" چند ثانیے کی خاموشی کے بعد اسنے نیہا کو مخاطب کیا.

"پوچھا تھا." نیہا نے مرے مرے لہجے میں جواب دیا.

"کیا کہا انھوں نے؟"

"کہنا کیا ہے. وہی پرانے راگ کہ ہماری ناک کٹ گئی برادری میں وغیرہ وغیرہ.. ان مردوں کی ناک ناں بہت لمبی ہوتی ہے بات بات پہ کٹ جاتی ہے.. ہونہہ." نیہا نے نخوت سے کہا

"اب کیا ہوگا؟" وہ متفکر سی پوچھنے لگی.

"شاکرہ آنٹی کے بیٹے سے میری شادی ہوگی اور کیا ہونا ہے" نیہا سر جھٹک کر بولی.

"میں خود زبیر بھائی سے بات کرونگی"

"دفع کرو. تمہاری تو وہ شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے. اور پھر جتنی ذلت آج کے فنکشن میں میں نے زبیر اور پھپھو کے نہ آنے کیوجہ سے سارے خاندان کے سامنے اٹھائی ہے ناں اسکے

بعد میں نے سوچ لیاہے کہ زبیر نامی انسان کیلیئے اب میری زندگی کے سب دروازے بند ہوگئے ہیں." نیہا کا لہجہ قطعی تھا.

"میری وجہ سے تمہاری زندگی کی سب خوشیاں چھن گئیں." وہ ملول ہوگئی

"یار جو بھی ہوا.. لیکن میں نے تو زبیر سے ایک ہی بات کی کہ آپکا ایشو ایہا کیساتھ تھاناں تو آپ نے ہر بات کی سزا مجھے کیوں دی. تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا اپنی بہن کو سمجھالو ورنہ نتائج تمہی کو بھگتنے پڑیں گے. اور یار دیکھو پھپھو اور زبیر کو تم سے مسائل تھے میں تو یونیورسٹی نہیں جاتی میں تو لڑکوں سے نہیں ملتی مگر انہوں نے سزا مجھے دی. اتنے دنوں سے میں سولی پہ لٹکی ہوئی ہوں. ہر لمحہ مجھے ایک بات کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں زبیر مجھ سے منہ نہ موڑلیں. میرا تو کوئی قصور نہیں میں تو گھر کی چاردیواری میں شریفانہ زندگی گزار رہی ہوں بالکل زبیر کی پسند کے سانچے میں ڈھل گئی ہوں مگر انہوں نے کیاکِیا. آج سارے فنکشن میں ہر ہر رشتے دار نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا منگیتر کہاں ہے. تمہاری ساس کیوں نہیں آئیں. میرا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹے تو میں اسمیں سما جاؤں. کیا محبت اسطرح نبھائی جاتی ہے."نیہا کی آواز مدھم تھی اور اسکی خوبصورت آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ نکل کر اسکے گال بھگو رہے تھے. لاؤنج سے آتی ملگجی سی روشنی میں وہ دونوں بہنیں بھیگے گال لیئے اک دوسرے کے روبرو بیٹھی تھیں. اور ان آنسوؤں میں نجانے غلط

فہمیاں ڈھل رہی تھیں یا بڑھ رہی تھیں.
"میں نے ہر ہر بات پر پھپھو اور زبیر کا ساتھ دیا شاید کہ انہیں میرے خلوص کا یقین آجائے. مگر..." نیہا دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپا کر سسکنے لگی تھی. ایہانے دکھ بھری نگاہ سے اپنی ماں جائی کیطرف دیکھا. ہر کسی کو اپنے اپنے دکھ رلاتے ہیں.. اپنے گناہ اور غلطیاں کسی کو نہیں رلاتی... اس نے اپنی بہن کو گلے سے لگا لیا. وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تھی. ایہا آنسو بہاتے ہوئے اسکی پشت پہ ہاتھ پھیرنے لگی تھی. "چپ کر جاؤ آپی. میں تمہارا دکھ سمجھ سکتی ہوں".
"تم کیسے سمجھ سکتی ہو.. تمہاری لائف تو سیٹ ہے ہمیشہ سے بیسٹ لائف گزارتی رہی تم تعلیم بھی حاصل کر رہی ہو تمہاری خاطر ابو نے سارے خاندان سے بغاوت مول لے لی اتنا شاندار لائف پارٹنر بھی مل گیا. مسائل تو میری زندگی میں ہیں. تعلیم میری مکمل نہیں گھر کے کام کاج کر کر کے ہاتھ گھس گئے ایک مرد کو پوجا تو وہ بھی از حد ہرجائی نکلا. "نیہا اس سے الگ ہو کر تیز لہجے میں بولتی گئی.
"ہم مڈل کلاس لڑکیاں بھی عجیب ہوتی ہیں. ہمارے دکھ بھی عجیب ہوتے ہیں اور خوشیاں بھی. مستقبل کی طرف سے ان سیکیورٹی تو ہم ماں کے پیٹ سے ساتھ لاتی ہیں. اور بچپن سے ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک شوہر نامی مخلوق ہماری زندگیوں کے ہر دکھ درد ہر رسائی نارسائی

اور ہر تشنہ کام آرزو کا ازالہ کر دیگی... اور ہم اس آس کا دامن تھامے دو دو ٹکے کے مردوں کے قدموں میں اپنا آپ رول دیتی ہیں. آپی اگر ہم مرد کی بجائے رب پہ بھروسہ کر لیں تو یہ مایوسیاں اور ناکامیاں ختم ہو جائیں. مگر رب پہ بھروسہ تو ہماری تربیت کا حصہ ہی نہیں ہوتا."
ابیہا مدھم آواز میں بول رہی تھی. اور اسکے آنسو ایک تواتر سے بہتے چلے جارہے تھے.
"یہ فلسفے تم بول سکتی ہو کیونکہ تمہاری زندگی بہترین ہے مگر میرا دل ان فلسفوں سے نہیں بہل سکتا." نیہا نے کندھے اچکا کر کہا اور اٹھ کر گھر کے اندر چلی گئی تھی. دھندلی سی روشنی میں ابیہا کا وجود تنہا رہ گیا تھا.

"اف کن پینڈو اور جاہلوں میں رشتہ کر دیا ولی کا آپ نے آنٹی." شزاء نے ناک چڑھا کر کہا.
وہ سب ابھی گھر پہنچے تھے ولید کو ایک ضروری ای میل کرنا تھی سو وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا. جبکہ باقی سب سٹنگ روم میں براجمان تھے.
"میں نے نہیں کیا. یہ ولی کی اپنی پسند ہے." شکیلہ بیگم نے اپنے کانوں سے ننھے ننھے ہیرے کے ٹاپس اتارتے ہوئے جواب دیا.
"سیریسلی ممی! انتہا کی جاہل فیملی ہے ولی کی عقل پہ بھی پتھر ہی پڑ گئے ہیں." سکندر نے کہا
"ابیہا اچھی لڑکی ہے." روحینہ بولی.

"کم آن روحی! وہ لڑکی کہیں سے بھی ولی کے قابل نہیں لگتی. اور اچھی لڑکی سے کیا مراد ہے تمہاری. کیا دنیا میں اسکے علاوہ کوئی اور اچھی لڑکی نہیں ہے؟" شزاء نے نخوت سے کہا.

"بیٹا میں تو بچوں کی آزادی کی قائل ہوں جہاں ولید نے کہا وہاں کروادیا انکا نکاح. باقی کی زندگی تو انہوں نے ہی گزارنی ہے سو وہی جانیں." شکیلہ بیگم کے لہجے میں لاپرواہی تھی.

"بٹ ممی ایہا کے خاندان کو تو ہم اپنے حلقۂ احباب میں متعارف تک نہیں کرواسکتے اور اسپیشلی وہ لڑکی.. اسکا تو بالکل بھی ولی کیساتھ کوئی جوڑ نہیں بنتا." سکندر بولا.

"تو اور کیا. اتنے میک اپ جیولری اور زبردست ڈریس کیساتھ تو کوئی بھی لڑکی اچھی لگنے لگ جاتی ہے. شکل سے ہی وہ اتنی دبو سی لگتی ہے ایسے گھونگھٹ نکال کر بیٹھی ہوئی تھی کہ پتہ نہیں سب کے سب اسے کھا جائینگے. اوپر سے اتنی پینڈو فیملی.. مائی گاڈ.. مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ہی وحشت ہو رہی ہے کہ اب ان لوگوں کا ہمارے گھر بھی آنا جانا رہے گا." شزاء نے نخوت سے کہا تھا.

"ایکسکیوزمی شزاء بھابھی... یہ صرف آپکا نہیں میرا بھی گھر ہے. اور میری بیوی کا بھی." ولید اچانک ہی بولتا ہوا اندر آیا تھا. وہ شزاء کی گفتگو کا ایک ایک حرف سن چکا تھا.

"سو" شزاء نے لاپرواہی سے شانے اچکائے.

"سو یہ کہ میری بیوی کے متعلق زہر افشانیاں کرنا بند کردیں." وہ چبا چبا کر بولا.

"واٹ دا ہیل.. آسمان سے اتری حور پری ہے کیا تمہاری بیوی." شزاء تپ گئی تھی.

"جی بالکل.. جنت کی حور ہے وہ میری لیئے." وہ ایک بازو کمر کے پیچھے باندھے تن کر کھڑا تھا.

"واؤ واٹ آ جوک مڈل کلاس کی ایک عام سی شکل و صورت والی لڑکی نے کیپٹن ولید حسن کو اسطرح الو بنایا ہے کہ تمہیں وہ جنت کی حور لگنے لگی ہے واہ..." شزاء کا انداز مضحکہ اڑانے والا تھا.

"مڈل کلاس کی وہ عام سی شکل و صورت والی لڑکی حیا اور پاکیزگی میں بہت سوں سے ہزار ہا درجے بہتر ہے".

"ارے جاؤ یہ شرم و حیا کے ڈھکوسلے ان مڈل کلاس لڑکیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ہوتے ہیں امیر لڑکوں کو پھانسنے کیلیئے."شزاء نے حقارت آمیز انداز میں کہا.

"بھابھی پلیز." ولید نے ضبط سے کہا.

"کس قسم کی حیا کی بات کرتے ہو تم.. اگر ایسا با حیا ہے تو کیا ہم بے حیا ہیں..؟" شزاء بولی.

"اس بات کا جواب آپکو معلوم ہونا چاہیئے. اور آپکا لباس ہی سب کچھ بتانے کو کافی ہے."ولید کا لہجہ طنزیہ تھا.

"اوہ شٹ اپ... میں کیا پہنتی ہوں یہ میرا پرسنل میٹر ہے اور حیا تو دل میں ہوتی ہے." وہ

منہ بنا کر بولی.
"سوری ٹو سے بھابی لیکن حیا کے یہ اسٹینڈرڈز آپ نے خود بنائے ہیں اللہ نے نہیں".
"ولید..." شکیلہ بیگم نے اسے ڈپٹا.
"ایک سیکنڈ ممی.." اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش کروایا. "بھابھی ماڈرن ازم کے نام پہ دوپٹہ اتار کے الماری میں رکھ دینا اور خود کو عریاں کر کے یہ کہنا کہ حیا تو دل میں ہوتی ہے. تو بھابی میں ایسی منافقت کو نہیں مانتا." ولید کا لہجہ تلخ تھا.
"جسٹ شٹ اپ.. تم اس جاہل اور گھونگھٹ میں چھپی ہوئی لڑکی کی خاطر میری انسلٹ کر رہے ہو. شزاء سکندر کی.. میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی." شزاء پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے چلی گئی تھی.
"شیم آن یو ولید... وہ تمہاری بڑی بھابھی ہے کچھ تو تمیز ہونی چاہیئے تمہیں یا نئی نویلی بیوی نے سب کچھ بھلا دیا. اور ممی شزاء کیساتھ اسنے جو بکواس کی ہے ناں اسکی معافی اسے مانگنی پڑیگی." سکندر انگلی اٹھا کر وارننگ جاری کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا.
"کیا ضرورت تھی آپکو شزاء سے جھگڑا کرنیکی." شکیلہ بیگم بولیں.
"میں نے جھگڑا نہیں کرنا تھا مگر انکی باتیں ہی ایسی تھیں." ولید غصے سے بولا.
"آپکو برداشت کرنا چاہیئے تھا".

"میں اپنی بیوی کے متعلق کوئی فضول بات نہیں سن سکتا" وہ ہاتھ اٹھا کر قطیعت سے بولا.
"رہنے دیں ممی انکے اسٹینڈرڈز اب بہت ہائی ہوگئے ہیں.. ایک باحیا بیوی جو مل گئی ہے انہیں. ہونہہ. "اس سارے عرصے میں خاموش بیٹھی روحینہ یکدم بول اٹھی تھی اسنے لفظ 'باحیا' کو کافی چباچبا کر ادا کیا تھا اور پھر وہ وہاں رکی نہیں تھی. اسکے جاتے ہی ولید نے عجیب سی نظروں سے شکیلہ بیگم کیطرف دیکھا.
"ہمارے گھر کا اپنا ماحول ہے ولید ہم جاہل عورتوں کیطرح چادر میں لپٹ کر گھر کی چار دیواری میں قید ہوکر زندگی نہیں گزار سکتیں. افسوس کہ آپکے الفاظ کی تلخی نے آج سب کے دل توڑ دیئے ہیں. "شکیلہ بیگم نے ملامتی انداز میں کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی کمرے سے چلی گئیں.
چند گھنٹے قبل اک نئے رشتے میں بندھنے والے ولید نے اپنے خون کے رشتوں کا ایک بالکل نیا اور عجیب ترین روپ دیکھا تھا. وہ کمرے کے وسط میں بالکل تنہا کھڑا رہ گیا تھا.

اگلے روز اتوار کا دن تھا. نیہا نے صبح صبح واشنگ مشین لگالی وہ بھی اسکی مدد کرنے لگی. صحن میں ایک جانب واشنگ مشین چل رہی تھی تو ایک جانب میلے کپڑوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا. ایہا واشنگ مشین سے کپڑے نکالی جاتی اور نیہا واش بیسن پہ کھڑی تنھارتی جاتی عامر کو دھلے

کپڑے سوکھنے کیلیئے چھت پہ پھیلانے پہ معمور کیا گیا تھا بڑے دنوں بعد ان تینوں کی ہنسی اس چھوٹے سے آنگن میں گونج رہی تھی. امی اور دادو بھی صحن میں تخت پہ آ بیٹھیں. دفعتاً اطلاعی گھنٹی بجی تو عامر نے دوڑ کر گیٹ کھولا. ایبہا اور نیہا ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے اڑاتی ہنستی جا رہی تھیں جبھی عامر نے نعرہ لگایا. "ولید بھائی" اور یکلخت ان دونوں کی قل قل کرتی ہنسی میں بریک لگ گئی. ولید بے تکلفی سے گیٹ پار کر کے اندر آیا. نیہا تو جھپاک سے کمرے میں بھاگ گئی جبکہ وہ تو واش بیسن کے پاس بالکل کسی شہید کے مجسمے کیطرح ساکت کھڑی رہ گئی تھی. سیاہ کاٹن کی شلوار قمیض پہ دوپٹہ ندارد تھا بالوں کی لمبی چوٹی کو مروڑ کر جوڑے کی شکل میں لپیٹا ہوا تھا بالوں کی لٹیں چہرے کے اطراف جھول رہی تھیں اور قمیض کے گیلے دامن سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے. ولید عامر سے گلے مل کر چلتا ہوا صحن میں آیا. امی اور دادو سے سلام کر کے وہ وہیں تخت پہ بیٹھ گیا.

"ارے بیٹا ادھر کہاں بیٹھ گئے ادھر تو ان لڑکیوں نے کپڑوں کا پھیلاوا پھیلا رکھا ہے چلو چل کر ڈرائنگ روم میں بیٹھو." امی نے جلدی سے کہا مگر وہ تو مزے وہیں براجمان گردن موڑے بڑی دلچسپی سے اپنی نئی نویلی بیوی کی ہئیت کذائی کا جائزہ لے رہا تھا. تبھی نیہا اندر سے برآمد ہوئی انہی کپڑوں پہ بڑا سا سیاہ دوپٹہ نماز کے انداز میں لپیٹے ہوئے.

"اسلام علیکم !وہ مؤدب سے انداز میں بولی ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ایہا کی ہونق شکل دیکھ کر اسے شدت سے ہنسی آرہی تھی.

"وعلیکم سلام بہنا", ولید نے اٹھ کر اسکے سر پہ ہاتھ رکھا تھا.

"آپی جا چائے بنا." امی نے اسے گھر کا تو اسکا سکتہ ٹوٹا اور وہ اندر بھاگ گئی ولید کی پر شوق نظروں نے اسکا پیچھا کیا تھا.

"آنٹی میں ایہا کیلیئے ایک تحفہ لایا تھا اگر آپکی اجازت ہو تو میں اسے دیدوں؟"ولید نے امی سے ہوچھا.

"ارے بیٹا اب تو تمہاری بیوی ہے. تمہارا حق پہلے ہے" امی نے کہا. ولید مسکرایا.

"عامر یار میری گاڑی میں ایک گفٹ پیک رکھا ہے وہ لے آؤ."اس نے عامر کو گاڑی کی چابی تھماتے ہوئے ھدایت جاری کی تو وہ "جی بھائی جان" کہتا ہوا بھاگ کر گیٹ پار کر گیا.

"ولید بھائی آپ پلیز اندر چل کر بیٹھیں. یہاں سے مجھے صفائی بھی کرنی ہے" نیہا نے ولید سے کہا

"اوکے مگر میں ڈرائنگ روم میں نہیں بیٹھوں گا آنٹی کیونکہ اب میں مہمان نہیں ہوں."

اس نے اپنائیت بھرے لہجے میں امی کو مخاطب کیا تو وہ تو نہال ہی ہو گئیں تھیں.

"ہاں ہاں اب تو تم میرے بیٹے ہو. نیہا یہ پھیلاوا سمیٹ سارا باقی کپڑے کل دھولینا. آؤ بیٹا."

امی نیہا کو ھدایت دیکر ولید اور دادو سمیت اندر چلی گئیں تھیں. کچھ دیر بعد وہ سب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے. چائے کا دور چل رہا تھا. ولید نے ایہا کو امی کے سامنے ہی تحفہ تھمایا تھا جو کہ اسنے کھولے بناء ہی اپنے کمرے میں رکھدیا تھا.

"آنٹی میں ایہا کو کچھ دیر کیلیئے اپنے ساتھ باہر لیجاؤں؟" چائے ختم کرکے پیالی میز پہ رکھتے ہوئے ولید نے امی سے پوچھا.

"تمہاری بیوی ہے بیٹا شوق سے لیجاؤ مگر شام سے پہلے واپس چھوڑ جانا کیونکہ پھر اسکے ابو.." امی نے قصداً جملہ ادھورا چھوڑا.

"آپ فکر مت کریں آنٹی. اور ویسے یہاں آنے سے قبل میں انکل کی دکان پہ گیا تھا کافی دیر انکے پاس بیٹھا رہا تھا اور ایہا کو اپنے ساتھ باہر لیجانے کی اجازت ان سے میں نے لے لی تھی" ولید نے اطلاع دی.

"ٹھیک ہے بیٹا." امی مسکرائیں.

"چلیں ایہا" ولید نے اسکی طرف دیکھا.

"کپڑے تو بدل لو." نیہا نے مدھم مگر کڑے لہجے میں اس سے کہا.

"جی میں ابھی آتی ہوں." وہ نروس سے انداز میں کہہ کر اٹھ کے اپنے کمرے میں چلی گئی.

الماری میں ہینگ کئے ہوئے کپڑوں میں سے نیہا کا ایک سادہ سا سبز رنگ کا لمبا فراک نکال کر

پہنا. اس فراک کی آستینیں پوری اور چوڑی دار تھیں. اس نے ہمرنگ بڑا سا دوپٹہ سر پہ لپیٹ کر سینے اور پشت پہ پھیلا کر شانے پہ پن اپ کرلیا. آنکھوں میں کاجل ڈالا. اور پاؤں میں کتھئی رنگ کی دو پٹی چپل پہن کر کمرے سے باہر آگئی.

"چلیں." امی سے باتیں کرتا ولید اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا. اس نے اثبات میں سر ہلایا. ولید امی اور دادو کو اللہ حافظ کہنے لگا. نیہا اٹھ کر اسکے پاس آئی. "ذرا سا میک اپ تو کرلیتی اتنی پھیکی سی لگ رہی ہو." وہ اسکے قریب ہوتے ہوئے کڑک لہجے میں بولی.

"ایسے ہی ٹھیک ہے." وہ منمنائی. ولید امی دادو اور عامر کو الوداع کر کے اسکی طرف مڑا.

"چلیں", وہ ایکبار پھر بولا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے کمرے سے باہر نکل گئے.

"جب میں نے تمہیں پہلی بار اپنے گھر میں دیکھا تھا تو پتہ ہے مجھے کیا لگا تھا." گاڑی سڑک پہ رواں دواں تھی جب ولید نے اسے مخاطب کیا.

"کیا" اس نے پرشوق لہجے میں پوچھا.

"مجھے لگا تھا کہ ہمارے گھر میں کوئی چڑیل آگئی ہے" وہ شرارت بھرے انداز میں بولا تو اسکا منہ بن گیا.

"چڑیل کیوں."

"تمہارے بال جو اتنے لمبے ہیں اور اتنے لمبے بال تو چڑیلوں کے ہی ہوتے ہیں۔" وہ ہنوز شرارتی سے انداز میں بولا تو وہ ہنس دی۔

"میں بال کٹوا دیتی ہوں"۔

"نو...نیور۔" ولید نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ چڑیلوں کے ایسے بال ہوتے ہیں"۔

"بالکل۔ مگر مجھے یہ چڑیل بہت پیاری لگتی ہے" وہ بایاں ہاتھ اسٹیرنگ سے ہٹا کر اسکے سر پہ ہلکی سی چپت لگا کر محبت بھرے انداز میں بولا تھا۔ ایہا مسکرا دی۔

ایہا مسکرا دی۔ ولید کیساتھ وہ نامحسوس طور پہ بے تکلف ہوتی جا رہی تھی اور یہ نکاح کے مقدس اور مضبوط بندھن کا اثر تھا۔

"آئس کریم کھاؤ گی؟" ولید نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"نہیں مجھے آئس کریم نہیں اچھی لگتی۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"But I love ice cream."

"اچھا تو پھر آئس کریم ہی کھا لیتے ہیں۔" اس نے معصومیت سے کہا۔

"اوہو میری جان اتنی تابعداری بھی اچھی نہیں ہوتی۔ شوہر کے سامنے تھوڑے نخرے بھی دکھانے چاہیئں" وہ محظوظ ہونے والی مسکراہٹ کیساتھ بولا۔

"مطلب اگر آپکو آئس کریم کھانی ہے مگر میرا دل پیزا کھانے کو چاہ رہا ہے تو میں آپکو فورس کروں کہ ہر صورت میں پیزا ہٹ ہی چلیں؟" اس نے معصومیت سے پلکیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا تھا مگر آنکھوں میں شرارت تھی.

"بالکل وائفی پیزا ہٹ ہی چلیں گے." ولید نے تابعداری سے کہتے ہوئے اگلے موڑ پہ گاڑی گھما کر پیزا ہٹ جانیوالے راستے پہ ڈال دی.

"یار ایک بات بتاؤ. یہ تمہاری پھپھو اور زبیر ہمارے نکاح میں کیوں نہیں آئے؟" ولید نے چند ثانیے بعد سنجیدہ لہجے میں پوچھا.

"وہ پھپھو کی طبیعت نہیں ٹھیک تھی تو زبیر بھائی انکے پاس تھے ہاسپٹل میں. پھپھو کا بی پی شوٹ کر جاتا ہے اکثر." اس نے کمزور سے لہجے میں جھوٹ بولا تھا.

"اچھا اچھا. اللہ صحت دے انہیں." ولید نے سر ہلا کر نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا تھا حالانکہ ایہا کے لہجے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے کچھ چھپا رہی تھی مگر اس نے اس وقت زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا تھا. بقیہ راستہ خاموشی سے کٹا تھا. پیزا ہٹ کی پارکنگ میں گاڑی پارک کر کے وہ دونوں پیزا ہٹ کے اندر آبیٹھے. ولید نے بیرے کو آرڈر نوٹ کروایا اور اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا.

"یہ دیکھو. یہ دو ماہ پہلے کی پکچر ہے. تب ہم وزیرستان میں تھے." ولید نے موبائل کی اسکرین

اسکے سامنے کی. اس تصویر میں ولید کے ہمراہ دو اور فوجی بھی تھے. وہ تینوں آرمی کے فل یونیفارم میں تھے اور ان تینوں کے چہروں پہ گرد جمی ہوئی تھی بال الجھے ہوئے تھے مگر وہ مسکرا رہے تھے مسرور نظر آرہے تھے.

"وہاں کے حالات بہت خراب تھے مگر ہم نے ان لمحات کو بھی اپنے پاس محفوظ کرلیا تھا."، وہ ایک ایک تصویر آگے کرتی جارہی تھی اور ولید جیسے ماضی کے ان لمحات میں کھو سا گیا تھا... وہ لمحات جب اسکے شب و روز سنسناتی گولیوں اور بموں کی گھن گھرج کے درمیان گزرتے تھے.

"میں نے اپنے چھ انتہائی قریبی دوستوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گولیوں سے چھلنی ہوتے دیکھا ہے کتنے ہی ساتھیوں کی کٹی پھٹی لاشیوں کو اپنے ہاتھوں سے سمیٹا ہے.... ہاہ... بیا وطن کی محبت پاگل کردیتی ہے مگر یہ پاگل پن ہوش مندی سے کہیں افضل ہوتا ہے." وہ nostalgic سے انداز میں بول رہا تھا. سیاہ آنکھوں کے گوشوں میں نمی جھلکنے لگی تھی. ایہا نے موبائل اسکے ہاتھ پہ رکھا تو وہ چونک کر مسکرا دیا.

"میں پاکستان سے شدید محبت کا دعویٰ تو نہیں کرتی لیکن.. مجھے لگتا ہے کہ مٹی کی محبت ہمارے خمیر میں شامل ہے. جب جب وقت کی پکار پڑتی ہے تو ہم سب کے اندر کا سویا ہوا محب وطن انسان چاق و چوبند ہو کر وطن کیخاطر کٹ مرنے کو تیار ہو جاتا ہے." وہ مدھم لہجے

میں بولی تھی.

"اگر میں شہید ہو گیا بیا.. تو کیا تم دوسری شادی کر لو گی؟" ولید کا سوال بڑا اچانک سا تھا. ایہا کا دل ایک لمحے کو تو دھک سے رہ گیا تھا. اس نے بے اختیار ولید کے میز پہ دھرے ہاتھ پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھے.

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ولید.؟."

"آئم سیریس ایہا... شہادت میرا سب سے بڑا خواب ہے. کیا تم میرے اس خواب میں میری شریک نہیں بنو گی؟" وہ مضبوط لہجے میں پوچھ رہا تھا. ایہا نے تھوک نگلتے ہوئے ولید کے چہرے کیجانب دیکھا. وہ چہرہ اس لمحے اسکے محبتیں نچھاور کرنیوالے شوہر کا نہیں بلکہ ایک فرض شناس اور جذبہ قربانی سے سرشار فوجی کا تھا.

"ایہا! تم ایک بہادر فوجی کی بیوی ہو اور تمہیں ہر لمحہ وطن کی مٹی پر اپنے سہاگ کو قربان کرنے کیلیئے تیار رہنا ہے." اسنے اسکے ہاتھ نہ تھامے تھے وہ اسی طرح سنجیدہ اور مضبوط لہجے میں بول رہا تھا. ایہا نے سر جھکا لیا. تبھی ویٹر آکر میز پہ انکا آرڈر سجانے لگا. اسکے جانے کے بعد جب ایہا نے سر اٹھایا تو اسکی آنکھوں میں نمی کی چمک تھی.

"آپ میرے حوصلے کو کبھی پست نہیں پائیں گے ولید.. یہ ایک بہادر فوجی کی بیوی کا وعدہ ہے اور اگر آپ شہید ہو گئے تو میں کبھی دوسری شادی نہیں کرونگی کیونکہ شہید تو زندہ ہوتا

ہے ناں۔" مضبوط مگر بھرائے ہوئے لہجے میں بولتے بولتے لفظ شہید پہ آکر اسکے آنسو پلکوں کے بند توڑ کر گالوں پہ بہہ نکلے تھے۔ ولید نے اسکے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پہ سمیٹے اور اسکے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لئے۔

"تھینک یو ابیہا۔" وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔ چند ثانیے وہ دونوں نم آنکھوں سے اک دوسرے کیطرف تکتے رہے تھے۔

"چلو تمہارا پیزا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ اور یہ سارا تم نے فنش کرنا ہے۔" وہ موڈ کو خوشگوار بناتے ہوئے مسکرا کر بولا تو وہ بھی مسکرا دی۔

"میرے لئے ایک سلائس کافی ہے باقی آپ فنش کرینگے۔ آخر کو بہادر فوجی جو ہوئے۔" وہ مزے سے بولی۔

"فوجی ہوں پہلوان نہیں۔" وہ برجستہ بولا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے چھری سے پیزا کا سلائس الگ کرنے لگی۔

جھیل کے لہریں لیتے نیلے پانیوں پہ زندگی کیطرح ہچکولے کھاتی کشتیاں سست روی سے کنارے کیجانب رواں دواں تھیں۔ اور دور مارگلہ کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پہ سرمئی بادلوں کے پرے کے پرے اڑ رہے تھے۔ ڈھلتے ہوئے دن کے نسبتاً نرم مزاج سورج کی چمکیلی

شعاعوں میں جھیل کا پانی چمک رہا تھا. ایہانے ریلنگ پہ دونوں ہاتھ جما کر ذرا سا اونچا ہو کر جھک کے نیچے بہتے پانیوں کو پر شوق نظروں سے دیکھا. وہ دونوں پیزا ہٹ سے نکل کر لیک ویو پوائنٹ چلے آئے تھے.

"پانی سے ڈرتی ہو؟" ولید اسکے برابر ہی ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

"اونہوں. بالکل بھی نہیں" اس نے نفی میں سر ہلایا اور کارنس پہ پاؤں جما کر ذرا اور نیچے جھکی.

"گر جاؤ گی" ولید نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر تنبیہ کی.

"اور گر کر ڈوب جاؤنگی کیونکہ مجھے تیرنا نہیں آتا." وہ ہنس کے بولی.

"مجھے تو تیرنا آتا ہے ناں تو پھر تم کیسے ڈوب سکتی ہو." ولید نے اسے بازو سے تھام کر تمیز سے کھڑے رہنے پہ مجبور کیا تھا.

"ٹھیک ہے پھر میں چھلانگ لگا دیتی ہوں آپ مجھے بچا لیجیۓ گا." وہ بہت ایکسائیٹڈ اور خوش نظر آ رہی تھی

"میں خود ہی نہ اٹھا کر تمہیں جھیل میں پھینک دوں. بہت شوق ہو رہا ہے ناں ڈوبنے کا." وہ ذرا سا غصہ دکھا کر بولا.

"اچھا چلیں ناں بوٹنگ کرتے ہیں." اس نے فرمائشی انداز میں کہا.

"یار بالکل موڈ نہیں ہے".

"پلیز ناں ولید..." وہ لجاجت آمیز انداز میں بولی.

"نو." ولید نے نفی میں سر ہلایا.

"آپ فوجی ہو کر پانی سے ڈرتے ہیں" وہ کمر پہ دونوں ہاتھ ٹکائے بالکل لڑاکا بیویوں کے سے انداز میں اسے گھور رہی تھی .

"ڈرتا ورتا نہیں ہوں میں. بس اس وقت بوٹنگ کا موڈ نہیں".

"آئم شیور آپ ڈرتے ہیں" اس نے قطعیت سے کہا.

"اوکے چلو. لیکن اگر کشتی پہ بیٹھ کر تم نے رونا شروع کیا ناں تو میں واقعی تمہیں اٹھا کر پانی میں پھینک دونگا." ولید نے اسے وارننگ دے کر اسکا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا. وہ دونوں اس طرف نیچے کچے میں اتر آئے جہاں جھیل کنارے مختلف النوع کشتاں کھڑی رہتی تھیں اور سیاح انہیں کرائے پہ حاصل کر کے جھیل کا چکر لگاتے تھے. ولید نے ایک موٹر بوٹ حاصل کی اسکے مالک کو اپنا شناخت نامہ دکھا کر یہ یقین دلایا کہ وہ موٹر بوٹ بہترین طور پہ ڈرائیو کر سکتا ہے. مالک یہ جان کر کہ وہ فوجی ہے کافی مرعوب نظر آنے لگا تھا. وہ دونوں لائف جیکٹس پہن کر موٹر بوٹ میں آبیٹھے. ولید نے اسٹیرنگ سنبھال لیا جبکہ وہ اسکے عقب میں بیٹھ گئی. اور جلدی جلدی آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اور ولید کے اوپر پھونک ماری.

"دیکھیں بہت تیز مت چلایئے گا." اس نے جلدی سے کہا تب تک ولید بوٹ کو پانی میں اتار کر اسکا انجن اسٹارٹ کر چکا تھا.

"ڈرپوک" وہ باآواز بلند بولا تھا.

"جی نہیں.' وہ جواباً بولی. موٹر بوٹ مناسب رفتار سے چلتی رہی لیکن جھیل کے وسط میں پہنچ کر ولید نے اچانک اسکی رفتار بڑھادی تھی. اسنے تو گھبرا کر اسکی کمر تھام لی. بوٹ طوفانی رفتار سے پانی کی بوچھاڑیں اڑاتی جھیل کا چکر لگا رہی تھی اور ایہا کی بے ساختہ سی چیخیں ولید کو قہقہے لگانے پہ مجبور کر رہی تھیں.

"کتنا ڈرتی ہو تم." وہ موٹر بوٹ کے شور کے باعث گلا پھاڑ کر بولا تھا

"اف پلیز ولید.. رفتار کم کریں." اسنے جھلا کر اسکی پشت پہ مکا رسید کیا تھا. ولید نے ہنستے ہوئے بوٹ کو زاویہ قائمہ کی شکل میں جھکا کر واپسی کیلیئے موڑا تھا ایہا کے منہ سے ڈری ڈری سے چیخیں نکل گئیں. ولید محظوظ ہوا تھا. اللہ اللہ کر کے کنارے پہنچے ولید نے اسے ہاتھ پکڑ کر بوٹ سے اتارا وہ دونوں تقریباً بھیگ گئے تھے ولید نے لائف جیکٹس بوٹ کے مالک کے حوالے کیں اور دام چکا کر اسکی طرف پلٹ آیا.

"جی تو جناب اب بتائیں کہ کون ڈرتا ہے پانی سے؟" وہ بہت ہی دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ پوچھ رہا تھا.

"اف میرے تو پاؤں ابھی تک کانپ رہے ہیں." وہ پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولی.
"اچھا چلو چل کر کہیں بیٹھتے ہیں." ولید نے نرم لہجے میں کہہ کر اسکا ہاتھ تھاما. وہ دونوں چلتے ہوئے پھر سے پتھریلی طویل روش تک آئے اور روش کے کنارے کنارے لگے بینچوں میں سے ایک پے بیٹھ گئے.
"اگر میرا ہارٹ فیل ہوجاتا تو." وہ کچھ لمحوں بعد اپنا تنفس بحال کرکے بولی
"ہوا تو نہیں ناں"
"ہو بھی سکتا تھا".
"جو بات ہوئی ہی نہیں اسکے بارے میں سوچنا فضول." وہ لاپرواہی سے بولا.
"کتنے برے ہیں آپ." وہ بے اختیار ہی بولی. ولید ہنسنے لگا.
"اچھا اب مجھے گھر ڈراپ کردیں شام ہونیوالی ہے " وہ جلدی سے بولی.
"بیا... اتنی جلدی یار..." وہ منہ بنا کر بولا.
"ولید امی بہت خفا ہونگی. پلیز اٹھیں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی. تو وہ بھی کسلمندی سے اٹھا.
"یار دو دن بعد میں جارہا ہوں اور ان دو دنوں میں میں زیادہ سے زیادہ وقت تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں.' اسنے اسے کندھوں سے تھام کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا تھا ارد گرد سیر و تفریح کیلیئے آئے ہوئے بے فکرے لوگوں میں سے کچھ نے معنی خیز نظروں سے ان

دونوں کیجانب دیکھا تھا

"ابھی تو دو دن باقی ہیں. فی الحال چلیں" اس نے اسکے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹائے اور واپسی کیلیئے قدم بڑھا دیئے. ولید ٹھنڈی سانس بھرتا اسکے پیچھے ہولیا.

رات کو نماز عشاء سے فارغ ہو کر اس نے اپنے بیڈ پہ بیٹھ کر ولید کا دیا ہوا تحفہ کھولا. وہ ایک مشہور ترین برانڈ کا مہنگا ترین پن پیک لش لش کرتا موبائل تھا.

"واؤ کتنا پیارا موبائل ہے. ولید بڑا دیالو ہے بھئی." نیہا اسی لمحے کمرے آئی تھی اور آتے ہی اسکی نظر موبائل پہ پڑی تھی. ایہا نے موبائل کو آن کیا.

"دکھاؤ", نیہا نے وہ اسکے ہاتھ سے لے لیا.

'اف کتنا smooth touch ہے." وہ اسکی ایپس چیک کرتے ہوئے بولی.

"اسمیں سم بھی ہے ایہا." نیہا نے اسے بتایا.

"ہوں ولید کی ہی ہوگی." اس نے جواب دیا.

"اسمیں ولید کا نمبر بھی سیو ہے." نیہا نے اگلی اطلاع دی تھی.

"اسے کال کرتے ہیں." نیہا اسکے سامنے ہی بیٹھ گئی.

"نہیں یار رات کے بارہ بج گئے ہیں وہ سوگئے ہونگے"

"تو جاگ جائے ناں. ذرا تنگ کرنے میں کیا حرج ہے." نیہا ایکسائیٹڈ سی تھی.
"نہیں بس."اس نے موبائل اسکے ہاتھ سے لینا چاہا نیہا نے ہاتھ پیچھے کر لیا اسی چھینا چھپٹی میں ولید کو کال مل گئی تھی. جب موبائل ایہا کے ہاتھ میں آیا تب تک ولید کال اٹینڈ بھی کر چکا تھا..
"اف یہ کیا کردیا تم نے." وہ گھبرا کے بولی.
"بات کرلو ناں" نیہا نے اسے گھورا.
"کیا کروں." وہ سخت ہونق ہورہی تھی نیہا کا دل چاہا سر پیٹ لے.. ایہا کا... اسنے اسکا موبائل والا ہاتھ پکڑ کر اسکے کان سے لگادیا.
'ہیلو یار بولو بھی."دوسری جانب ولید بول رہا تھا.
"جی.. ولید وہ میں ایہا." وہ اٹکتے ہوئے بولی. نیہا نفی میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر اپنے بستر کی طرف بڑھ گئی
"جی جی آئی نو. یہ نمبر جو آپکے پاس ہے یہ میں نے اسپیشل آپکے لئے ہی نکلوایا تھا".
"اچھا".
"موبائل پسند آیا".
"جی لیکن آپ نے کیوں تکلف کیا میں ابو سے کہہ دیتی وہ لے دیتے مجھے موبائل." اسکی

بات پہ اپنا بستر درست کرتی نیہا نے اسے ایسے گھورا جیسے اسکی عقل پہ ماتم کر رہی ہو.

"تم میری بیوی ہو. میری ذمے داری ہو. تمہاری تمام ضروریات کا خیال رکھنا بھی اب میرا کام ہے ابو کا نہیں." اسکا لہجہ نرم تھا

"تھینک یو." وہ مدھم لہجے میں بولی.

"کم آن یار یہ فارمیلیٹیز غیروں میں ہوتی ہیں. اینڈ بائے داوے میں بہت گہری نیند سو رہا تھا".

"اوہ آئم سوری"وہ ندامت بھرے لہجے میں بولی.

"اوں ہوں.. ایسے تو معافی نہیں ملے گی آپکو" "پھر" وہ پزل سی ہوگئی. نیہا اب اپنے بستر پہ دراز ہوگئی تھی.

"صبح میں ڈرائیور کو بھیج دونگا. آپکو ادھر آکر مجھ سے ایکسکیوز کرنا پڑے گا.تب معافی ملے گی." وہ بڑے دلکش لہجے میں بول رہا تھا.

"مگر صبح تو منڈے ہے.. میں نے یونیورسٹی جانا ہے".

"تو چھٹی کرلینا ناں" نیہا نے اپنی آنکھوں سے بازو ہٹا کر کہا." یہ کس نیک انسان کی آواز تھی؟" ولید کی قابل رشک سماعت تک نیہا کا جملہ پہنچ گیا تھا.

"جی وہ نیہا ایویں ہی بول رہی ہے".

"ایویں تو نہیں بول رہی اتنی اچھی بات کہہ رہی ہے. میری بہن کو میری طرف سے تھینک یو بول دو".

"خود ہی بول دیں." اس نے کہہ کر موبائل نیہا کی جانب بڑھایا. نیہا نے موبائل اسکے ہاتھ سے تھام کر کان سے لگایا.

"جی اسلام علیکم ولید بھائی... جی جی... ہاہاہاہا..... میں بھی یہی کہہ رہی تھی اس سے کہ ایک دن کی چھٹی سے کوئی مصیبت نہیں آجاتی... جی ٹھیک ہے ناں.... پرسوں.. ہاں بیسٹ ہے. کہاں پر.... فارم ہاؤس واؤ... مجھے تو بڑا شوق ہے فارم ہاؤس دیکھنے کا... چلیں ٹھیک ہے. اوکے بائے." ہنس ہنس کے باتیں کرکے نیہا نے موبائل واپس اسکی جانب بڑھا دیا. اس نے موبائل تھام کر کان سے لگایا.

"جی".

"میری بہن تم سے زیادہ اچھی ہے." وہ اسے چھیڑ رہا تھا.

"اسمیں تو کوئی شک نہیں." وہ سنجیدگی سے بولی.

"اچھا خیر ہم نے یہ ڈیسائیڈ کیا ہے کہ پرسوں شام کو فارم ہاؤس میں ایک اچھی سی پارٹی کرینگے ہم سب." ولید نے اسے اطلاع دی.

"ہوں گڈ"

"اچھا یار صبح نو بجے ڈرائیور آپکو لینے پہنچ جائیگا سو تیار رہیئے گا. اور امی ابو سے میں خود اجازت لے لوں گا. بائے بائے. آئی ہیٹ یو." ولید نے شوخ انداز میں کہہ کر کال بند کر دی.
"آئی ہیٹ یو ٹو" اسنے فوراً سے میسیج ٹائپ کرکے اسکے نمبر پہ بھیج دیا.
"چڑیل" اسکا جوابی پیغام بھی فوراً سے پیشتر آیا تھا.
"گڈ نائٹ" اسنے میسیج کیا.
"گڈ نائٹ وائفی. لو یو سو مچ." اس کا جوابی پیغام اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا تھا. اسنے اٹھ کر کمرے کی بتی بجھائی اور بستر پہ لیٹ گئی.

وہ ابھی ابھی ولید کے گھر پہنچی تھی. شکیلہ بیگم سے ملاقات ہوئی جو آفس جانے کیلیئے تیار تھیں. اس سے سرسری سا مل کر انہوں نے اسے بتایا کہ ولید اور روحینہ اپنے اپنے کمرے میں ہیں. وہ اوپری منزل کے زینے طے کرنے لگی ابھی وہ آخری سیڑھی پہ پہنچی ہی تھی کہ سامنے سے تیز رفتاری سے آتے ولید سے ٹکراتے بچی.
"آپ کبھی بھی دیکھ کر نہیں چلتے کیا" وہ سخت جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولی.
"تو آپ اچانک سے سامنے کیوں آجاتی ہیں وائفی" وہ اسکا راستہ روکے کھڑا تھا.
"اچھا ہٹیں میں نے روحینہ سے ملنا ہے".

"اوہوں" اس نے نفی میں سر ہلایا.

"میں آنٹی کو آواز دونگی."اسنے اسے دھمکانا چاہا. مگر وہ ہنسنے لگا.

"ضرور دو آواز. بلکہ مل کر آواز دیتے ہیں. ممی....."ایہانے جلدی سے اسکے منہ پہ ہاتھ جماکر اسکی بلند پکار کا گلا گھونٹا.

"کیاہوا ابلانے دوناں ممی کو"وہ اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹاکر ہنستے ہوئے بولا وہ برا سا منہ بنائے ہوئے اسکی سائیڈ سے نکل کر اوپری منزل پہ آگئ. اور روحینہ کے کمرے کیجانب بڑھی.ولید نے تیزی سے پلٹ کر سرعت سے اسکا ہاتھ تھام لیان

"آپ نے مجھ سے ایکسکیوز کرنا تھا میڈم"

"آئم سوری." وہ لٹھ مار انداز میں بولی

"اس طرح ایکسکیوز کرتے ہیں شوہر سے."اس نے ناک بھوں چڑھا کر پوچھا. ایہانے اسکی طرف دیکھا.

"اوکے. پلیز مجھے معاف کر دیجیئے سرتاج." وہ شرارتی انداز میں اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی. گال کا بھنور گہرا ہو گیا تھا آنکھوں میں شرارتت ناچ رہی تھی. ولید نے دو قدم کا فاصلہ طے کرکے اسکے دونوں ہاتھ تھام کر اپنے سینے سے لگالئے تھے. وہ پلکیں جھکا گئی. دفعتاً بائیں بازو والے کمرے سے نائٹ ڈریس میں ملبوس جماہیاں روکتی شزاء باہر نکلی تھی ان دونوں

نے چونک کر اسکی طرف دیکھا. شزاء کی معنی خیز سی نظریں ان دونوں پہ تھیں. ولید نے بڑے غیر محسوس انداز میں اسکے ہاتھ چھوڑ دیئے.

"اسلام علیکم بھابھی!" وہ جلدی سے آگے بڑھی اسکا ارادہ تو معانقہ کرنیکا تھا مگر شزاء نے صرف ہاتھ ملانے پہ ہی اکتفاء کیا تھا.

"ہائے تم صبح صبح کہاں سے آگئی." وہ نخریلے سے انداز میں پوچھنے لگی.

"میں نے بلوایا ہے بھابھی." جواب ولید کیطرف سے آیا تھا.

"آئی سی. ویسے ایہاتم یہ ہر وقت ٹینٹ اوڑھ کر کیوں پھرتی ہو. ایٹ لیسٹ گھر کے اندر تو اسے اتار دیا کرو." شزاءنے ناقدانہ نظروں سے سر تاپا اسکا جائزہ لیتے ہوئے اسکی بڑی سی چادر پہ چوٹ کی تھی. ایہانے نروس سی ہو کر ولید کیجانب دیکھا جو بڑے بے تعلقانہ انداز میں دوسری طرف دیکھ رہا تھا.

"اینی وے لنچ کرکے ہی جانا اب. ایک تو پتہ نہیں یہ صدیقہ کہاں مر گئی ہے.. صدیقہ... صدیقہ میری بیڈ ٹی کہاں ہے" وہ کہتی ہوئی سیڑھیوں کیجانب بڑھ گئی. ولید پلٹ کر اپنے کمرے میں چلا گیا. ایہا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے. وہ ولید کے کمرے تک آئی. اور دروازے میں ہی رک گئی.

"مجھے واپس جانا ہے" وہ اس سے مخاطب ہوئی جو وارڈراب کھولے کھڑا تھا.

"کیوں" ولید نے پلٹ کے اسکی طرف دیکھا. وہ سر جھکائے اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی .
"بس میں نے گھر جانا ہے".
ولید چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور اسکے ہاتھ تھام کر اسے اندر لایا.
"یہ جو شزاء بھابھی جیسے لوگ ہوتے ہیں ناں انکی فضول باتوں کو دل پہ نہیں لیتے." وہ نرم لہجے میں بولا تھا.ابیہا کی پلکوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے.
"آپ نے انہیں کچھ کہا بھی نہیں." اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا.
"ابیہا میں ہر وقت تمہارے بی ہاف پر لوگوں کو منہ توڑ جواب دینے کیلیئے تمہارے ساتھ موجود نہیں رہ سکتا. تمہیں خود کو اسٹرونگ بنانا ہوگا.اس قسم کے دل شکن رویے تمہیں میرے خاندان میں قدم قدم ملیں گے.اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم سب کو کیسے ٹیکل کرتی ہو. میں تو ہر وقت یہاں نہیں ہوتا." وہ ملائم لہجے میں بول رہا تھا. ابیہا نے سر جھکا لیا.
"میں اسٹرونگ نہیں ہوں... میں نے بچپن سے صرف تنقید کا سامنا کیا ہے... مجھے خود کو ڈیفینڈ کرنا نہیں آتا." وہ رکے رکے لہجے میں بولی.
"تو سیکھو... یہ دنیا دبنے والوں کو اپنے قدموں تلے روند دیتی ہے مگر جو اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تن جاتے ہیں انکی یہ بہت عزت کرتی ہے".
"ولید پلیز مجھے گھر چھوڑ آئیں." وہ رو پڑی تھی. ولید نے نرمی سے اسے بانہوں میں بھر لیا.

"میرے سامنے بہالو جتنے آنسو بہانے ہیں. مگر میرے لاہور جانے کے بعد تم نہیں روؤ گی"
وہ اسکا سر سہلاتے ہوئت محبت سے کہہ رہا تھا. ایہا کے آنسو اسکی شرٹ بھگوتے رہے.
"اچھا بس اب چپ... بہت زیادہ رونے سے نظر کمزور ہو جاتی ہے اور تم عینک میں بالکل اچھی نہیں لگو گی" وہ اسے کندھوں سے تھام کر خود سے الگ کرتے ہوئے شرارت آمیز لہجے میں بولا تو وہ گیلے چہرے کیساتھ بے ساختہ ہنس پڑی. وہ دھوپ چھاؤں سا منظر ولید نے بڑی دلچسپی سے دیکھا تھا.
"میں تیار ہو جاؤں پھر باہر چلتے ہیں. میں نے سوچا آج ذرا لگے ہاتھوں مری گھوم آتے ہیں"
وہ کہتے ہوئے وارڈراب کیجانب بڑھ گیا.
"مری.."وہ از حد حیرت سے بولی.
"جو مری.." ولید کا مختصر سا جواب تھا.
"اتنی دور"...
"صرف ایک گھنٹے کی ڈرائیو ہے محترمہ... یہ شرٹ کیسی ہے"ولید نے نارمل سے انداز میں کہتے ہوئے ہینگ کی ہوئی بلیک ڈریس شرٹ اسکے سامنے لہرائی.
"اچھی ہے." وہ بولی. وہ سر ہلاتا ہوا واش روم میں گھس گیا.
وہ پلٹ کر کمرے سے باہر آئے اور کچھ جھجھکتے ہوئے روحینہ کے کمرے کے دروازے پہ

دستک دی. چند لمحوں بعد روحینہ نے دروازہ کھولا تھا. وہ یونیورسٹی جانے کیلیئے تیار نظر آرہی تھی.

"اسلام علیکم!" ابیا گرمجوشی سے اس سے گلے ملی تھی.

"وعلیکم سلام" تم صبح صبح کدھر." روحینہ کے انداز میں ازلی گرمجوشی مفقود تھی.

"جی ولید نے ڈرائیور بھیج کر بلوالیا. آپ یونیورسٹء جارہی ہیں کیا" اس نے بے تکلفی سے اسکے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا.

"ہاں بس نکلنے ہی لگی ہوں بہت ضروری پریزینٹیشن ہے آج. تم لنچ کر کے ہی جانا اب.. اللہ حافظ." وہ اپنا بیگ اور موبائل اٹھا کر کمرے سے نکل گئی تھی. ابیہا کچھ نا سمجھی کے عالم میں کمرے میں کھڑی رہ گئی تھی.

اونچے اونچے گل پوش پہاڑوں کی چوٹیوں پہ سنہری دھوپ بکھری ہوئی تھی. چیڑ کے درختوں کی قطاریں کی قطاریں جیسے آسمان کو چھو رہی تھیں. خزاں کی آمد آمد تھی اور درختوں سے جھڑے سنہرے پتے سبز گھاس پہ بکھرے پڑے تھے. بڑی خوشگوار سی خنکی نے مری کی خوبصورت فضا میں بسیرا کر رکھا تھا. وہ دونوں ایک سرسبز چٹان پہ قدرے اونچائی تک پہنچ کر تھک کے ایک نسبتاً سپاٹ جگہ پر ایک گھنے درخت کے سائے تلے بیٹھ

گئے. ایبہانے اپنی سیاہ چادر کو پیشانی تک کھینچا اور اپنے سامنے گھاس پہ نیم دراز ولید کیطرف دیکھا. وہ سر کے نیچے ہاتھوں کا تکیہ بنائے نیلے افق پہ نظریں گاڑے ہوئے تھا. سیاہ ڈریس شرٹ کیساتھ اس نے جینز کی پینٹ پہن رکھی تھی. شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑ رکھی تھیں اور کالر کے پہلے دو بٹن کھلے ہوئے تھے. اسکی سفید رنگت پہ ہلکی سی سرخی دوڑ گئی تھی اور پسینے میں بھیگے بال پیشانی پہ چپکے ہوئے تھے. سیاہ آنکھوں میں نیلے آسمان کا عکس تھا ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی... بلاشبہ ولید حسن قدرت کی صناعی کا ایک بہترین شاہکار تھا. وہ بے خودسی اسے تکتی گئی. ولید نے اسکی نظروں کا رتکاز محسوس کرکے نظروں کا زاویہ تبدیل کرکے اسکی طرف دیکھا

"کیا ہوا" وہ مسکرایا.

"کچھ نہیں." وہ نظریں جھکا گئی. اپنی نظروں جی چوری پکڑی جانے پہ اسکے گالوان پہ حیا آمیز سرخی پھیل گئی تھی.

"کیا سوچ رہی ہو؟" وہ نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا.

"آپ پرسوں چلے جائینگے" اس نے اداسی سے کہا

"جانا تو ضروری ہے مگر میں تم سے رابطے میں رہونگا"

"روز کال کرینگے؟"

"نہیں.. روز تو ممکن نہیں ہو سکے گا. مگر جب وقت ملے گا اور حالات موافق ہونگے تو میں تم سے ضرور بات کرونگا." ولید نے سنجیدگی سے کہا تھا. اسی لمحے ہوا کے جھونکے سے ان پہ سایہ فگن درخت سے خزاں رسیدہ پتے جھڑنے لگے. ایک سنہرا پتا ایہا کی گود میں آگرا تھا. ایہا نے اسے ہاتھ میں پکڑا. اسے یوں لگا جیسے یہ رنگ اڑا پتا اسکی زندگی میں آنیوالی خزاں کی نوید تھا.

"بہار کی مدت قلیل بھی ہو پھر بھی اسکا احساس اور خوشبو سارا سال ہمارے ساتھ رہتی ہے" ولید نے وہ پتا اسکے ہاتھ دے لیکر ہوا میں اچھال دیا. ایہا نے اسکی طرف دیکھا.

"آپ نے مجھ سے نکاح کیوں کیا؟."

"کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں.".

"محبت کیوں کرتے ہیں؟"

"کیونکہ تم مجھے اچھی لگتی ہو".

"اچھی کیوں لگتی ہوں؟"

"اچھی کیسے ہوں؟"

"یہ جو تمہاری حیا اور پاکیزگی ہے ناں.. یہ بہت انمول ہے" ولید کا لہجہ بہت سنجیدہ تھا. ایہا کو اس جواب کی توقع نہ تھی. وہ سمجھ رہی تھی کہ شاید وہ اسکے بالوں یا ڈمپل کو محبت کی وجہ

بتائے گا کیونکہ اسے ہمیشہ سے یہی لگتا تھا کہ اسمیں بس یہی دو چیزیں حسن کے مروجہ معیار پہ پوری اترتی تھی. مگر ولید کے جواب پہ وہ حیران سی ہوگئی تھی. وہ کچھ نہ کہہ سکی. ولید گہری سانس لیکر اٹھ بیٹھا. وہ ست جھکا کر گھاس نوچنے لگی. چند لمحے خاموشی کی نذر ہوگئے. ہوا کی سرسراہٹ اور پرندوں کی چہچہاہٹ نے ماحول پہ ایک عجیب سا سحر طاری کردیا تھا.

"بیا... کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟" ولید نے اچانک ہی پوچھا تھا. ایہانے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا. اسکی سیاہ آنکھوں میں اظہار سننے کی تمنا تھی. اسنے نگاہیں جھکا لیں "بیا.." اس نے پھر اسے پکارا. ایہانے مدھم سی مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے اپنے شوہر کے شانے سے سر ٹکا دیا. بڑا خوبصورت سا اظہار تھا. ولید نے اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیکر اپنا ست اسکے سر سے ٹکا دیا. ہوا کا تیز جھونکا آیا تھا اور ان دونوں پہ خزاں رسیدہ پتوں کی بارش سی ہونے لگی تھی.

فارم ہاؤس میں ایک چھوٹی سی فیملی گیٹ ٹو گیدر کا سماں تھا. فضا میں باربی کیو اور مختلف پرفیومز کی ملی جلی خوشبوئیں چکراتی پھر رہی تھیں. امی ابو دادو اور شکیلی بیگم ایک جانب رکھے صوفوں پہ بیٹھے ہوئے تھے. ڈیک پر ہلکا سا میوزک چل رہا تھا. ایک جانب باربی کیو کا انتظام کیا گیا تھا

اور سکندر ولید اور عامر وہیں مصروف تھے. ایہا اور نیہا فارم ہاؤس کا ایک چکر کاٹ کے آئی تھیں. جبکہ روحینہ اور شزاء قدرے دور چند کمروں پہ مبنی رہائشی حصے میں تھیں.

"ایہا جایئے بیٹا شزاء اور روحی کو بلا لائیں انکو کہیں کہ سب کے ساتھ آکر بیٹھیں." شکیلہ بیگم نے اسے دیکھتے ہی کہا تھا تو وہ سر ہلاتی رہائشی عمارت کیجانب بڑھی. دو کمرے چوکیدار کے تصرف میں تھے جبکہ ایک بڑا اور لگ ژری انداز میں سجا ہوا کمرہ شکیلہ بیگم اور انکے بچوں کیلیئے مختص تھا. ایہا نے اسی کمرے کے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور اندر داخل ہوئی. روحینہ اور شزاء بیٹھی باتیں کر رہی تھیں. اسکی آمد پہ اسکی جانب متوجہ ہو گئیں. شزاء نے آج سرمئی رنگ کے لوز ٹراوزر کیساتھ سرمئی ہی بغیر آستینوں والی شرٹ پہن رکھی تھی بالوں کو اسٹریٹ کر کے دائیں شانے پہ ڈالا ہوا تھا جبکہ بالکل ہلکا ہلکا میک اپ بھی کر رکھا تھا. جبکہ روحینہ نے ٹائیٹ جینز کے ساتھ اسٹائلش سی سفید کرتا اسٹائل شرٹ پہن رکھی تھی دوپٹہ ندارد تھا لمبے بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی آگے ڈال رکھی تھی اور اسنے ہلکا ہلکا اور نہ نظر آنے والا میک اپ کر رکھا تھا.

"ارے آپ لوگ ادھر کیوں بیٹھے تھے. چلیئے ناں باہر سب بہت انجوائے کر رہے ہیں." وہ بے تکلفی سے بولی تھی.

"ہم یہیں ٹھیک ہیں." شزاء نے تکلف آمیز انداز میں جواب دیا تھا.

"آپ تو چلیں ناں روحینہ. مجھے آپکے بناء بالکل مزا نہیں آتا." اس نے بڑے مان بھرے انداز میں روحینہ کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھانا چاہا تھا مگر روحینہ نے سختی سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا.

"پلیز ایبھا... تم پہ یہ امیچیور حرکتیں بالکل سوٹ نہیں کرتیں." وہ سرد مہری سے بولی تھی.

"بالکل جیسی ہو ناں ویسی ہی رہو اپنی اوقات مت بھولا کرو. تم ولید کی بیوی ضرور ہو مگر ولید کے گھر کی عورتوں کی برابری کبھی نہیں کر سکتی. ناؤ پلیز لیو." شزاء کا انداز بہت اہانت آمیز تھا. ایبھانے ڈبڈبائی آنکھوں سے روحینہ کیطرف دیکھا جو اس وقت کتنی اجنبی سی نظر آرہی تھی.

"جاؤ پلیز" وہ بھی ہاتھ ہلا کر جان چھڑوانے والے انداز میں بولی. وہ شاکڈ سی چلتی کمرے سے باہر آئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہیں کھڑی ہو گئی. اسے ابتک یقین نہیں آرہا تھا کہ روحینہ جو اسکی بہترین دوست تھی وہ اسطرح بدل جائیگی.

"بیا..." ولید اسے پکارتا ہوا ادھر ہی آرہا تھا. اسنے جلدی سے آنکھیں صاف کیں.

"کیا ہوا؟" وہ اسکے عین سامنے آکر رک گیا.

"کچھ نہیں وہ روحینہ اور شزاء بھابھی آرہی ہیں کچھ دیر تک" وہ کہہ کر تیزی سے اسکی سائیڈ سے ہو کر چلی گئی تھی. ولید کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا.

"یہاں کیوں بیٹھے ہو آپ لوگ. اگر آہی گئے تو سب کے ساتھ بیٹھو. یہ کتنی بداخلاقی ہے کہ

مہمان باہر بیٹھے ہیں اور میزبان نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی ہوئی ہے۔" اس نے اندار آتے ہی ان دونوں کو لتاڑا تھا۔

"تم ہوناں میزبان۔ ہماری کیا ضرورت وہاں بھلا۔" شزاء نے طنز کیا تھا۔

"اٹھو روحی۔" ولید نے روحینہ کو مخاطب کیا۔

"پلیز ولی بھیا... اپنے اس جاہل سسرال کے سامنے حاضری لگوانے پہ مجھے مت کریں۔ جائیں اور خود جاکر کمپنی دیں۔" روحینہ کے تیور وانداز آج بالکل بدلے ہوئے تھے۔ ولید نے ایک گہری نظر ان دونوں پہ ڈالی اور "اوکے" کہہ کر کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ یہاں اب باربی کیو اختتامی مراحل میں داخل ہوچکا تھا۔ وہ ایک جانب گھاس پہ بیٹھ کر اپنی جیب سے نائن ایم ایم کا پستول نکالکر اسکا دستہ زمین پہ مارنے لگا۔ کسی بھی سوچ یا ٹینشن میں اضطراری انداز میں پہ اسکا gesture ہوا کرتا تھا کہ جو بھی چیز اسکے ہاتھ میں ہوتی اسے زمین یا میز پہ ہولے ہولے مارنے لگتا تھا۔ کچھ ہی فاصلے پہ ایہا شکیلہ بیگم کیساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ آج اس نے ہلکے سبز رنگ کی کھلی سی شلوار کیساتھ گہری نیلی شارٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ آج اسنے بڑی سی چادر کی بجائے سر پہ اسکن کلر کا اسٹالر لپیٹ رکھا تھا۔ اور سوٹ کا ہمرنگ بڑا سا دوپٹہ اچھی طرح سینے پہ پھیلا کر شانوں پہ پن اپ کر رکھا تھا۔ وہ بلاشبہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔ شکیلہ بیگم سے باتیں کرتے وقت ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی۔ گال کا بھنور بڑا گہرا ہو رہا تھا۔ مگر

اتنے فاصلے سے بھی ولید اسکی آنکھوں میں چھپے ملال کو بڑی اچھی طرح سمجھ رہا تھا.

رات کے ڈیڑھ بجے ولید نے روحینہ کے کمرے کے دروازے پہ ہلکی سی دستک دی اور پھر ہینڈل گھما کر اندر داخل ہوا. اس وقت گھر کے تمام نفوس اپنے اپنے کمروں میں سو چکے تھے. روحینہ بھی شب خوابی کے لباس میں آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھا رہی تھی. اس نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا.
"آیئے ولی بھیا. کوئی کام تھا کیا؟" اسنے مسکرا کر پوچھا.
"نہیں تم سے ملنے آیا ہوں." ولید نے جواباً مسکرا کر کہا. روحینہ نے اپنے بال پونی میں باندھے اور برش ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھ کر پلٹی.
"تو صبح مل لیتے"
"صبح وقت کم ہے. میں نے سوچا ابھی ہی مل لوں." ولید نے کہتے ہوئے اسکے سر کو نرمی سے تھپتھپایا تھا. "میری پیاری بہنا اگر اپنے بھیا کیطرف سے دل میں کوئی خفگی ہے تو اسے ختم کر ڈالو کیونکہ تمہارا یہ بھائی تو اندھیری رات کا مسافر ہے نجانے واپس لوٹے بھی یا نہیں." بولتے بولتے ولید کا لہجہ بھیگ گیا تھا. روحینہ بھی "ولی بھیا" کہہ کر اسکے سینے پہ سر رکھ کر رونے لگی. ولید نے اپنی ننھی سی بہن آنسوؤں کو اپنے دل پہ گرتے محسوس کیا تھا. اسکی سیاہ

آنکھوں سے بھی دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے.

"میں جانتا ہوں تم مجھ سے خفا ہو مگر اپنوں سے خفگی چھپائی تو نہیں جاتی ناں میری گڑیا. اپنوں سے تو شکوے کیئے جاتے ہیں." وہ محبت سے بول رہا تھا. روحینہ نے سر اٹھا کر بھیگی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا .

"میں آپ سے خفا نہیں ہوں مگر مجھے آپکی اس دن کی باتوں نے بہت ہرٹ کیا تھا. آپ نے اس طرح فوراً سے ایبہا سے ہم سب کا مقابلہ کر کے اسے بہترین قرار دیدیا تھا. مجھے بہت دکھ ہوا تھا." وہ ولید سے زیادہ دیر تک اپنے دل کی کوئی بھی بات چھپا نہیں سکتی تھی.

"وہ سب تو میرے خیالات تھے ناں روحی... صرف مجھ سے خفا ہوتی ناں تم... اپنی دوست کیساتھ رویہ بدل لیا تم نے." ولید اب سنجیدہ نظر آرہا تھا.

"اسنے مجھ سے میرے ولی بھیا چھین لئے ہیں".

"روحی تم اسکو مجھ سے زیادہ بہتر طور جانتی ہو. کیا تمہیں لگتا ہے کہ وہ کسی کو کسی سے چھین سکتی ہے؟ اور روحی میری اس روز کی کوئی بات بھی اگر غلط ہے تو پوائنٹ آؤٹ کرو. تم جانتی ہو مجھے اچھی طرح جانتی ہو.. میں نے کبھی ٹین ایج میں بھی فلرٹ کرنیکی روش نہیں اپنائی تھی کیونکہ مجھے یہ سب اور ایسی لڑکیاں کبھی ایٹریکٹ نہیں کی. میرا آئیڈل ایبہا جیسی باکردار لڑکی ہی تھی".

"لیکن کیا میں علیشا شزاء بھابھی بدکردار ہیں." روحینہ نے اسکی بات کاٹی.
"نو.. لیکن کیا حیا کے پیمانوں پہ تم تینوں پوری اترتی ہو روحی... کبھی سوچا ہے کہ جب بناء دوپٹے اور آستینوں کے لباس پہن کر ایک گیٹ ٹو گیدر میں جب تم لوگ آتی ہو تو وہاں موجود ہر نامحرم مرد کی نظریں تم لوگوں کا طواف کرتی ہیں. وہ توصیفی نظریں نہیں ہوتیں روحی.. وہ شیطان کی نظریں ہوتی ہیں کیونکہ جب کوئی عورت بے پردہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اسے نامحرموں کیلیئے اٹریکٹو بناتا ہے....روحی.... تم نے ایک لمحے میں ایبہا کو توریجیکٹ کرکے اسکی عزت نفس کو مجروح کردیا مگر کیا یہ سب تمہیں اللہ کی نظر میں سرخرو کردے گا.. میری باتیں تمہیں تلخ ضرور لگیں گی مگر یہی سچ ہے. اور ہاں ایبہا کو پہنچنے والے ہر دکھ کا مداوا تو میری محبت کردیگی مگر تمہاری دوستی کا کیا ہوگا روحی... تم ایک مخلص دوست کو کھو کر خالی ہاتھ ہی رہ جاؤ گی." ولید کا لہجہ بہت نرم تھا. اور وہ اپنی بات مکمل کرکے وہاں رکا نہیں تھا بلکہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا تھا. روحینہ کی سبز آنکھوں میں شام اتر آئی تھی.

ولید نے دیوار گیر گھڑی پہ ڈالی اور اپنے بھیگے بال تولئے سے رگڑتا ہوا آئینے کے سامنے آکھڑا. اسکی فلائیٹ نو بجے کی تھی اور اس وقت ساڑھے چھ بج چکے تھے. گزشتہ رات اس

نے ایبہا سے وعدہ لیا تھا کہ وہ ائیرپورٹ ضرور آئیگی اور اس وقت روانگی کیلیئے تیار ہوتے ہوئے بھی اسکا دھیان بار بار ایبہا کیطرف چلا جاتا تھا. بال بنا کر اسنے خود پہ پرفیوم اسپرے کیا جوتے پہنے اور اپنا چھوٹا سا سفری بیگ بیڈ پہ رکھا. اور وارڈروب کیطرف بڑھ گیا. اسمیں اپنے کچھ ضروری کپڑے نکال کر بیڈ پہ ڈھیر کر دیئے. لاہور میں اسکا قیام میس میں ہی ہونا تھا اسلیئے وہ ساتھ مختصر ترین اور اشد ضروری سامان ہی لیکر جارہا تھا. وہ شرٹس تہہ کرکے بیگ میں رکھنے لگا جب دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی.

"آجاؤ." وہ مصروف سے انداز میں بولا.

"اسلام علیکم!" ایبہا کی مترنم سی آواز پہ وہ بے اختیار چونک کر مڑا. آف وائیٹ سلک کی گھیر دار شلوار پہ آف وائیٹ ہی شارٹ شرٹ پہنے سر پہ آف وائیٹ حجاب لپیٹے اور سوٹ کا میچنگ ستاروں سے بھرا. آف وائٹ بڑا سا دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے وہ بہت فریش اور کھلی کھلی سی لگ رہی تھی.

"وعلیکم اسلام! واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز یار." وہ چمکتی مسکراہٹ کیساتھ بولتا اسکے مقابل آکھڑا ہوا. ایبہا کے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی. اور آنکھوں میں الوہی سی چمک.

"آپکی پیکنگ ہوگئی".

"بس آل موسٹ ہوگئی ہے. تم یہ بتاؤ انکل آنٹی بھی آئے ہیں".

"نہیں وہ ڈائیریکٹ ائیرپورٹ آئینگے. مجھے تو روحینہ نے گاڑی بھیج کر بلوالیا".
"روحی دنیا کی بیسٹ سسٹر ہے." ولید ہنسا تھا.
"میں آپکی پیکنگ کر دیتی ہوں." وہ کہتی ہوئی بیڈ کیطرف بڑھی اور اسکی شرٹ اٹھا کر تہہ کرنے لگی ولید چلتا ہوا اسکے پاس آرکا. اور اسے پیکنگ دیکھتا رہا. اس وقت وہ ایک پرفیکٹ بیوی لگ رہی تھی.
"لاہور آؤگی مجھ سے ملنے؟" اس نے چند لمحوں بعد مدھم آواز میں پوچھا. بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے وہ بے اختیار ہنس پڑی.
"ابھی آپ خود تو لاہور پہنچے نہیں اور مجھے انوائیٹ کر رہے ہیں." اس نے ذرا سا رخ موڑ کر اسکی طرف دیکھا. ولید نے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیئے.
"وہاں پہنچ کر انوائیٹ کرونگا تو آؤگی؟"
"پتہ نہیں." اس نے شانے اچکائے.
"اچھا سنو چھوڑو پڑھائی, میرے ساتھ ہی چلو." ولید نے ذرا سا جھک کر اسکی آنکھوں میں جھانکا تو وہ پلکیں جھکا گئی. "نکاح تو ہمارا ویسے بھی ہو چکا ہے اب یہ مہندی بارات وغیرہ کے جھنجھٹ میں پڑنے کا کیا فائدہ".
"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ." وہ جھینپ گئی.

"آئم سیریس".

"میری پڑھائی کا کیا ہو گا".

"وہاں مائیگریشن کروالیں گے ناں." اسکے پاس تو جیسے ہر بات کا جواب تھا.

"اور گھر والوں سے کیا کہیں گے؟"

"گھر والوں کو نہیں بتائینگے ناں چپکے سے بھاگ چلتے ہیں." وہ رازدارانہ انداز میں بولا. ایہانے پوری آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا. ولید کی آنکھوں میں شرارت تھی.

"میرا ہاتھ چھوڑیں میں نے نیچے جانا ہے" اس نے اسکی نرم گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑوائے."سب ناشتے پہ ویٹ کررہے ہیں".

"اور میں جو دو سال تمہارا ویٹ کرتا رہوں گا." ولید نے اصرار کیا.

"ولید".

"ولی... ولی کہتے ہیں مجھے سب".

"وہ تو پیار سے کہتے ہیں ناں".

"تو کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتیں؟"

"نو" نفی میں سر ہلا کر اسکی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھی. ولید نے سرعت سے اسکا بازو تھام کر اسے اپنے مقابل کیا.

"تم مجھ سے پیار نہیں کرتی؟" اس نے جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا. وہ پزل سی ہوگئی.

"بازو چھوڑیں".

"پہلے میری بات کا جواب دو." وہ سابقہ لہجے میں بولا تھا.

"اچھا کرتی ہوں پیار آپ سے. اب میرا بازو چھوڑیں." اس نے بالآخر ہتھیار ڈالے. ولید کے ہونٹوں پہ بڑی بھرپور سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

"پھر چلوناں میرے ساتھ." اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا.

"ولید." اس نے اسے شاکی نظروں سے گھورا.

"ولی." ولید نے اسے گھورا.

"اوکے.. ولی... پلیز چلیں ناشتے پہ سب ہمارا ویٹ کر رہے ہیں".

"اف فوہ... اوکے بابا جاؤ تم میں آتا ہوں." ولید نے جھنجھلا کر اسکا بازو چھوڑ دیا. وہ تیزی سے دروازے کیطرف جھپٹی.

"اے سنو" ولید نے اسے عقب سے پکارا تو وہ رک کر پلٹی.

"ایک الوداعی hug تو بنتا ہے ناں." وہ شرارت آمیز لہجے میں بولا تھا. ایہانے اسے گھورا. ولید نے مسکرا کر اپنے بازو وا کر دیئے تھے. ایہا کو لگا جیسے وقت رخصت آگیا ہے.. وہ بے

اختیار بھاگ کر اسکے کھلے بازوؤں میں سما گئی تھی.

تجھ سے لفظوں کا نہیں روح کا رشتہ ہے میرا
تو میری سانس میں تحلیل ہے خوشبو کیطرح

اور پھر وہ چلا گیا تھا. ائیر پورٹ پہ امی ابو دادو اور عامر بھی آئے تھے. جاتے سمے اس نے ابیہا کا ہاتھ تھام کر اسکی جانب مسکرا کر دیکھا تھا. وہ بھی جواباً مسکرائی تھی. وہ کچھ کہے بناء جانے کیلیئے پلٹ گیا تھا. وہ اسے دیکھے گئی تھی یہاں تک کہ آنکھوں میں جمع ہوتے پانی نے اسکے وجود کو دھندلا دیا تھا. دل میں سوگوار سی اداسی ڈیرے جمانے لگی تھی. گھر آکر بھی وہ وقفے وقفے سے چھپ چھپ کر آنسو بہاتی رہی تھی. دوپہر کے کھانے کے بعد وہ لوگ ابھی قیلولہ کرنے اپنے اپنے کمروں میں بھی نہ گئے تھے کہ نبیلہ چچی, زاھدہ ممانی اور رضیہ تائی آدھمکی تھیں. رسمی گفتگو کے بعد رضیہ تائی جو کہ خاندان بھر میں تدبر والی خاتون سمجھی جاتی تھیں امی سے مخاطب ہوئیں.

"پھر کیا سوچا ہے تم نے عابدہ؟"

"کس بارے میں آپا" امی نے حیرت سے پوچھا. رضیہ تائی دراصل ابو کے تایازاد کزن کی

بیوی تھیں. ابو اور پھپھو صرف دو ہی بہن بھائی تھے مگر خاندانی بانڈنگ اتنی مضبوط تھی کہ کزنز کو بھی بہن بھائیوں کا درجہ ہی دیا جاتا تھا.
"زبیر اور نیہا کے رشتے کے متعلق بھئی. تم نے اپنی لڑکی بیاہنی ہے یا نہیں." رضیہ تائی نے کہا. دادو اور امی نے بےاختیار ایک دوسرے کیجانب دیکھا.
"ظاہر سی بات ہے بیاہنی ہے رضیہ یہ تو کس قسم کا سوال کر رہی ہے. نیہا اور زبیر کا رشتہ تو کافی عرصے سے پکا ہے." امی کی بجائے دادو نے جواب دیا.
"مگر سعیدہ آپا تو کوئی اور ہی کہانی سناتی ہیں خالہ بی." زاھدہ ممانی نے بھی گفتگو میں حصہ لیا. یہ محترمہ امی کے بڑے بھائی کی بیوی تھیں اور انکو سارے خاندان کے متعلق ایک ایک بات کی رپورٹ رکھنے کی عادت تھی.
"کیسی کہانی؟" دادو نے ماتھے پہ بل ڈال کر پوچھا. ایہا اور نیہا اپنے کمرے کے دروازے پہ آ کھڑی ہوئیں.
"وہ کہتی ہیں کہ اس نے ایہا کیلیئے بہت مشکلوں سے خاندان میں رشتہ ڈھونڈا تھا مگر تم لوگوں نے نہ صرف رشتے سے انکار کیا بلکہ نیہا اور زبیر کی منگنی بھی توڑ کر اسے ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دیا تھا." رضیہ تائی نے بالکل چغلخور عورتوں کے سے انداز میں آواز ذرا دھیمی کر کے رازدارانہ انداز میں پھپھو کے خوبصورت انکشافات ان سب تک پہنچائے.

"توبہ استغفار.. آپا کیسی جھوٹی ہیں. یہ امی بیٹھی ہیں ان سے پوچھ لیں سب کچھ. میں نے کچھ کہا تو بری کہلاؤں گی." امی نے تو جیسے کانوں کو ہاتھ لگادیئے تھے. "اے بی بی سعیدہ جمیلہ کی نند کے بیٹے کا رشتہ لیکر آئی تھی آپی کیلیئے. وہ لڑکا صرف دس جماعتیں پاس تھا اور کام کاج بھی کچھ نہیں کرتا تھا اور تمہیں پتہ ہے کہ جمیلہ کی نند گاؤں میں رہتی ہے اب ہم بھلا کیوں اپنی نازوں پلی بچی کو گاؤں میں ان پڑھ جاہل لوگوں میں بیاہ دیتے. تم خود سوچو ذرا." دادو کا تو جیسے دل ہی جل کر رہ گیا تھا. "اور جہاں تک بات ہے نیہا کے رشتے کی تو زبیر نے خود منگنی توڑی تھی لیکن دو ہی دن بعد سعیدہ اور وہ خود آئے تھے اور رشتہ دوبارہ جوڑ لیا تھا. یہ نہیں بتایا تمہیں سعیدہ نے؟' "اگر رشتہ جوڑ لیا تھا تو پھر آپی کے نکاح میں کیوں نہیں بیٹھی وہ؟" رضیہ تائی نے پوچھا. ایہا نے نیہا کیطرف دیکھا. اسکا چہرا بالکل سپاٹ تھا. "یہ اسی سے پوچھو." دادو نے بیزاری سے ہاتھ ہلا کر کہا. "دیکھیں خالہ بی سعیدہ تو خاندان بھر میں کہتی پھر رہی ہے کہ کاظم نے رشتہ توڑ کر اسے اور زبیر کو دھکے مار مار کر گھر سے نکال دیا تھا اور وہ یہ بھی کہتی ہے کہ نیہا نے کال کر کے زبیر کی منتیں کی تھیں اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ آپی کی شادی جہاں وہ کہیں گے وہیں ہو گی اسی لیئے وہ اور زبیر دوبارہ رشتہ جوڑنے آئے تھے مگر تم لوگ حامی بھر کر مکر گئے اور آپی کا نکاح طے

کر دیا." رضیہ تائی بولیں
"توبہ توبہ آپا کو مرنا نہیں یاد اپنے سگے بھائی پہ الزام لگا رہی ہیں کاظم صاحب بھلا کیوں انہیں دھکے ماریں گے. اور جہاں تک بات ہے نیہا کے کال کرنیکی تو یہ سچ ہے مگر ہم نے کوئی حامی نہیں بھری تھی جمیلہ کی نند کے لڑکے کے رشتے کیلیئے کیونکہ کاظم صاحب کسی طور بھی آبی کو کسی کم پڑھے لکھے لڑکے سے بیاہنے پہ راضی نہیں تھے. آپا بلاوجہ جھوٹ بول رہی ہیں انہوں نے بیکار میں ایہا کے رشتے کو اپنی انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے. " امی نے کہا. ایہا اضطراری انداز میں اپنی انگلیاں مروڑنے لگی.
"دیکھ رضیہ آبی ہماری بچی ہے اسکا اچھا برا ہم سے بہتر تو کوئی نہیں سمجھ سکتا ناں. سعیدہ اور زبیر کون ہوتے ہیں ہم پہ دباؤ ڈالنے والے کہ ایہا کی شادی ہو گی تو وہ نیہا کو بیاہیں گے. اب اگر میں تیری بیٹی کے رشتے میں ٹانگ اڑاوں تو تجھے اچھے لگے گا کیا. سعیدہ ایک رشتہ لائی تھی ہمیں مناسب نہیں لگا سو انکار کر دیا اسمیں اتنا واویلا کرنیکی کیا ضرورت ہے. تو خود بتا لڑکیوں کے سو رشتے آتے ہیں کیا ہر رشتے کیلیئے ہاں کر دی جاتی ہے. " دادو نے سبھاؤ سے بات کی. تینوں خواتین نے بھی قائل ہوجانیوالے انداز میں گردن ہلائی.
"اے بھابھی یہ آبی کا اتنا اچھا رشتہ اچانک سے کیسے مل گیا؟" نبیلہ چچی نے سن گن لینے کے سے انداز میں پوچھا.

"آبی کی یونیورسٹی کی سہیلی اپنے بھائی کیلیئے رشتہ لائی تھی لڑکا ہمیں اچھا لگا سو ہم نے رشتہ دیدیا." امی نے مختصراً بتایا.

"اچھا مگر آپا تو کچھ اور ہی بتا رہی تھیں." زاھدہ ممانی نے معنی خیزی سی نظریں گھما کر کہا .

"کیا کہا آپا نے؟" امی نی تیوری چڑھا کر پوچھا.

"بھئی میں نے تو جو ان سے سنا وہی بتا دیتی ہوں. وہ کہتی ہیں کہ آبی آدھی آدھی رات تک انجان مردوں کیساتھ گھومتی تھی اور زبیر نے اسے خود کسی مرد کیساتھ گاڑی میں دیکھا تھا. اور ولید کو بھی آبی نے خود پھنسایا ہے" زاھدہ ممانی گل افشانیاں کر رہی تھیں. ایبہا کو نجانے کیوں ڈھیروں غصہ آنے لگا تھا.

"استغفر اللہ! آپا کے اپنے منہ کے آگے بھی بیٹیاں ہیں. میری معصوم بچی پہ تہمتیں لگاتے انکا دل نہ کانپا. اور اب میں آپکو سچ بتاتی ہوں. زبیر کی اسی قسم کی بکواس پہ کاظم صاحب کو غصہ آیا تھا اور انہوں نے اسے جھاڑ دیا تھا. اور حد تو یہ ہے کہ آپا نے ہم سب کے سامنے اٹھ کر آبی کے منہ پہ طمانچہ مار دیا تھا. تو کیا اس بات پہ کاظم صاحب آپا کو پھولوں کے ہار پہناتے." امی شدید غصے کے عالم میں قدرے اونچا اونچا بولے جا رہے تھیں.

"ہائے توبہ ایسا تو نہیں کرنا چاہیئے تھا سعیدہ کو." رضیہ تائی نے دہل جانے کی ایکٹنگ کی.

"زبیر میری معصوم بچی پہ تہمتیں لگاتا پھرتا ہے اسے شرم نہیں آتی آبی اسکی بہنوں جیسی ہے

اور یہ جو آپا آبی کے دیر سے گھر آنے کی بات کر رہی ہیں ناں تو یہ ہماری اجازت سے اپنی سہیلی کے گھر میلاد پہ گئی تھی." امی تیز تیز بولتی جارہی تھیں.

"ہائے سعیدہ آپا کا تو لگتا ہے میٹر ہی بالکل گھوم گیا ہے." زاھدہ ممانی بولیں.

"آبی کے نکاح میں بھی نہ بیٹھیں آپا کتنی ہماری سبکی ہوئی انکو ذرا بھی احساس نہ ہوا اس بات کا. دنیاداری کو ہی آجاتیں." امی بولیں

"ہاں یہ تو ہے سعیدہ نے یہ بہت غلط کیا ہے. لیکن اب آگے کیا کرنا ہے؟" رضیہ تائی نے پوچھا.

"جتنی ہماری سبکی ہو گئی ہے ناں اسکے بعد تو میرا آپا کی شکل دیکھنے کو بھی دل نہیں کرتا." امی نے صاف صاف کہا.

"لیکن بھابھی کوئی حل بھی تو نکالنا ہے ناں اس مسئلے کا یوں تو رشتے نہیں توڑے جاسکتے." زاھدہ ممانی نے رسان سے کہا.

"کاظم صاحب کی مرضی پہ منحصر ہے اور ویسے بھی میری نیہا کو کوئی لڑکوں کی کمی تھوڑی ہے." امی تفاخر سے بولیں.

"ہاں یہ تو ہے لیکن بھابھی یہ آبی کی سسرال تو بڑی ماڈرن اور امیر ہے اور لڑکا بھی لاکھوں میں ایک ہے بھلا انہوں نے آبی کو کیسے پسند کرلیا." نبیلہ چچی کا انداز کریدنے والا تھا.

"میری بچی کی قسمت ہے بھئی ہے یہ. سارا خاندان اسکو دھتکارتا تھا اب اللہ نے اسکا اتنی اچھی جگہ نصیب جوڑا ہے تو پورے خاندان کو جلن ہونے لگ گئی ہے. اور یہ سعیدہ آپا کو زیادہ تکلیف اسلیئے ہو رہی ہے کہ انکا زبیر ولید کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے. آخری بار آپا آبی کے نکاح سے چند دن قبل آئی تھیں ہماری طرف تب ولید اور اسکی ماں بھی آئے بیٹھے تھے. آپا اور زبیر ان دونوں کے آگے سخت کم اعتمادی کا شکار ہو رہے تھے. اب آپا کا حسد ہی بول رہا ہے اور اسی حاسد کیوجہ سے وہ میری بچی کے نکاح میں نہیں بیٹھیں. وہ آخری بار کہہ کر گئی تھیں کی آبی کو کوئی بیاہنے نہ آئے گا اب اسکا اتنی اچھی جگہ نکاح ہو جانا انکو برداشت نہیں ہو رہا. اللہ بڑا کارساز ہے میری صابر بچی کے نصیب میں شہزادہ لکھا ہوا تھا اس نے "امی بولتے بولتے جذباتی ہو گئی تھیں. انکا گلا رندھ گیا تھا. وہ تینوں خواتین کھسیانی سی نظر آنے لگی تھیں کیونکہ ایہا کو ریجیکٹ کرنیوالوں میں وہ بھی شامل تھیں.

"ہاں ماشاءاللہ آبی کی قسمت بہت اچھی ہے. اللہ سلامت رکھے. "رضیہ تائی مسکرا کر بولیں.

زاھدہ ممانی اور نبیلہ چچی نے فوراً آمین کی تانیں اڑائی تھیں.

"اچھا تو پھر میں سعیدہ سے بات کرتی ہوں کہتی ہوں اس سے کہ یہ غلط طریقہ ہے. "رضیہ تائی نے چند ثانیے بعد کہا.

"جس طرح کی بکواس وہ ادھر ادھر کرتی پھر رہی ہے ناں میری بچی کے حوالے سے سچ پوچھو

تو میرا اس سے تجدید تعلقات کا کوئی ارادہ نہیں بن رہا." دادو ناگواری سے بولیں. نیہا کے چہرے پہ عجیب سے تاثرات ابھرے تھے.

"ہاں بالکل. میری نیہا کو رشتوں کی کمی نہیں ہے." امی بھی قطعیت سے بولیں.

"اس طرح نہیں ہوتا بھابھی یوں نہیں رشتے ختم ہو جاتے. نیہا زبیر کی دلہن ہی بنے گی." رضیہ تائی نے کہا.

"نہیں آپا میں نیہا کیلیئے شاکرہ آپا کو ہاں کہہ چکا ہوں." ابو بولتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے. وہ سب انکی طرف متوجہ ہو گئے.

"لیکن کاظم اپنی بہن سے ناطہ توڑ لو گے کیا ہمیشہ کیلیئے" رضیہ تائی ہے ابو سے پوچھا

"میری آپی کی کردار کشی کرنیوالوں کی میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں. اور جو میری بچی کی خوشی میں شریک نہیں ہوئے ان سے مجھے کوئی رشتہ رکھنا ہی نہیں. شاکرہ آپا کا احمد ماشاءاللہ پڑھا لکھا برسرروزگار لڑکا ہے زبیر سے ہزارہا درجے بہتر ہے." ابو کا لہجہ قطعی تھا وہ صوفے پہ بیٹھ چکے تھے. نیہا پلٹ کر کمرے کے اندر چلی گئی.

"ہاں احمد لڑکا تو بہت اچھا ہے. چلو بھیا جو تمہاری بچی کا نصیب. اب ہمیں اجازت دو."رضیہ تائی کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں. امی اور دادو کا منہ ہنوز بنا ہی رہا تھا. انکے جانے کے بعد ابو امی اور دادو کو بتانے لگے کہ شاکرہ بھابھی اتوار کو رسم کرنے کیلیئے آئینگی. جبکہ امی اور دادو تو

اس وقت صرف پھپھو کی شان میں قصیدے پڑھنا چاہتی تھیں.

"بہت معصوم حسرت ہے بتاؤ کیا کِیا جائے
مجھے تم سے محبت ہے بتاؤ کیا کِیا جائے" موبائل کی اسکرین پہ جگمگاتے الفاظ دیکھ کر اسکے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی .
"پہنچ گئے آپ." اسنے جوابی میسج ٹائپ کرکے بھیجا.
"کب کا... تم کیا کر رہی ہو." اسکا جوابی میسج بھی فوراً سے آگیا تھا.
"کچھ بھی نہیں. آپ کیسے ہیں؟"
"تم بن اداس اور بالکل ادھورا." آگے رونے والی شکل بھی تھی. ابیہا مسکرانے لگی. دوسرے بستر پہ بیٹھی نیہا کی عجیب سی نظریں اسکے چہرے پہ تھیں.
"اسکائپ پہ آؤ."ولید کا اگلا میسج بھی فوراً ہی آیا تھا. اسنے اوکے کا میسج کرکے موبائل میں ہی اسکائپ پہ لاگ ان کیا اور ہاتھوں سے بال سنوار کر دوپٹہ شانوں پہ سیٹ کرکے سیدھی ہو بیٹھی. چند ہی منٹ بعد وہ اسکے سامنے تھا ہمیشہ کیطرح فریش اور دل موہ لینے والی مسکراہٹ کے ساتھ.
"ہائے." اس نے اسے ہاتھ ہلایا.

"ہائے." اس نے بھی مسکرا کر ہاتھ ہلا دیا. نیہا نے ذرا سا اچک کر موبائل کی اسکرین پہ نظر ڈالنا چاہی.

"کیسی ہو وائفی؟"

"بالکل ٹھیک. کیا کر رہے تھے آپ".

"تمہیں ًیاد کر رہا تھا اور روحینہ نے نکاح کی پکچرز بھیجی ہیں ًوہ دیکھ رہا تھا. ہماری ایک تصویر بہت اچھی آئی ہے میں تمہیں بھیجو نگا." ولید کی آواز نیہا کی سماعتوں تک بھی بخوبی پہنچ رہی تھی. اس نے موبائل بائیں ہاتھ میں پکڑ کر دائیں ہاتھ سے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے ہینڈز فری اٹھائے.

"آپکو کوئی کام وام نہیں ہوتا." ہینڈ فری سیٹ کرکے اسنے پوچھا.

"کام تو آپکی سوچ سے بھی زیادہ ہوتا ہے مگر بقول شاعر کچھ عشق کیا کچھ کام کیا." وہ ہلکا سا گنگنایا تھا. ایہا ہنسنے لگی. نیہا برا سا منہ بنا کر اٹھ کے کمرے سے باہر چلی گئی.

"اوہو یہ توفیض صاحب تھے جو عشق کیساتھ ساتھ کام بھی کر لیتے تھے زیادہ تر تو عاشق غالب کیطرح نکمے ہی ہوتے ہیں." وہ شرارتاً بولی

"ہاہ... تم کیا جانو وائفی... عشق کیسی قاتل شے ہے.. خدا کی قسم کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے لگا ہوں میں." وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولا. وہ جزبز سی ہوگئی.

"ولید ایک بات بتاؤں"

"جی جناب".

"نیہا کی منگنی ٹوٹ گئی".

"اوہ... لیکن کیوں؟" ولید کو دلی دکھ ہوا تھا. جواباً ایہانے اسے ساری بات من و عن بتا دی.

"افسوس کی بات ہے." ولید نے نفی میں سر ہلایا.

"ہاں ناں.نیہا اتنی دکھی ہے".

"کم آن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تم نے یہ سب مجھے تب کیوں نہیں بتایا جب میں ادھر تھا".

"تب بتا دیتی تو کیا ہوتا".

"اس اسٹوپڈ زبیر کو میں بہت اچھا سبق سکھاتا. وہ کون ہوتا ہے میری بیوی کے کردار پہ بات کرنے والا How dare he." ولید کو سچ مچ غصہ آگیا تھا.

"ولید کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ".

"تو اور کیا کہوں".

"وہ میری پھپھو کے بیٹے ہیں بہت قابل احترام ہیں میرے لیئے." اسکا لہجہ اچھا نہیں تھا.

"واٹ پھپھو کا لڑکا ہے تو کیا اسکے پاس تمہارے کردار پہ کیچڑ اچھالنے کے جملہ حقوق محفوظ

ہیں".

"یہ ہماری فیملی کا مسئلہ ہے".

"ایکسکیوزمی میں تمہارا ابوائے فرینڈ نہیں شوہر ہوں. میری اور تمہاری زندگی بالکل بھی الگ نہیں ہے. اور تمہاری طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے یہ میں برداشت نہیں کر سکتا" ولید کا لہجہ غصیلہ تھا.

"آپ اتنے chauvinistic ہونگے میں نے سوچا بھی نہیں تھا".

"جسٹ شٹ اپ بیا.. تم مجھے ایک بات بتا بھی رہی ہو اور یہ بھی ایکسپیکٹ کر رہی ہو کہ میں اس بات پہ کمنٹ بھی نہ کروں. واٹ از دس" ولید کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات تھے.

"غلطی ہوگئی آپ سے شیئر کرلیا." اسکا موڈ بھی سخت آف ہو چکا تھا.

"آئی تھنک آئی بیٹر لیو. اللہ حافظ." وہ کہہ کر فوراً سے سائن آؤٹ کر گیا تھا. ایبھا نے تاریک اسکرین کو گھورا اور پھر جھنجھلا کر موبائل تکیے پہ پٹخا. بلاوجہ جھگڑا ہو گیا تھا. اسنے کچھ دیر بعد ولید کا نمبر ملایا آگے سے جلد ہی کال اٹینڈ کرلی گئ تھی.

"ہیلو" ولید کی خفا سی آواز سنائی دی.

"آپ خفا ہیں".

"پتہ نہیں".

"مجھے غصہ آگیا تھا".

"مجھے بھی غصہ آگیا تھا".

"تو اب غصہ اتر گیا ہے میرا" وہ نرم لہجے میں بولی.

"میرا بھی." وہ بھی جواباً نرم لہجے میں بولا تھا.

"آئم سوری".

"آئی لو یو." اسکا جواب بالکل الٹا تھا.

"سچی؟" وہ مسکرا رہی تھی.

"بالکل سچی"...

"آئی ہیٹ یو." وہ شرارت سے بولی.

"آئی ول کِل یو." اسکی دھمکی میں بھی محبت کی آمیزش تھی. جواباً وہ ہنس دی تھی.

"ہمیشہ ہنستی رہا کرو تمہاری ہنسی بہت پیاری ہے" ولید کا لہجہ اسکی سچائیوں کی گواہی دے رہا تھا.وہ کچھ نہ بولی.

"اچھا بتاؤ اب نیہا کی شادی کا کیا ہوگا؟" ولید نے پوچھا۔

"ہونا کیا ہے. ابو نے شاکرہ آنٹی کے بیٹے سے نیہا کا رشتہ طے کر دیا ہے." اس نے اسے بتایا.

"یہ شاکرہ آنٹی کون ہیں؟"

ابو کی دور پار کی کزن ہیں. انکے بس ایک ہی بیٹے ہیں احمد بھائی. انجنیئر ہیں بہت اچھی جاب کرتے ہیں. اوور آل وہ لوگ بہت اچھے اور تعلیمیافتہ ہیں".

"گڈ یار پھر تو اچھا ہے کہ نیہا کا رشتہ وہیں ہی ہو." ولید بولا.

"جی. ابو نے تو فیصلہ سنا دیا ہے آج کہ نیہا کہ شادی وہیں ہو گی. اتوار کو شاکرہ آنٹی رسم کرنے آئینگی".

"گڈ. اچھا مجھے بہت نیند آرہی ہے. اللہ حافظ".

"اوکے اللہ حافظ" وہ بولی. دوسری جانب سے سلسلہ منقطع ہونے پر اسنے موبائل سائیڈ ٹیبل پہ رکھدیا اور لیٹ گئی.

"ہائے ایہا" وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کیطرف جارہی تھی جب روحینہ نے اسے پکارا تھا. وہ رک کر پلٹی. وہ کچھ ہی فاصلے پہ کھڑی تھی. سادہ سی سیاہ شلوار قمیض پہنے دوپٹہ سینے پہ پھیلائے اور بالوں کو اونچی پونی میں باندھے عام سے حلئیے میں.

"ہائے کیسی ہیں آپ", وہ مسکرائی.

"میں ٹھیک ہوں." نجانے کیوں آج اسے روحینہ کی مسکراہٹ میں پھیکا پن نظر آیا تھا. کچھ دیر وہ دونوں ہی خاموش کھڑی رہی تھیں جیسے بات کرنیکو دونوں ہی الفاظ ڈھونڈ رہی تھیں.

"میری کلاس ہے." ابیہا بولی .

"ہوں میری بھی. اوکے سی یو."روحینہ اپنی وہی پھیکی سی سوگوار سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے بولی تھی .

"اوکے."وہ بھی کہہ کر پلٹی. وہ دونوں سست قدموں سے پلٹ کر اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹس کیجانب چل دی تھیں. دونوں کے دلوں میں عجب سی افسردگی اتر آئی تھی.

"ہیلو"

"اسلام علیکم ولی بھیا"!

"وعلیکم سلام روحی کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں. آپ کیسے ہیں؟"

"الحمدللہ. ممی کیسی ہیں؟"

"ٹھیک ہیں آپکو یاد کر رہی تھیں".

"ہوں. اگر جاگ رہی ہیں تو میری بات کروادو".

"نہیں سوگئی ہیں".

"اوکے".

"ولی بھیا آپ مجھ سے خفا ہیں؟" روحینہ نے جھجھکتے ہوئے پوچھا.
"میں تم سے خفا نہیں ہو سکتا روحی یہ میری مجبوری ہے." ولید ٹھنڈی سانس بھر کر بولا تھا.
روحینہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے.
"آئم سوری ولی بھیا".
"کم آن روحی یہ فارمیلیٹیز غیروں میں ہوتی ہیں اور ہم تو صرف بہن بھائی ہی نہیں بلکہ بیسٹ فرینڈز بھی ہیں".
"ولی بھیا. میں اتنی شرمندہ ہوں کہ آج یونیورسٹی میں ایہا سے بات کرنیکی بھی ہمت نہیں ہوئی." اسکے آنسو گالوں پہ پھسل رہے تھے.
"یہ تم دونوں دوستوں کا معاملہ ہے میں بیچ میں نہیں بولوں گا".
"میں آپکی سب باتوں کو سوچتی رہتی ہوں. اور ولی بھیا مجھے آپکی ہر ہر بات سچ لگتی ہے." وہ ندامت سے بھرے لہجے میں بولی.
"ہوں. تو پھر اب رونے کا سین کب تک جاری رکھنا ہے؟"
"ولی بھیا میں بہت شرمندہ ہوں ایہا سے".
"دیکھو روحی خاموشی محبت کیلیئے سم قاتل کا کام کرتی ہے. بس مجھے مزید کچھ نہیں کہنا اس سلسلے میں".

"جی آپ ٹھیک کہتے ہیں".
"چلواب آنسو صاف کرو."ولید نے حکم جاری کیا تو اسنے جلدی سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے.
"اب سوجاؤ صبح یونیورسٹی بھی جانا ہے تم نے".
"اوکے ولی بھیا. گڈ نائٹ".
"گڈ نائٹ اور ممی کو میرا سلام دینا. اللہ حافظ ".
"اللہ حافظ" دوسری جانب سے سلسلہ منقطع ہونے پر اسنے موبائل سائیڈ ٹیبل پہ رکھدیا.
اسکا دل کافی ہلکا پھلکا ہوگیا تھا.

"کیسی ہو ایہا؟" اگلے روز یونیورسٹی میں وہ ایہا کے سامنے تھی.
"جی میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں." وہ ہمیشہ کیطرح مسکرا کر بولی تھی.
"ہوں پڑھائی کیسی چل رہی ہے تمہاری"روحینہ خود کو نارمل ظاہر کرنیکی کی کوشش کرتے ہوئے بولی.
"اچھی چل رہی ہے آئیں کیفیٹیریا میں چلتے ہیں." ایہا نے کہہ کر قدم کیفیٹیریا کیجانب بڑھائے تو وہ بھی اسکی ہمقدم ہوگئی. وہ دونوں کیفیٹیریا میں آکر اپنی مخصوص دورافتادہ میز پہ براجمان ہوگئیں.

"بریانی کھانے کا دل کر رہا ہے" ایہا بولی. روحینہ نے اسکی طرف دیکھا. وہ ہلکا سا مسکرا رہی تھی. گال کا بھنور نمایاں ہو رہا تھا.

"ہاں دل تو میرا بھی چاہ رہا ہے." وہ بولی.

"اپکا ہی کہنا ہے کہ کیفیٹیریا آکر کچھ نہ کھانا بڑی غیر فطری سی بات ہے سو آپ بیٹھیں میں ابھی آتی ہوں." وہ کہہ کر اٹھ کے کاؤنٹر کیجانب بڑھ گئی. روحینہ اسے دیکھتی رہی. اسے ایہا کی اتنی اچھی فطرت پہ بہت پیار آیا تھا. چند لمحوں بعد وہ بھاپ اڑاتی بریانی کی پلیٹیں اور کوک کی بوتلیں لئے چلی آئی تھی .

"ولید سے بات ہوئی آپکی؟" اس نے بیٹھتے ہوئے پوچھا.

"ہاں کل بات ہوئی تھی رات کو. تمہاری بات ہوتی ہے ان سے؟" روحینہ نے پوچھا.

"ہاں ہوتی ہے. مگر وہ کہہ رہے تھے کہ کچھ دن تک وہ بزی ہو جائینگے پھر روز بات نہیں کر سکیں گے." ایہا نے انہماک سے بریانی کھاتے ہوئے جواب دیا.

"ہوں. ولی بھیا تم سے بہت پیار کرتے ہیں." روحینہ کی بات پہ وہ جھینپ کر مسکرائی تھی .

"بریانی کھائیں ٹھنڈی ہو جائیگی." اسنے بات بدلی. روحینہ نے پلیٹ اپنے سامنے سیدھی کی.

"تم مجھ سے خفا نہیں ہو"

"نہیں".

"کیوں؟" روحینہ نے پوچھا اسنے اب تک چمچ نہیں اٹھایا تھا.
"کیونکہ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں" ایہانے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھکر پر خلوص لہجے میں کہا تھا. روحینہ کی آنکھوں میں یکدم جیسے سیلاب امڈ آیا تھا.
"میں بھی تم سے بہت پیار کرتی ہوں. لیکن انسان ہوں ناں اور انسان پہ حسد کے جذبات بہت جلد غالب آجاتے ہیں. "اسنے بہتے آنسوؤں کیساتھ اعتراف کیا تھا. ایہانے ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو پونچھے.
"مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں روحینہ اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ میں ولید کی بیوی بننے سے پہلے بھی آپکی دوست تھی اور اب بھی آپکی دوست ہی ہوں. ہمارا آپس کا رشتہ کبھی نہیں بدل سکتا." وہ آج بہت اعتماد سے بول رہی تھی.
"تم بہت اچھی ہو. میرے بھائی کی چوائس بہترین ہے."روحینہ نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا تھا. ایہا بھی مسکرانے لگی تھی.
"چلیں اب بریانی کھائیں. "اسنے اسکی توجہ بریانی کی پلیٹ کیجانب مبذول کروائی تھی. کچھ دیر بعد وہ خوش گپیوں میں مصروف بریانی پہ ہاتھ صاف کر رہی تھیں.

وہ یونیورسٹی سے گھر آکر نماز پڑھ کر کھانا کھاکے سوگئی. جب آنکھ کھلی تب شام ہوچکی تھی

اس نے جلدی جلدی اٹھ کر مغرب کی نماز ادا کی اور جب وہ نماز ادا کر کے اپنے کمرے سے باہر نکلی تب باہر صحن میں پھپھو زبیر بھائی اور رضیہ تائی امی ابو دادو کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے. نیہا ایک جانب کھڑی تھی وہ بھی اسکے ساتھ جا کھڑی ہوئی. پھپھو کہہ رہی تھیں. "میں سب باتیں بھلا کر آگئی ہوں تو تم بھی بھول جاؤ میرے بھائی." ایہا نے نیہا کیطرف دیکھا. وہ لب بھینچے کھڑی تھی.

"آپا میں شاکرہ آپا کو زبان دے چکا ہوں. اور آپ نے جس طرح میری بچی کے کردار پہ کیچڑ اچھالی ہے اسکے بعد میرے دل میں آپ اور زبیر کیلیئے بالکل بھی وسعت پیدا نہیں ہو سکتی." ابو کا لہجہ اکھڑا اکھڑا سا تھا.

"اے کاظم بس اب چھوڑو ناں گزری باتوں کو." رضیہ تائی بولیں.

"دیکھو میرے بھائی تمہاری یہ بچی ہے فساد کی جڑ اسکی وجہ سے ہم دونوں بہن بھائی آپس میں لڑے. یہ لڑکی نکاح سے پہلے ولید کے ساتھ گھومتی پھرتی تھی پوچھو اس سے ذرا نہیں پھرتی تھی یہ اسکی گاڑی میں." پھپھو نے ایک مہلک تیر پھینکا تھا. امی ابو دادو سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے.

"میں نے خود دیکھا تھا ولید اور ایہا کو اکٹھے گاڑی میں. اس سے پوچھو کیا یہ اسکے ساتھ ایک دن گھر تک نہیں آئی تھی رات کو؟" زبیر بھائی نے بھی فوراً جلتی پہ تیل کا کام کیا تھا. ایہا کے

ہاتھ کپکپانے لگے.

"آبی یہ زبیر کیا کہہ رہا ہے." امی نے کڑک لہجے میں اس سے دریافت کیا.

"جج..جی وہ امی جی... وہ میلاد کے دن واپسی پہ ڈراپ کیا تھا مجھے ولید نے." اس نے اٹک اٹک کر بتایا. چند لمحوں کو تو تمام نفوس پہ ایک سکوت طاری ہو گیا تھا.

"اور تو نے ہمیں بتایا تک نہیں." امی کا لہجہ سخت ترین تھا. اسکی رہی سہی جان بھی نکلنے لگی.

"وہ ڈرائیور نہیں تھا امی جی تو.." وہ مزید کچھ نہ بول سکی آواز حلق میں پھنس گئی تھی. پھپھو فاتحانہ انداز میں سب کی طرف دیکھ رہی تھیں.

"چلتی ہوں اب شادی کی تاریخ لینے ہی آؤنگی." پھپھو کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں. ان سب کے جاتے ہی امی اسکی طرف متوجہ ہو گئیں.

"تو نے ہمیں کسی کو منہ دکھانے کا نہیں چھوڑا بیغیرت. اب یہ تیری پھپھو پورے خاندان میں کہتی پھریں گی کہ جو وہ کہتی تھی وہی سچ تھا ایسا ہے ہی بد کردار" امی اب غصے میں بول رہی تھیں. وہ سر جھکائے کھڑی تھی.

"اس سب کے باوجود بھی میں نیہا کا رشتہ زبیر کیساتھ کرنے کو تیار نہیں ہوں. میری آبی کے کردار پہ جتنی انگلیاں آپا نے اٹھائی ہیں اسکے بعد میرا ظرف تو اتنا بڑا نہیں ہے" ابو سرد لہجے میں بولے تھے.

"آپی آپی بھاڑ میں گئی آپی. اس ایک منحوس کی خاطر ہم سب کو پھانسی دیدیں ناں آپ."
نیہا اچانک تڑخ کر بولی تھی. ایہا نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا.
"نیہا." امی نے اسے گھر کا.
"امی پلیز. اس آپی کی خاطر کیا کیا کرینگے ابو آپ. سارے خاندان سے تو دشمنی مول لے ہی چکے ہیں. اور کیا کرینگے آپ. جس طرح کی چھوٹ آپ نے اسکو دی تھی اسکے بعد ہماری خاندان بھر میں کیسی بدنامی ہوئی ہے آپکو یہ سب نظر کیوں نہیں آتا ابو. اسکے نکاح والے روز جس طرح ولید اسکا ہاتھ پکڑ کر اسٹیج تک لایا تھا تب خاندان میں کیا کیا باتیں نہیں بنی تھیں اور نکاح کے بعد سے جس طرح یہ ولید کے ساتھ کھلے عام سارا شہر گھومتی پھرتی رہی یہ سب کیا ہماری خاندانی اقدار ہیں." وہ اونچا اونچا بول رہی تھی.
"ولید آپی کا شوہر ہے." ابو بولے.
"پلیز ابو." وہ ہاتھ اٹھا کر انتہائی ناگواری سے بولی. "میں صرف اور صرف زبیر سے ہی شادی کرونگی مجھے اس ایہانامے سے کوئی دلچسپی نہیں. میری خوشی کا بھی کچھ خیال کرلیں آپ میں بھی آپکی ہی بیٹی ہوں".
"جو تمہاری بہن کو بدکردار گردانتے ہیں ان کیساتھ تم زندگی کیسے گزاروگی نیہا." ابو کے لہجے میں حیرت تھی.

"تو کیا غلط ہے اسمیں ایہا شادی سے پہلے ولید کیساتھ پھرتی تھی اسنے ولید کو پھنسا کر اس سے نکاح کیا ہے تو پھر ایہا کو باکردار تو کوئی کہے گا بھی نہیں. اور ابو جی صاف سی بات ہے میں زبیر کے علاوہ اور کسی سے شادی نہیں کرونگی. یہ میرا آخری فیصلہ ہے" وہ قطعیت سے کہہ کر مڑ کے گھر کے اندر چلی گئی.

"بس کر دے تو بھی کاظم. جب ایک بیٹی کی شادی اسکی پسند سے کی ہے تو دوسری کیساتھ زیادتی نہ کر." دادو بولیں

"ہاں زبیر دیکھا بھالا لڑکا ہے. بس شادی کی تاریخ طے کر دیں." امی بھی ہاتھ اٹھا کر بولیں.

"اور تو کیوں کھڑی ہے ادھر چل اندر جا. شکل گم کر اپنی" امی نے اسے گھر کا تو وہ پلٹ کر اپنے کمرے میں چلی آئی جہاں نیہا موجود تھی.

"تم نے تو کہا تھا کہ زبیر بھائی کی تمہاری لائف میں اب کوئی جگہ نہیں ہے." وہ دکھ سے بولی.

"ہاں کہا تھا مگر تب میں غصے میں تھی. سچ تو یہ ہے کہ میں نے زبیر کے علاوہ اور کسی کے خواب اپنی آنکھوں میں نہیں سجائے اور جب تم لو میرج کر سکتی ہو تو میں کیوں نہیں." نیہا بالکل بدلی ہوئی نظر آرہی تھی.

"میرا نکاح سے قبل ولید سے کوئی لنک نہیں تھا آپی." وہ از حد دکھ سے بولی.

"کم آن یہ جھوٹ کے پلندے کسی اور کو سنانا." نیہا ہاتھ جھٹک کر بولی تھی. وہ دکھ بھری

نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئ تھی.

رات کا ایک بجنے کو آگیا تھا مگر اسکے آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے. وہ. آج اپنے اور نیہا کے مشترکہ کمرے میں سونے کی بجائے ڈرائنگ روم میں آگئ تھی اور کسی نے اس سے بات بھی نہ کی تھی. وہ رو رو کر بے حال ہوچکی تھی جب موبائل کی وائبریشن پہ چونکی. اسنے موبائل اٹھا کر دیکھا. "ولید کالنگ" اسکرین پہ جگمھا رہا تھا. اسنے کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگایا.

"اسلام علیکم! کہاں ہو لڑکی؟" ولید کی فریش سی آواز اسکی سماعتوں میں اتری تو اسکے آنسوؤں میں روانی آگئ.

"ولید وہ." اسکی آواز حلق میں گھٹ سی گئ تھی.

"بیا.. تم رو رہی ہو؟" وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا.

"نہیں.." وہ روتے ہوئے بولی.

"کیا ہوا ہے؟"

"ولید" وہ اب بہت شدت سے رونے لگی تھی.

"بیا بتاؤ ناں کیا ہوا ہے. ابو تو ٹھیک ہیں ناں." وہ سخت پریشان ہوگیا تھا.

"جی." وہ اپنے آنسوؤں پہ قابو پانے میں ناکام ہورہی تھی.

"دادو امی نیہا عامر سب ٹھیک ہیں ناں؟"

"جی".

"پھر کیوں رو رہی ہو؟"

"ولید" وہ ہچکیوں کے درمیان بولی .

'بیا پلیز یار میں اتنی دور ہوں کہ فوراً سے آ بھی نہیں سکتا پلیز مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے." اسکی پریشانی حد سے سوا ہو گئی تھی.

"ولید." اس نے پھر روتے ہوئے تان لگائی.

"ولید کی جان لو گی کیا؟ روئے چلے جارہی ہو. آخر بتاؤ بھی تو کچھ." ولید کے لہجے میں بیک وقت محبت اور جھنجھلاہٹ تھی.

"مجھ سے کوئی پیار نہیں کرتا." وہ اٹک اٹک کر بولی.

"میں مر گیا ہوں کیا." وہ جھنجھلایا.

"اللہ نہ کرے." وہ دہل گئی.

" آئی لو یو ناں یار. میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے پلیز مت روؤ." وہ جیسے منتوں پہ اتر آیا تھا.

اس نے بمشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو پایا تھا.

"کیا ہوا ہے؟" ولید نے چند لمحوں بعد نرم لہجے میں پوچھا. جواباً اسنے اٹک اٹک کر سب اسے بتا دیا.

"اچھا.. دیکھو بیا اس دنیا میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں. انسان کو خود کو اتنا اسٹرونگ بنانا چاہیئے کہ کوئی اسکے کردار پہ انگلی نہ اٹھا سکے. میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ خود کو مضبوط بناؤ. اور جتنا میرے سامنے بولتی ہو ناں لوگوں کو بھی ویسے ہی جواب دیا کرو" بات کے اختتام پہ اسکا لہجہ شرارت آمیز ہو گیا تھا.

"آپکے سامنے اسلیئے بولتی ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ میری ہر بات کو ویلیو دیتے ہیں." وہ روئے روئے لہجے میں بولی تھی.

"آف کورس میری جان مگر میں ہر وقت تمہیں ڈیفنڈ کرنے کیلیئے وہاں موجود نہیں رہ سکتا. سو تم خود کو مضبوط بناؤ اور ہاں ایک سمپل سا طریقہ ہے کہ تم زبیر اور اپنی پھپھو کیساتھ بس لئے دیئے کا انداز رکھو. اور اگر زیادہ مشکل ہے ادھر رہنا تو میرے پاس آجاؤ." وہ ہرگز بھی سنجیدہ موڈ میں نہیں تھا.

"میں سونے لگی ہوں" وہ اکتا کر بولی.

"جھوٹ مت بولو میں جانتا ہوں کہ تم گریہ وزاری کی قسط نمبر دو شروع کرنا چاہتی ہو,".

"نہیں"

"ایبہا آنسو صاف کرو." اسکا لہجہ سخت تھا. ایبہا نے بے اختیار ہتھیلی کی پشت سے اپنی گالیں صاف کیں.

"اب رو تو نہیں رہی؟"

"نہیں"

"آر یو شیور؟"

"جی.".

"گڈ. چلو اب میری بات سنو. دیکھو بیا. یہ جو زندگی ہے ناں اسکے زیادہ تر پہلو منفی ہی ہوتے ہیں. مگر کامیاب وہی ہوتے ہیں جو منفی میں سے بھی مثبت تلاش کرلیں اگر منفی سوچو گی تو ہر محبت میں تمہیں کھوٹ نظر آئے گا. اسلیئے بی پازیٹو. انڈر اسٹینڈ." وہ مدھم مگر انتہائی نرم لہجے میں بولتا گیا اور غیر محسوس طور پہ ایبہا کے دل کا بوجھ ہلکا ہونے لگا تھا. "جہاں تک نیہا کی بات ہے تو اسکی جب تک شادی نہیں ہو جاتی تم اسکی خوشی میں خوش رہو. جب وہ اس گھر سے چلی جائیگی پھر اسکے پاس کہاں اتنا وقت رہے گا کہ تمہارے متعلق باتیں کرتی پھرے." وہ چند لمحوں کیلیئے چپ ہو گیا. "میں اور تقریر کروں کیا؟" اسکا جملہ سنجیدہ تھا مگر اسے بے اختیار ہنسی آگئی تھی.

"شکر ہے تم ہنسی تو. خیر اب سو جاؤ. مجھے بھی بہت نیند آرہی ہے".

"اوکے اپنا خیال رکھئے گا." اسکے دل پہ چھائی اداسی چھٹ گئ تھی."تم بھی اپنا خیال رکھنا اور ہمیشہ یاد رکھنا کہ ولید حسن تم سے بہت بہت محبت کرتا ہے اور یہ محبت تمہارے لمبے بالوں یا ڈمپل کیوجہ سے نہیں بلکہ تمہارے کردار کی پاکیزگی کی وجہ سے ہے." وہ نیند سے بوجھل لہجے میں بول رہا تھا. اسکی سماعتوں میں امرت اتار رہا تھا. "سوجاؤ.اللہ حافظ" چند ثانیے بعد اسکی بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی تھی. "اللہ حافظ." وہ بھی جواباً بولی تھی. سلسلہ منقطع ہوجانے پہ اسنے موبائل رکھدیا اور آرام سے لیٹ کر آنکھیں موند لیں. چاہے جانے کا احساس بڑا ساحر ہوتا ہے ہر غم ہر تکلیف پہ یہ لطیف سا احساس حاوی ہوجاتا ہے... ایہا بھی اپنے محبوب شوہر کے محبت بھرے الفاظ کے جادو کے زیر اثر سپنوں کی وادی میں اتر گئ تھی.

نیہا کی شادی کی تاریخ طے ہوچکی تھی. دسمبر کی 22 تاریخ کو اسے دلہن بن کر پیا دیس سدھار جانا تھا. نومبر بھی آدھا گزر چکا تھا. اور آج سردیوں کی پہلی جھڑی لگ گئ تھی. صبح سے کبھی تیز اور کبھی ہلکی ہوتی بارش نے ہر سو جل تھل کر دیا تھا اور مری میں ہونیوالی برفباری کے باعث جڑواں شہروں میں شدید سردی نے ڈیرے جما لئے تھے. وہ آج یونیورسٹی نہ گئ تھی ابو بھی دکان پہ نہ گیے تھے. سبھی سستی سے کمبلوں میں گھسے بیٹھے تھے

صبح سے شام ہوئی اور شام سے رات. وہ نو بجے کا وقت دیکھ کر لاؤنج میں آ بیٹھی اور ٹی وی آن کر لیا. نکاح کے بعد سے نو بجے کا خبر نامہ دیکھنا اسنے اپنا معمول بنا لیا تھا. نیوز چینل لگاتے ہی وہ رک گئی تھی. ٹی وی اسکرین پہ بڑا سا ٹکر چل رہا تھا. "لاہور میں دھماکہ "نیوز کاسٹر چیخ رہی تھی. "ناظرین آپکو بتاتے چلیں کہ لاہور میں سرور روڈ پہ آرمی کی گشتی لاری پہ خود کش بم حملہ ہوا ہے. ابتدائی رپورٹ کے مطابق لاری میں چھ فوجی سوار تھے جن میں سے کسی کے بھی جانبر ہونے کی خبر تا حال ہمیں موصول نہیں ہوئی. "ایبہا کو لگا وقت تھم گیا ہے.

"دھماکے کے بعد رینجرز نے علاقے کو اپنے حصار میں لے لیا اور اس وقت بم ڈسپوزل اسکواڈ جائے وقوعہ کا جائزہ لے رہا ہے. ذرائع کے مطابق لاشوں کو سی ایم ایچ شفٹ کر دیا گیا ہے. اس وقت ہمارے نمائندے سہیل مجید ہمارے ساتھ موجود ہیں ان سے اس حادثے کے متعلق مزید معلوم حاصل کرتے ہیں. جی سہیل بتائیے گا یہ دھماکہ کیسے ہوا اور کتنے افراد کے جان بحق ہونے کی خبریں موصول ہوئی ہیں. "نیوز کاسٹر روانی سے بولتی جا رہی تھی. اسکرین اب دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی اور ایک جانب جائے وقوعہ پہ مائیک ہاتھ میں لیئے کھڑا نمائندہ نظر آنے لگا تھا. وہ نیوز کاسٹر کا سوال سن کر مائیک میں بولنے لگا. "جی اس وقت میں سرور روڈ پہ موجود ہوں لیکن دھماکے کی جگہ یہاں سے قدرے فاصلے پر ہے. فی الحال رینجرز نے جائے وقوعہ کا گھیراؤ کر رکھا ہے اور میڈیا کو وہاں جانے کی اجازت نہیں مل رہی.

لیکن کچھ دیر قبل ہماری اس علاقے کے ایس ایچ او سے بات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ دھماکے کے وقت اس روڈ پہ آس پاس کوئی خاص ٹریفک نہ تھی اسلیئے یہ بات کافی حد تک واضح نظر آرہی ہے کہ دہشت گردوں کا ہدف آرمی لاری ہی تھی. جی اوور ٹو نیوز روم."
نمائندے کا چہرہ نظر آنا بند ہو گیا تھا اور اب پوری اسکرین پہ نیوز روم میں بیٹھی نیوز کاسٹر ہی نظر آرہی تھی. وہ بولنے لگی. "شکریہ سہیل ناظرین ہمارے نمائندے سہیل مجید ہمیں اپڈیٹ کر رہے تھے. جن ویورز نے ہمیں ابھی ابھی جوائن کیا ہے انکو ایکبار پھر بتاتے چلیں کہ لاہور میں سرور روڈ پہ کینٹ ایریا کے قریب آرمی کی گشتی لاری پہ دہشتگردوں کا خودکش حملہ ہوا ہے"...
ایبہا سن سی بیٹھی ٹی-وی اسکرین پہ نظریں جمائے ہوئے تھی. ٹی-وی کا والیوم بہت اونچا تھا جسے سن کر آہستہ آہستہ سبھی اپنے کمروں سے باہر نکل آئے تھے.
"اے آبی ولید کا پتہ کر کدھر ہے وہ" امی نے پریشانی کے عالم میں اس سے کہا تھا. عامر بھاگ کر اندر کمرے سے اسکا موبائل اٹھا لایا اور اسے دیا. ایبہا نے کانپتے ہاتھوں سے ولید کا نمبر ملا کر موبائل کان سے لگایا. "آپکا مطلوبہ نمبر اس وقت بند ہے برائے مہربانی کچھ دیر بعد کوشش کیجیئے." دوسری جانب سے مشینی آواز کا بے تاثر سا پیغام چلنے لگا تھا. اس نے موبائل کان سے ہٹا کر واٹس ایپ کھولا. ولید آخری باری واٹس ایپ پر کل رات بارہ بجے آن لائن

ہوا تھا.اسنے فیسبک چیک کیا وہاں بھی وہ انیس گھنٹے قبل آن لائن ہوا تھا.

"کیا ہوا" امی نے پھر پوچھا.

"انکا نمبر بند ہے" اسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی سنائی دی.

"ہائے اللہ." امی نے دہل کر سینے پہ ہاتھ رکھا.

"روحینہ سے پوچھ." دادو جلدی سے بولیں. اسی لمحے ایہاکے موبائل پہ روحینہ کی کال آنے لگی. اس نے کال پک کرکے موبائل کان سے لگایا.

"ہیلو روحینہ".

"ہاں ایہا تم نے ٹی وی دیکھا." دوسری جانب سے روحینہ کی پریشان سی آواز سنائی دی.

"جی.." وہ بس اتنا ہی کہہ سکی

"یار سکندر بھائی نے پنڈی جی ایچ کیو رابطہ کیاہے مگر وہ کہہ رہے ہیں کہ فی الحال لاہور سے کوئی کنفرم خبر نہیں آئی جب بھی کوئی نیوز آئیگی وہ بتادینگے. یار ابھی دیکھو نیوز میں بتا رہے ہیں کہ لاہور کے موبائہ سگنلز بھی بند کر دیئے ہیں. اب کیسے رابطہ ہو گا." روحینہ روہانسی ہورہی تھی. ایہا کی نظریں ٹی وی اسکرین کہ جانب اٹھیں جس پہ ٹکر چل رہا تھا کہ اس حادثے کے باعث لاہور اور اسکے مضافات میں موبائل سگنلز بند کردیئے گئے ہیں.

"سمجھ نہیں آرہا کیا کریں اتنی تیز بارش بھی ہورہی ہے. ممی کا بی پی بھی شدید لو ہو گیا ہے".

"آپ حوصلہ کریں اور آنٹی کا خیال رکھیں" وہ جب بولی تو اسکا لہجہ اطمینان دلانے والا تھا.
"تم بھی اپنا خیال رکھنا یار." روحینہ بولی اور ایہانے اللہ حافظ کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا.
"کیا کہہ رہی ہیں روحینہ آپی." عامر نے اسکا شانہ ہلایا. اسنے مختصراً سب بات اسے بتا دی.
"ہائے اللہ میرے بچے کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا." امی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا.
"صبر کریں بیگم "ابو مضبوط لہجے میں بولے. کمرے میں موجود تمام نفوس ٹی وی اسکرین پہ نظریں جمائے ہوئے تھے. باہر بارش مدھم سی جلترنگ بجاتی تیزی سے جاری تھی. دو گھنٹے گزر جانے کے بعد رینجرز نے بلآخر میڈیا کو جائے وقوعہ پہ جانے کی اجازت دیدی تھی اور اب اسکرین پہ تباہ حال آرمی کی لاری کا منظر دکھایا جارہا تھااور ساتھ ساتھ نمائندہ بھی چیخ رہا تھا. "جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آرمی کی یہ لاری مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے. امدادی ٹیمیں اور بم ڈسپوزل اسکواڈ اپنا کام کر کے جاچکے ہیں. ابھی کچھ دیر تک وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات جائے وقوعہ کا دورہ کرینگے. اور کچھ اہم کاروائیوں کے بعد لاری میں سوار فوجیوں کے ناموں کی لسٹ جاری کر دی جائیگی."ایہا اٹھ کر صحن میں نکل آئی اسکا دل جیسے بند ہو رہا تھا. بارش کی بوندیں بناء شور کیئے تیزی سے گر رہی تھیں اور صحن کا سارا فرش جل تھل تھا.
"بیا اگر میں شہید ہو گیا تو کیا تم دوسری شادی کرلو گی" اسکے آس پاس ایک مانوس سی سرگوشی گونجی تھی. ایہانے ایک قدم آگے بڑھایا بارش کا ٹھنڈا یخ پانی اسکے ننگے پیروں کو

بھگونے لگا.

"میں تمہیں بہت چاہتا ہوں بیا بہت زیادہ." اسنے آنکھیں بند کر کے چہرہ آسمان کیجانب اٹھالیا. برستی بوندیں اسکے چہرے کو بھگونے لگی تھیں.

"آپی جلدی آؤ. فوجیوں کے نام بتارہے ہیں." عامر کی تیز پکار پہ وہ بے طرح چونکی اور پھر بجلی کی سی سرعت سے بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی. ٹی وی پہ ناموں کی لسٹ کے ٹکر چل رہے تھے اور نیوز کاسٹر بھی چیخ رہی تھی.

"میجر عمر عظیم, لیفٹیننٹ شبیر احسن, کیپٹن احمد علی, کیپٹن زبیر اسلم, لیفٹیننٹ زوہیب چغتائی اور کیپٹن ولید حسن." ابیہا کا دل ڈوبنے لگا.

ہائے اللہ میرا بچہ. "امی رونے لگیں

"ذرائع کے مطابق ان چھ میں سے چار کی شہادت کی تصدیق ہو چکی ہے جبکہ بقیہ دو شدید زخمی ہیں. کچھ دیر تک شہداء کے متعلق آئی ایس پی آر کیجانب سے پریس ریلیز جاری کر دی جائیگی سی ایم ایچ کے قریب سیکیورٹی بہت سخت ہے اور میڈیا کو ہاسپٹل کے اندر جانے کی اجازت نہ ملنے کے باعث فی الحال یہ کہنا مشکل ہے کہ ان بتائے گئے ناموں میں سے کون کون شہید ہو چکے ہیں."نیوز کاسٹر بتارہی تھی.

"ہائے میری بچی کا کیا ہو گا اب."امی روتے روتے بولیں.

"صبر کریں بیگم اگر وہ شہید بھی ہو گیا ہے تو یہ بھی ہمارے لئے سعادت کی بات ہے. اور آپی کیلیئے فخر کی بات ہو گی کہ اسکا شوہر وطن کیخاطر شہید ہو گیا. "ابو کا لہجہ بہت مضبوط تھا. امی اور دادو اک دوسرے سے لپٹ کر رونے لگیں. نیہا ایک جانب چپ چاپ سی بیٹھی تھی. "بیٹھ جاؤناں آپی. "عامر نے نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا مگر وہ بیٹھنے کی بجائے اپنے کمرے میں چلی آئی تھی. وضو کر کے اسنے جائے نماز بچھائی اور عشاء کی نماز کی نیت باندھ لی. رب کے روبرو حاضر ہوتے ہی اسکے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ نماز کے دوران ہچکیوں سے روتی رہی. سلام پھیر کر اسنے دعا کیلیئے ہاتھ اٹھائے تو ولید کا ہنستا مسکراتا چہرا اسکے آنکھوں کے سامنے آگیا یہ خیال اسکے دل کو چیرنے لگا کہ شاید اب وہ کبھی یہ چہرانہ دیکھ سکے گی وہ سجدے میں گر کر تڑپ تڑپ کے رو دی. "یا اللہ! مجھے ثابت قدم رکھ... مجھے مضبوط بنادے... مجھے صبر عطا فرمادے.. "وہ ہچکیوں کے درمیان بس یہی الفاظ دہرائے جا رہی تھی. اسکا وجود جھٹکوں کی زد میں تھا. کچھ لمحوں بعد اسنے نوافل کی نیت باندھ لی. نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا. خالق کے سامنے جھک جانے سے اسکے بیقرار دل کو قرار آنے لگا تھا. دور دور سے فجر کی اذانوں کی آوازیں آنے لگیں تو اسنے سلام پھیر لیا. دفعتاً عامر دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا وہ اسکی جانب متوجہ ہو گئی. "آپی آپی... ابھی بھی آئی ایس پی آر نے پریس ریلیز جاری کی ہے.. ولید بھائی زندہ ہیں.. مگر بہت زخمی ہیں.. انہوان نے

اپنے میجر کی جان بچائی ہے اور لاہور کے موبائل سگنلز بھی کھل گئے ہیں. سکندر بھائی اور ابو دو گھنٹے بعد لاہور جارہے ہیں." عامر نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان اسے ساری بات بتادی تھی اور پھر جلدی سے واپس چلا گیا تھا. لاؤنج سے نیوز کاسٹر کے چیخ چیخ کر بولنے کی آوازیں آرہی تھیں. ولید نے اپنے میجر کی جان بچانے کی خاطر خود کو موت کے منہ میں دھکیل دیا تھا.

ایہا کی سماعتوں تک کچھ بھی نہ پہنچ رہا تھا.وہ نہیں سننا چاہتی تھی کہ ولید کتنا زخمی ہے اسکے بچنے کی امید ہے بھی یا نہیں. اسکا دل بس اسکی زندگی کی نوید پاکر " فبای الاء ربکما تکذبن "کا ورد کررہا تھا. اس نے نماز فجر کی نیت باندھ لی. اب اسے ربِ کائنات سے اپنے شوہر کی زندگی اور صحت کی دعا مانگنی تھی.

اس کمانڈ کے میجر, میجر عمر عظیم کو صبح تک ہوش آیا تھا اور نیوز چینلز کے نمائندوں نے سی ایم ایچ کیطرف دوڑ لگادی تھی. میجر صاحب کی حالت خطرے سے بالکل باہر تھی لہٰذا آرمی نے میڈیا کو ان سے بات کرنیکی اجازت دیدی تھی. انکی زبانی تمام تر واقعہ میڈیا تک پہنچا تھا. دراصل کینٹ ایریا کے قرب وجوار میں کسی خودکش حملے کے متعلق حساس اداروں نے کافی روز سے آگاہ کر رکھا تھا. گزشتہ چار دن سے رات کے وقت پانچ جوانوں کی یہ کمان میجر عمر کی

کمانڈ میں علاقے کا گشت کرتی تھی. گزشتہ رات وہ لوگ گشت لگا کر واپس جا رہے تھے کہ عین سڑک کے بیچوں بیچ کھڑے ایک آدمی کی وجہ سے لاری روک دینا پڑی. وہ آدمی دوڑ کر لاری کے قریب آیا ہی تھا کہ ولید نے ایک ہاتھ سے لاری کا دروازہ دھاڑ سے کھولا اور میجر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر لاری سے باہر چھلانگ لگائی. دوسری جانب سے کیپٹن زبیر بھی لاری سے کودا اور اسنے اس آدمی کو دبوچا ہی تھا کہ اسنے خود کو دھماکے سے اڑا لیا. ولید میجر صاحب کو بازوؤں میں دبوچ کر سڑک کے کنارے پہ کود گیا تھا اور وہ دونوں اوپر نیچے گرے تھے. جو آخری چیز میجر کو یاد تھی وہ یہ تھی کی انکا وجود ولید کے نیچے دبا ہوا تھا اور ولید کا پورا وجود تیزی سے خون سے تر ہوتا جا رہا تھا. دھوئیں کثافت اور شدت کی آگ لگنے کے باعث وہ بیہوش ہو گئے تھے اور اب تمام رات انڈر آبزرویشن رہنے کے بعد وہ خود کو کافی بہتر محسوس کر رہے تھے. وہ ولید کے شکر گزار تھے جس نے انکی ڈھال بن کر ہر زخم اپنے وجود پہ کھایا تھا. یہ خبر آتے ہی میڈیا پہ ولید کی شان میں قصیدے پڑھے جانے لگے تھے. صدر و وزیر اعظم نے بھی اسکو خراج تحسین پیش کیا تھا.

ادھر ولید کی حالت بہت تشویش ناک تھی. ڈاکٹرز کچھ خاص پر امید نہ تھے. ابو اور سکندر نے لاہور جاتے ہی اسکو اسلام آباد شفٹ کروانا چاہا مگر فی الحال اسکی حالت نقل و حرکت کے قابل نہ تھی ڈاکٹرز نے اگلے چوبیس گھنٹے اسکیلیئے سخت تشویشناک قرار دیدیئے تھے.

شکیلہ بیگم کو غش پہ غش آرہے تھے. دادو کا بی پی شوٹ کر گیا تھا جبکہ امی کو تیز بخار نے آلیا تھا. گھر میں مہمانوں کا تانتا بندھ گیا اور ایہا اور نیہا امی اور دادو کی تیارداری اور مہمانوں کی مہمانداری کے درمیان گھن چکر بن کر رہ گئی تھیں. ایہا تو اپنا غم کسی سے کہہ بھی نہ سکتی تھی. اور اوپر سے خاندان والوں کی عجیب عجیب باتیں.. اسے سمجھ نہ آتی کہ یہ لوگ اسکا غم بانٹنے آتے ہیں یا بڑھانے... وہ چلتے پھرتے ولید کی صحت و زندگی کی دعائیں کر رہی تھی. وہ چوبیس گھنٹے اسنے جیسے کانٹوں پہ چل کر گزارے تھے. دعائیں مانگ مانگ کر اسکا حلق سوکھ گیا تھا. خدا خدا کر کے ستائیس گھنٹوں بعد ولید کو چند منٹوں کیلیئے ہوش آیا تھا اور ڈاکٹرز کی امید پھر سے جاگ گئی تھی. ٹی وی پر اس خبر کو بریکنگ نیوز کے طور پر چلایا گیا تھا اور پھر شام تک سکندر نے ولید کو ائیر ایمبولنس کے ذریعے سے اسلام آباد سی ایم ایچ منتقل کروالیا تھا.

ولید کے جسم پہ لاتعداد زخم تھے جن سے بہت سا خون ضائع ہو چکا تھا. معجزاتی طور پر اسکے جسم کی کوئی ہڈی متاثر نہ ہوئی تھی مگر پنڈلیوں کا گوشت بری طرح جھلس گیا تھا. جسم میں کانچ کے ٹکڑے پیوست ہو گئے تھے جنکو ابتدائی طور پر ہی نکال لیا گیا تھا. اسکے علاوہ بھی جسم کی کھال کافی جل گئی تھی. خون بہت زیادہ ضائع ہونے کے باعث فی الحال اسکی سرجری کو مؤخر کیا گیا تھا اسے زیادہ تر سکون آور ادویات کے زیر اثر رکھا جاتا تھا کیونکہ ہوش میں

آنے کے بعد زخموں کی تکلیف اسکیلیئے ناقابل برداشت ہو جاتی تھی. وہ جب پہلی بار روحینہ کے ہمراہ آئی سی یو میں داخل ہوئی تھی تو سفید پٹیوں میں ڈھکا وہ وجود اور زخم زخم وہ چہرا اسکی پہچان میں نہ آیا تھا.. اسکے وجود پہ لاتعداد نلکیاں اور سوئیاں پیوست تھیں. بائیں ہتھیلی کی پشت پہ پیوست ڈرپ کے ذریعے قطرہ قطرہ خون اسکے جسم میں منتقل ہو رہا تھا. جبکہ ہارٹ ریٹ مانیٹر پہ ابھرتی چلتی غیر متوازی لکیریں اسکے دل کی دھڑکنوں کے متوازن ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں. وہ لرزتے قدموں کیساتھ چلتی اسکے بیڈ کے قریب آئی. اسکے چہرے پہ لگے آکسیجن ماسک پہ ابھرتی اور معدوم ہوتی دھند اسکی چلتی سانسوں کا پتہ دے رہی تھی. اسکے گالوں پہ گہرے زخم تھے پیشانی سفید پٹی میں جکڑی ہوئی تھی. ایہاکے ہونٹ کپکپانے لگے آنکھوں میں دھند اترنے لگی. تبھی روحینہ نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھا اور اسکا ہاتھ تھام کر آئی سی یو سے باہر آئی تھی. ڈاکٹرز رات کے وقت کسی بھی گھر والے کو مریض کے پاس رکنے کی اجازت نہ دیتے تھے سو وہ سب گھر چلے آئے تھے. رات گئے تک وہ رب کے حضور سجدہ ریز ولید کی صحت کیلیئے فریاد کرتی رہی تھی. اگلے روز صبح صبح روحینہ چلی آئی تھی. امی اور دادو اسکے ساتھ ہاسپٹل جانے کو تیار ہو گئیں. انکے جانے کے بعد وہ چپ چاپ نیہا کیساتھ گھر کے کام کاج نمٹاتی رہی. دوپہر کے وقت امی اور دادو واپس لوٹیں تو روحینہ نے اسے ساتھ چلنے کو کہا. اسنے ابو کو کال کر کے ان سے اجازت لی اور اسکے ساتھ ہاسپٹل چلی آئی. لیکن

یہاں آتے ہی نجانے کیوں اسکا دل ڈوبنے لگا تھا. آئی سی یو کیطرف بڑھتے قدم ڈگمگانے لگے تھے. روحینہ اسے آئی سی یو کے پاس چھوڑ کر ڈاکٹر سے بات کرنے کا کہہ کر چلی گئی. وہ سست روی سے چلتی اندر داخل ہوئی. اور اسکے بستر کے قریب آرکی. آج بھی اسکے چہرے پہ آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا اور اسکی آنکھیں بند تھیں. ایہانے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا. ولید کی بند آنکھوں کے نیچے ہلکی سی جنبش ہوئی تھی اور پھر اسنے دھیرے دھیرے آنکھیں کھول دیں. وہ سیاہ آنکھیں جن میں دل موہ لینے والی چمک ہوا کرتی تھی اس وقت بالکل ویران سی لگ رہی تھیں. ایہا کی آنکھوں میں آنسو آگئے.
"ولید" وہ ذرا سا جھکی. ولید نے پلکیں جھپکیں. آسکیجن ماسک میں چھپے ہونٹ ذرا سا پھیلے تھے... اس تکلیف کے عالم میں بھی اسے دیکھ کر وہ مسکرانا نہ بھولا تھا.
"آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے اسکے بال سہلائے تھے. ولید نے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کرکے کھولا تھا. ایسے جیسے وہ اسے یقین دلا رہا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے.
"آپ تو ایک بہادر فوجی ہیں ناں." وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی تھی مگر اس مسکراہٹ میں بھی کرب تھا. ولید کے لب مسکرائے تھے گالوں کے زخموں میں شدید تکلیف ہونے لگی تھی مگر سیاہ آنکھوں میں چمک لہرائی تھی.
"جلدی سے بستر چھوڑ دیں. یہ خدمت کروانے کا اچھا بہانہ ڈھونڈا ہے آپ نے." وہ ایہا

کاظم نجانے کیسے اتنی مضبوط ہو گئی تھی کہ اس کرب کے عالم میں بھی ہلکی پھلکی گفتگو کر رہی تھی. دفعتاً ایک نرس کمرے میں داخل ہوئی.

"اسلام علیکم سر ہاؤ آر یو؟" اس نے ولید کی ڈرپ چیک کرتے ہوئے پروفیشنل لہجے میں پوچھا. ولید نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے منہ سے آکسیجن ماسک اتارنے کا کہا. نرس نے نرمی سے آکسیجن ماسک اسکے منہ سے الگ کیا. ولید نے ایک گہری سانس بھری.

"سسٹر... میری وائف... مجھے.. ڈانٹ رہی.. ہیں.." وہ رک رک کر انتہائی مدھم لہجے میں بولا تھا. بولنے سے گالوں کے زخم شدت سے دکھنے لگے تھے.

"اسکا مطلب ہے کہ آپ پہ آپکی وائف کی ڈانٹ کا بہت پازیٹو اثر ہوتا ہے. میم اب سے آپ ہر روز آکر انکو ڈانٹ پلایا کریں تاکہ یہ فوراً سے بستر چھوڑ دیں." نرس نے ولید کے ہاتھ سے ڈرپ الگ کرتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا.

"بالکل بستر تو انکو اب فوراً چھوڑنا پڑیگا" ایبہا کے لہجے میں استحقاق تھا. ولید ہلکا سا مسکرایا تھا.

"اوکے میم آپ اپنے ہزبینڈ کو اپنی نگرانی میں رکھیں اور خیال کیجیئے گا کہ یہ زیادہ باتیں نہ کریں." نرس ہدایت جاری کرکے چلی گئی تھی.

"بیا." ولید کیلیئے بولنا بہت تکلیف دہ عمل تھا مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اسکے سامنے ہوتی اور وہ اسے نہ پکارتا. ایبہا اسکے سرہانے جھکی.

"آپکو پتہ ہے آج کل ٹی وی پہ ہر وقت آپکی بہادری کا تذکرہ کیا جاتا ہے. مشہور ہو گئے ہیں آپ." اس نے مدھم آواز میں کہا تھا. قریب سے دیکھنے پہ اسے اندازہ ہوا تھا کہ ولید کے ہونٹوں اور ٹھوڑی پہ بھی ہلکے ہلکے زخم تھے جن کے گرد کھرنڈ جم رہی تھی.

"بہادر... فوجی... ہوں ناں.." وہ رک رک کر بولا تھا. ایہا کی آنکھیں بھرانے لگیں.

"جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پلیز" اسنے اسکی آنکھوں کو اپنی ہتھیلی سے ڈھک دیا تھا مبادا وہ اسکے آنسو نہ دیکھ لیتا .

"جیسا... حکم.. وائفی.." وہ زخم زخم چہرے کیساتھ مسکرایا تھا. ایہا نے رخ موڑ کر اپنی آنکھیں صاف کیں.

"میں کل آؤنگی. آپ سو جائیں" وہ کہہ کر تیز قدموں سے چلتی آئی سی یو سے باہر نکل آئی تھی. اسکی آنکھیں تیزی سے برس رہی تھیں. جان سے عزیز انسان کو اس قدر تکلیف میں دیکھنا اسے کرب سے بے حال کئے دے رہا تھا. وہ کوریڈور میں ہی ایک بنچ پہ بیٹھ کر آنسو بہانے لگی.

سرجری کے ذریعے سے ولید کے کولہوں سے گوشت کاٹ کر اسکی پنڈلیوں پہ ٹرانس پلانٹ کیا گیا تھا. اس تمام عرصے میں وہ سب اکثر وقت ہاسپٹل میں ہی گزارتے تھے. پندرہ سے

بیس دنوں کے بعد ولید کی حالت کچھ بہتر ہوگئی تھی. اور اسے پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا مگر اسکے مکمل ٹھیک ہونے میں ابھی نجانے کتنا وقت لگنا تھا. ان تمام دنوں میں وہ اور روحینی بمشکل چار سے پانچ بار یونیورسٹی جا سکی تھیں. آج وہ دونوں یونیورسٹی سے نکلی تو روحینہ نے اسے اپنے ساتھ ہاسپٹل چلنے کا کہا تو وہ ابو کو کال کر کے ان سے اجازت لیکر اسکے ساتھ چلی آئی. ولید کے کمرے میں اس وقت ایک آن ڈیوٹی نرس موجود تھی اور ولید نیم غنودگی میں تھا. وہ دونوں وہیں بیٹھ گئیں. روحینہ نے نرس سے ولید کی کنڈیشن کے متعلق استفسار کیا نرس نے اسے بتایا کہ تین سے چار دنوں تک ولید کو ہاسپٹل سے چھٹی مل جائیگی. انکی باتوں کی آوازوں سے ولید کی آنکھ کھل گئی تھی. نرس اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی. روحینہ اٹھ کر ولید کے بستر کے پاس گئی. "ولی بھیا." اسنے اپنے پیارے بھائی کی پیشانی پہ پیار کیا تھا.

"کیسے ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں. ممی کہاں ہیں" آج ولید کو بولنے میں اتنی تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی.

"میں اور ابیہا تو یونیورسٹی سے آئے ہیں. ممی شام میں آئینگی" روحینہ ے اسے بتایا.

"مجھے بھوک لگی ہے یار." ولید نے کہا اور پھر اسکے ہاتھ کا سہارا لیکر اٹھ بیٹھا. ابیہا ایک جانب صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی.

"کیا کھائینگے؟" روحینہ نے اسکے پیچھے تکیہ درست کیا.
"کچھ اچھا سا یار یہ پھیکے سوپ پی پی کر تنگ آ گیا ہوں." وہ بیزار سا نظر آرہا تھا.
"پیزا منگوالوں؟"
"ہاں منگوا لو کچھ تو منہ کا ذائقہ بدلے گا" وہ بولا.
"اچھا میں آتی ہوں" روحینہ کہہ کر اپنا موبائل اٹھا کر کمرے سے نکل گئی. ولید نے ایہا کیطرف دیکھا. جو ہمیشہ کیطرح سیاہ چادر کے حصار میں تھی.
"بیا! ایک گلاس پانی پلوادو گی" اس نے اسے مخاطب کیا. جبکہ پانی تو اسکے سرہانے ہی پڑا تھا. ایہانے فوراً سے اٹھ کر پانی کا گلاس بھرا اور اسکی طرف بڑھایا. ولید کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پٹیوں میں قید تھیں اسنے اپنے ہاتھ اسکے سامنے لہرادیئے.
"تم پلا دوناں میرے ہاتھوں میں درد ہوتا ہے" وہ از حد معصومیت سے بولا تھا. ایہانے گلاس اسکے ہونٹوں سے لگا دیا. وہ گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگا. "بس" اسنے ہاتھ اٹھا کر کہا تو ایہانے گلاس پھر سے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور پلٹی مگر ولید نے اسکی کلائی کو نرمی سے اپنی گرفت میں لے لیا تھا.
"ادھر بیٹھو. میں جی بھر کر تمہیں دیکھ تو لوں." وہ محبتوں سے چور لہجے میں بولا تو وہ سمٹی سمٹائی سی اسکے سامنے بیٹھ گئی. ولید کی والہانہ نظریں اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں. اور

اسے نجانے کیوں بیحد شرم آرہی تھی.

"پتہ ہے بیا جب مجھے لگا تھا کہ موت میرے بالکل قریب آگئی ہے تو میری آنکھوں میں صرف ایک چہرا ابھرا تھا." ولید نے نرم لہجے میں کہا.

"کس کا" ایہا نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا.

"وہ چہرا تمہارا تھا بیا." اس نے اسکا چہرا اپنے ہاتھوں میں بھر کر بھرائے ہوئے لہجے میں کہا تھا سیاہ آنکھوں میں نمی کی چمک لہرائی تھی. ایہا کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ریلا بہہ نکلا تھا.

"ولی." وہ بے اختیار اسکے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا کر رو پڑی تھی. ولید نے دھیرے سے اسکا سر سہلایا. "مت روؤ بیا." وہ پیار سے بولا تھا. ایہا نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا ولید کی آنکھوں میں بھی نمی تھی.

"کیوں روتی ہو. میں ہوں ناں تمہارے ساتھ دیکھو تمہاری محبت نے مجھے اس دنیا سے جانے بھی نہیں دیا. تمہارے بغیر وہاں بھی نہیں رہ سکوں گا." اسکے لہجے میں شرارت سی تھی.

اسکے دونوں ہاتھوں کو اسنے مضبوطی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام رکھے تھے. دفعتاً روحینہ اندر داخل ہوئی.

"آہم.. پیزا آنیوالا ہے لیکن مجھے کچھ کباب میں ہڈی والی فیلنگ آرہی ہے.." روحینہ شوخی سے بولی. ایہا نے بے اختیار ولید کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوائے. ولید ہنسنے لگا تھا.

"کباب میں ہڈی ہی ہو تم" وہ چڑانے والے انداز میں بولا تھا. ایہا جھینپ کر اسکے پاس سے اٹھ گئی .

"اوہو ایہا مت شرماؤ لڑکی." روحینہ ہنس رہی تھی. ایہا کا چہرا سرخ ہو گیا تھا. وہ دونوں اب ہنس ہنس کر اسے چھیڑنے لگے تھے.

وہ ہاسپٹل سے گھر پہنچی تو لاؤنج میں امی دادو اور نیہا موجود کسی مسئلے پر زور و شور سے بحث کر رہی تھیں. وہ باآواز بلند سلام کرتی وہیں ایک صوفے پہ بیٹھ گئی .

"بس امی اب مزید بحث نہ کریں." نیہا سخت اکتائی ہوئی نظر آرہی تھی.

"کیا ہوا امی؟" ایہا نے چادر اتار کر تہہ کرتے ہوئے امی سے دریافت کیا.

"کچھ نہیں ہوا. تمہیں گھر کے معاملات میں انٹرسٹ لینے کوئی ضرورت نہیں." نیہا چمک کر بولی.

"کیوں کیا میں اس گھر میں نہیں رہتی." اسے بھی غصہ آگیا.

"تم ولید کی بیوی ہو. اسلیئے اب تمہارا اس گھر پہ کوئی حق نہیں." نیہا کا لہجہ واانداز طعنے دینے کا سا تھا.

"چپ کر نیہا." امی نے اسے گھر کا اور ایہا سے مخاطب ہوئیں. "تمہاری پھپھو آئی تھیں. نیہا کو شادی کی شاپنگ کیلیئے ساتھ لیکر جانا چاہتی تھیں"

"تو تم گئی کیوں نہیں؟" اس نے نیہا سے پوچھا.
"تمہارے ہوتے ہوئے میں کیسے کہیں جاسکتی ہوں پہلے تمہارے سیر سپاٹے تو ختم ہوجائیں." نیہا کا لہجہ اچھا نہیں تھا. ایہا اسکے غصے کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی.
"میں نے آپا کو کہاہے کہ پہلے ولید مکمل طور پر صحتیاب ہو جائے پھر ہم نیہااور زبیر کی شادی کا سوچیں گے اسطرح سے تو مناسب ہی نہیں لگتا." امی نے اسے بتایا.
"ہاں.. اور وہ اگر زندگی بھر بستر پہ پڑا رہے تو میری شادی ہی نہ ہو گی." نیہا کی اس بات پہ اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا.
"ایسے تو نہ کہو آپی" وہ بے اختیار بولی.
"تو اور کیا کہوں ہاں... ہمیشہ تمہاری وجہ سے میری زندگی کی خوشیاں چھن جاتی ہیں. اور امی ابو کو تو تمہارے علاوہ کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا." نیہا ہاتھ نچا کر بولی.
"میں نے کیا کِیا ہے جو تم اتنی باتیں سنا رہی ہو" وہ بھی چڑ گئی.
"ہاں ہاں تم تو بڑی معصوم ہو ناں".
"بس کردو تم دونوں. تمہارے ابو آئینگے تو وہی فیصلہ کرینگے کہ کیا کرنا ہے."امی نے ہاتھ اٹھا کر قطعیت سے کہاتو نیہابرا سامنہ بنائے وہاں سے اٹھ گئی. پھر شام کو ابو آئے تو یہ معاملہ انکے آگے پیش کیا گیا. ابو بھی امی کی رائے سے متفق تھے مگر نیہا کی بدلحاظی اور قینچی کیطرح چلتی

زبان کے آگے انہیں ہار ماننا ہی پڑی تھی. نیہا کی شادی مقررہ تاریخ پہ ہی ہونا قرار پائی تھی. شکیلہ بیگم کو فون کر کے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے مبارکباد دینے کیساتھ کیساتھ یہ بھی جتا دیا کہ انکا بیٹا بستر پہ پڑا ہے اور ان لوگوں کو خوشیاں منانے کی سوجھ رہی ہے. چار روز بعد ولید کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا. اسکے زخم ابھی مکمل طور پہ نہ بھرے تھے اور ڈاکٹرز نے اسے کم سے کم بھی ڈیڑھ ماہ تک مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا. وہ بہت کمزور ہو گیا تھا. چہرے کی رنگت سنولا گئی تھی آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں اور وہ برسوں کا بیمار معلوم ہوتا تھا. شکیلہ بیگم تو دن رات اسکی تیمارداریوں میں لگ گئی تھیں. دوسری جانب ایہا کے گھر میں نیہا کی شادی کی تیاریاں عروج پہ تھیں جن کے باعث ایہا کیلیئے گھر سے نکلنا تو دور کی بات ولید فون کر کے ولید کا حال احوال دریافت کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا. یونیورسٹی سے بھی چھٹی کرنا ممکن نہ تھا کیونکہ سمسٹر ختم ہو رہا تھا اور اسکی آگے ہی اتنی چھٹیاں ہو چکی تھیں کہ وہ بس دھڑا دھڑ اپنے لیکچرز مکمل کرنے میں مصروف تھی. روحینہ سے بھی بس ہیلو ہائے ہی ہو پاتی تھی. شادی سے ایک ہفتہ قبل امی اور ابو ولید کے گھر جا کر کارڈ دے آئے. اور وہاں سے واپسی پہ امی کا موڈ خاصا خراب تھا. ابو بھی کچھ چپ چپ سے تھے. نیہا نے پوچھ ہی لیا تو امی جو آگے ہی بھری بیٹھی تھیں پھٹ پڑیں.

"ارے وہ ولید کی پھپھی کی لڑکی سخت بدتمیز ہے جاتے ہی ہمیں پڑ گئی کہ آپ لوگ کتنے

خود غرض ہیں کہ ایک داماد بستر پہ پڑا ہے اور دوسری بیٹی کی شادی کر رہے ہیں. اور غضب یہ کہ اسکی اس بکواس پہ نہ شکیلہ بہن کچھ بولیں نہ ولید اور سکندر." امی کی بات پہ نیہا کے ہونٹوں پہ ایک محظوظ ہونیوالی مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

"وہ تو ہے ہی بہت تیز لڑکی. ویسے ولید کی طبیعت کیسی ہے اب؟ نیہا نے پوچھا

"ٹھیک ٹھاک ہے. جب ہم گئے تبھی اسی علیشا کیساتھ کہیں باہر سے آیا تھا." امی اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولیں.

"اور شکیلہ آنٹی کا رویہ کیسا تھا؟" نیہا نے ہی پوچھا

"بس اجنبی سا انداز تھا انکا لیئے دیئے سا." امی سخت کبیدہ خاطر نظر آرہی تھیں. نیہا نے معنی خیز نظروں سے ایہا کیطرف دیکھا.

"ویسے امی یہ اونچے گھرانوں کے لڑکے قابل اعتبار نہیں ہوتے. انکے دل فٹبال کیطرح ادھر سے ادھر اچھلتے پھرتے ہیں" نیہانے خصوصیت سے اسے ہی سنایا تھا امی نے اسکی بات سے اتفاق کیا تھا اس وقت وہ ولید کے مکمل خلاف نظر آرہی تھیں. ایہا اٹھ کر اپنے کمرے میں آئی. اسے یکدم یاد آیا تھا کہ کئی روز سے ولید نے اس سے کوئی رابطہ نہ کیا تھا ورنہ وہ ایسا تو نہ تھا وہ تو لاہور میں انتہائی مصروفیات میں سے بھی اسکیلیئے چند لمحے کشید کر ہی لیتا تھا. اسنے موبائل اٹھا کر اسکا نمبر ملایا دوسری جانب سے کال کاٹ دی گئی تھی اور ساتھ ہی میسیج آیا تھا

"آئم بزی" پیغام کا انداز ہی اتنا ریزروڈ تھا کہ اسکا دل بجھ کے رہ گیا تھا. اس نے کچھ دیر بعد پھر کال ملائی. اس کا جواب پھر وہی تھی. اس نے بار بار کال ملانی شروع کر دی بلآخر اسنے کال پک کی تھی اور اسکی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی تھی. "کیا ہے"?

"آپ کہاں بزی ہیں".

"بس ہوں بزی ہوں. بولا ہے ناں تمہیں تو کیوں بار بار کال کر رہی ہو." اسکا لہجہ اکھڑا اکھڑا سا تھا.

"ولید.." وہ ہکا بکا سی بولی.

"پلیز بعد میں بات کرونگا میں تم سے. بائے." اسنے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا. ایہا موبائل ہاتھ میں پکڑے گم صم سی بیٹھی رہ گئی تھی. اسنے تمام رات انتظار کیا تھا مگر ولید نے دوبارہ رابطہ نہیں کیا تھا. اس دن کے بعد ایہامیں ہمت نہ پڑی تھی کہ اس سے رابطہ کرتی. پھر دن پر لگا کر اڑ گئے اور دسمبر کی چھٹیاں ہوتے ہی نیہا کی شادی کے فنکشن شروع ہو گئے. مایوں کی رسم والے دن اسنے روحینہ کو میسیج کر کے آنے کا کہا تھا مگر وہ نہ آئی تھی اگلے روز مہندی کی رسم تھی اس نے امی کو کہا کہ شکیلہ بیگم کو فون کر کے ایکبار یاددہانی کروادیں مگر امی نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اگر انہوں نے آنا ہو گا تو آجائینگی. وہ شام تک شدت سے انتظا کرتی رہی. پھر فنکشن شروع ہونے سے قبل اسنے روحینہ کو کال کی تھی. اس نے فوراً ہی

کال پک کرلی تھی .
"آپ آئی نہیں ابھی تک" اسنے کہا.
"کہاں؟" روحینہ کے لہجے میں لا علمی تھی.
"نیہا کی مہندی ہے آج روحینہ." وہ دکھی دل کیساتھ بولی تھی.
"اوہ گاڈ... ولی بھیا آج نیہا کی مہندی ہے." روحینہ نے ولید کو بتایا جو شاید اسکے آس پاس ہی موجود تھا .
"اچھا اچھا. علیشا کدھر ہے." ولید کی آواز اسے واضح طور پہ سنائی دے رہی تھی .
"گیسٹ روم میں ہوگی. ہاں ایہا سوری یار مجھے بالکل یاد نہیں رہا. اب اس وقت ہم لوگ مووی دیکھنے جارہے ہیں. نیہا کو میری طرف سے بہت مبارک دینا اور ہاں کل بارات میں میں ضرور آؤنگی. بائے" سلسلہ منقطع ہوگیا تھا ایہا دکھی دل کیساتھ واش روم میں آئی اور بہت سے آنسو بہاڈالے. امی نے باہر سے دروازہ دھڑ دھڑایا تو وہ منہ دھو کر باہر نکلی. تمام فنکشن میں خاندان اور محلے کی خواتین اس سے اسکے سسرال والوں کے نہ آنے کی وجہ دریافت کرتی رہیں اور وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہوتی بہانے بناتی رہی. رات کو جب سب سوگئے تو وہ شدید ٹھنڈ کے باوجود صحن میں تخت پہ آبیٹھی اور ولید کا نمبر ملایا. تیسری بیل پہ اسکی نیند میں ڈوبی "ہیلو" سنائی دی تھی.

"ولید میں ایہا بول رہی ہوں." وہ آہستہ آواز میں بات کر رہی تھی.

"ہوں.. کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک. آپ کیسے ہیں؟"

"فائن.. خیریت ہے اتنی رات کو کیوں فون کیا ہے؟"

"آپ اتنے دنوں سے مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے؟" اسکے لبوں سے شکوہ پھسل گیا تھا.

"تم بھی تو نہیں کر رہی." سنجیدہ سی آواز و لہجہ.

"میں نے آپکو اس روز کتنی کالز کی تھیں اور آپ نے آگے سے کتنا روڈلی بات کی تھی." شکوہ در شکوہ

"میں اتنے دنوں سے تمہاری راہ دیکھتا ہوں مگر تم نہیں آتی".

"میں کیسے آؤں. نیہا کی شادی کے فنکشنز چل رہے ہیں"

"ہاں جانتا ہوں. تمہاری بہن کی شادی ہو رہی ہے." ولید کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی.

"آپ لوگ آج کیوں نہیں آئے؟"

"مجھ میں کہیں آنے جانے کی بالکل ہمت نہیں ہے".

"مووی دیکھنے جانے کی ہمت تو تھی آپ میں." وہ طعنہ دیئے بناء نہ رہ سکی تھی.

"واٹ تم مجھے طعنہ دے رہی ہو".

"جی".

"پلیز ابیہا. میرا دماغ مت کھاؤ آدھی رات کو".

"ولید." وہ دکھ سے بولی

"بولو." اسکا لہجہ اکھڑا اکھڑا سا تھا. ابیہا کی آنکھوں سے ایک آنسو گرا.

"ولید آپ.." اسکی آواز حلق میں گھٹ کے رہ گئی تھی. دوسری جانب سے ولید کی گہری سانس بھرنے کی آواز سنائی دی تھی.

"روؤ نہیں." اسکا لہجہ سخت تھا. اور ابیہا کو تو ویسے ہی رونے کا بہانہ چاہیئے تھا. وہ گھٹی گھٹی سسکیوں سے رونے لگی اور اٹھ کر ڈرائنگ روم میں آبیٹھی مبادا گھر والے نہ جاگ جائیں.

"ابیہا.." ولید کی سنجیدہ سی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی تو اسکی سسکیوں میں شدت آگئی.

"بیا... پلیز.." اسکا لہجہ نرم پڑ گیا تھا.

"آئی لو یو وائفی. کیا مجھے تم سے خفا ہونے کا حق نہیں ہے؟" ولید کا لہجہ محبتوں سے چور ہو گیا تھا. ابیہا کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے.

"بیا... مت روؤ پلیز.. دیکھو اگر تم فوراً چپ نہ ہوئی تو میں اسی وقت تمہارے گھر آجاؤنگا."

ولید کی دھمکی کارگر رہی تھی ابیہا کی سسکیاں تھم گئیں.

"مجھ سے ملنے کب آؤ گی؟" چند ثانیے بعد اس نے پوچھا.

"میں نہیں آؤنگی." وہ روئے روئے لہجے میں بولی.

"کیوں؟"

"آپ لوگ آج کیوں نہیں آئے ولید. مجھے اتنی باتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے." اسکے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے .

"آئم سوری بیا. ممی کا موڈ آف ہے نیہا کی شادی کیوجہ سے وہ ماں ہیں اسلیئے انہیں اپنی اولاد سب سے زیادہ عزیز ہے".

"تو امی ابو کو بھی تو اپنی اولاد ہی عزیز ہے تبھی شادی کررہے ہیں نیہا کی".

"آئی کین انڈراسٹینڈ بیا. لیکن ممی کو نہیں سمجھا سکتا میں. بٹ کل ہم لوگ آئینگے. دس از آ پرامس"

"وعدہ توڑا تو؟"

"تو جو سزا دوگی مجھے منظور".

"ولید مجھے لگتا ہے آپ مجھ سے دور جارہے ہیں بہت دور.." وہ خوفزدہ سے لہجے میں بولی تھی.

"مجھے بھی یہی لگتا ہے بیا جیسے تم مجھ سے صدیوں کے فاصلے پہ کھڑی ہو اور میں چاہ کر بھی تمہیں پا نہیں سکتا.." ولید کے لہجے میں بھی عجیب سی اذیت تھی. ابیہا نجانے کیوں پھر سے رونے لگی تھی.

"ہاہ... بیا.. میری جان.. پلیز نہیں.. " اسکے لہجے میں درد تھا.
"ولید آپ مجھے چھوڑ دینگے کیا؟" وہ بہت ان سیکیور محسوس کر رہی تھی.
"تم میری ہو بیوی ہو بیا.. اتنا کمزور رشتہ تو نہیں ہے ہمارا." وہ جیسے تڑپ کے رہ گیا تھا.
"مجھے لگتا ہے جیسے"..
"بیا" ولید نے اسکی بات کاٹی."میری بات سنو تم میری بیوی ہو میری ہو صرف میری ہو بس. اب مزید کچھ مت کہنا اور آنسو بھی صاف کرو." ابکی بار اسکے لہجے میں ذرا سختی در آئی تھی. ایہا نے اپنے آنسو پونچھے.
"چلو اب سو جاؤ. کل ملاقات ہوگی ٹھیک ہے؟ "
"جی" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی.
"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں بیا. تم تو میری زندگی ہو. پلیز رویا مت کرو. تمہارے آنسو مجھے بہت تکلیف دیتے ہیں. آئی لو یو سو مچ." اسکا لہجہ محبتوں سے چور تھا.
"گڈ نائٹ" وہ بولی تھی.
"گڈ نائٹ" دوسری جانب سے کہا گیا تھا. سلسلہ منقطع کرکے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آئی سردی سے اسکی ٹانگیں جم گئی تھیں جیسے. وہ اپنے کمبل میں گھس گئی. ولید سے بات کرنے کے بعد بھی اسکا دل ہرگز مطمئن نہ ہوا تھا. وہ جب تک جاگتی رہی تھی آنسو بہاتی رہی تھی.

اگلے روز نیہا کی بارات کا فنکشن تھا. اور اس روز ولید وعدے کے مطابق شکیلہ بیگم روحینہ شزاء اور سکندر کو لے آیا تھا ان سب کے ساتھ ایک بن بلائی مہمان بھی تھی.. علیشا. ہمیشہ کیطرح سلیولیس میکسی پہنے لمبے بال کھولے ہلکے پھلکے میک اپ میں بے حد حسین. روحینہ نے آج البتہ لال رنگ کا لمبا فراک پہن رکھا تھا بڑا سا دوپٹہ اچھی طرح سینے پہ پھیلایا ہوا تھا اور بالوں کی فرینچ چوٹی بنا رکھی تھی. اس سادہ لک میں وہ بہت پاکیزہ نظر آرہی تھی. شزاء نے بھی آج پوری آستینوں اور دوپٹے سمیت کھلی شلوار اور شارٹ شرٹ پہن رکھی تھی. آج ان سب کا موڈ بھی اچھا تھا خاص طور پر شزاء سب سے بہت اچھی طرح ملی تھی. ایہا آف وائیٹ غرارہ اور پرپل شرٹ میں ملبوس تھی اور اسنے سر پہ آف وائیٹ حجاب لپیٹ رکھا تھا سوٹ کا دوپٹہ سینے پہ پھیلایا ہوا تھا ہلکے سے میک اپ کیساتھ وہ بہت اچھی لگ رہی تھی. ولید اسے دیکھ کر بھرپور انداز میں مسکرایا تھا. پھر نکاح اور کھانے کے بعد دلہن بن کر قیامت ڈھاتی نیہا کو اسٹیج پہ لا کر بٹھایا گیا تو ہی ایہا کو ذرا فراغت ملی. اسنے ولید کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں وہ ہال کے کونے میں علیشا کیساتھ کھڑا ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا. ایہا انہیں دیکھتی رہی اور پھر بقیہ تقریباً تمام فنکشن میں ہی ولید اور علیشا ساتھ ساتھ رہے تھے ولید نے ایہا سے بات کرنیکی کوشش بھی نہ کی تھی. نیہا کی رخصتی کے بعد وہ پھپھو

کیطرف ہی چلی گئی. کافی دیر وہیں بیٹھنے کے بعد وہ گھر آئی تھی اور پھر جب رات گئے اسے بستر پہ لیٹنا نصیب ہوا تو آنکھوں کے سامنے ولید اور علیشا کے ہنستے مسکراتے چہرے گھوم گئے تھے. اسنے موبائل اٹھا کر چیک کیا ولید کا کوئی میسیج یا کال نہیں تھی. ایہانے موبائل رکھدیا. اسے اپنی محبت کھو جاتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی. اگلے روز ولیمے میں نیہا کا روپ ہی نرالا تھا. رائل بلیو میکسی میں وہ حور لگ رہی تھی. ایہا سیاہ رنگ کے لمبے فراک میں سیاہ حجاب چہرے کے گرد لپیٹے سیاہ دوپٹہ سینے پہ پھیلائے میک اپ سے مبرا چہرا لیئے بہت سوگوار سی نظر آرہی تھی. لوگ سمجھ رہے تھے کہ وہ بہن کے رخصت ہو جانے کی وجہ سے ملول ہے مگر اسکے دل کا حال تو بس اسکا رب ہی جانتا تھا. اس روز بھی ولید کی ساری فیملی کیساتھ علیشا بھی چلی آئی تھی اور ولید سارے فنکشن میں اسی کیساتھ ساتھ رہا تھا. اس روز ولیمے کے فنکشن کے اختتام پر ایہا کاظم نے اپنی محبت کے کھو جانے کا یقین کر لیا تھا. اسنے دل سے اپنی شکست تسلیم کرلی تھی.

"شکر ہے نیہا اپنے گھر کی ہوگئی." امی نے دادو سے کہا.

"ہاں شکر ہے اللہ کا. اس لڑکی کا مسئلہ تو حل ہوا." دادو نے بھی امی کی ہاں میں ہاں ملائی.

"بس اب ایہا رہ گئی ہے لیکن اسکی طرف سے تو میں بڑی مطمئن ہوں. ولید اچھا لڑکا ہے."

امی صوفے پہ پاؤں سمیٹ کر بیٹھی تھیں. دادو بھی کاؤچ پہ کمبل اوڑھے نیم دراز تھیں جبکہ

ایہا کچن میں چائے بنا رہی تھی .
"اے بہو یہ ولید کیساتھ وہی لڑکی نہیں تھی جو اسکی پھپھی کی لڑکی ہے؟" دادو کو اچانک یاد آیا.
"ہاں امی جی. بڑی تیز لڑکی ہے جب ہم نیہا کی شادی کا کارڈ دینے گئے تھے تب بھی اسی نے بڑی بکواس کی تھی." امی کو تو علیشا اسی روز سے زہر لگتی تھی.
"تیز تو بہت لگتی ہی ہے وہ اور کپڑے کیسے برے پہنتی ہے. دوپٹہ تو شاید اسنے کبھی خریدا ہی نہیں." دادو نے بھی رائے زنی کی تھی.. علیشا پہ. ایہا چائے کپوں میں نکالنے لگی.
"ہاں اور امی جی میں نے ایک بات نوٹ کی ہے کہ ولید کل بھی اور آج بھی سارے فنکشن میں اسی کیساتھ ساتھ رہا آپی کیساتھ تو اسنے شاید سلام دعا بھی نہیں کی." امی نے پر سوچ انداز میں کہا. ایہا ٹرے اٹھائے لاؤنج میں آئی اور امی اور دادو کو چائے سرو کرنے لگی.
"ہاں بہو میں نے بھی یہ بات محسوس کی کہ ولید کا سارا دھیان اسی کی طرف تھا. اپنی بیوی کو تو اسنے نظر بھر کے دیکھا بھی نہیں حالانکہ کل اور آج آپی کتنی پیاری لگ رہی تھی." دادو نے چائے کا مگ لیتے ہوئے فکر مندی سے کہا. ایہا نے امی کو کپ تھمایا اور ٹرے میز پہ رکھ کر اپنا مگ اٹھا کر دادو کے برابر ہی بیٹھ گئی.
"اے آپی تیری بات ہوئی تھی ولید سے آج؟" امی نے اسے مخاطب کیا. ایہا نے نفی میں

گردن ہلا دی.

"مجھے تو فکر ہو رہی ہے آجکل کے لڑکوں کا کیا پتہ کب بدل جائیں. اور یہ ہماری بچی تو ہے ہی صدا کی احمق." امی اب فکر مند نظر آنے لگی تھیں.

"میں نے کیا حماقت کی ہے امی." وہ چڑ کے بولی.

"تجھے میاں کو قابو میں کرنا ہی نہیں آیا. تیری موجودگی میں تیرا میاں کسی اور لڑکی کے اردگرد منڈلاتا رہا اور تو کچھ نہ کر سکی." امی اب اس پہ غصہ نکال رہی تھیں.

"تو کیا کرتی میں. اگر ایک بندہ مجھ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا تو میں زبردستی کیسے کرتی." وہ بے بسی سے بولی.

"شوہروں پہ حق جتایا جاتا ہے میری بچی انہیں یوں بے لگام نہیں چھوڑا جاتا. اگر وہ علیشا کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا تو تو اسکے ساتھ ساتھ رہتی ہر جگہ علیشا خود ہی اسکا پیچھا چھوڑ دیتی. تو نے اپنی جگہ خالی کی تو وہ تیری جگہ آگئی".

"امی وہ میری جگہ نہیں آئی وہ کزن ہے ولید کی. کزنوں میں دوستی تو ہوتی ہی ہے." اسکا لہجہ کمزور تھا.

"اے پاگلے یہ کیسی دوستی ہے کہ تیرا شوہر تیری طرف دیکھے بھی نہ دوست کیوجہ سے. کیسی بیوقوف ہے تو آبی. جیسے ولید تیرے پہ فدا تھا کوئی اور لڑکی ہوتی تو اسے اپنی انگلیوں پہ

نچا کے رکھتی مگر تو نے تو اسے خود سے بیزار کر دیا ہے۔" دادو نے اسکے شانے پہ ہلکی سی دھپ لگائی۔

"تو میں کیا کروں میں انکے پیچھے پھرتی رہوں کیا۔" اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"پیچھے پھرنے والی کیا بات ہے اسمیں وہ تیرا شوہر ہے سب سے زیادہ اس پہ تیرا حق ہے۔ تو کیوں دوسری عورت کو یہ موقع دی رہی ہے کہ وہ تیرے شوہر پہ قبضہ کر لے۔" امی نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مگر امی ولید کہتے تھے کہ انکی زندگی میں میرے علاوہ کبھی کوئی لڑکی نہیں آئی۔" وہ معصومیت سے بولی۔

"او مردوں کے یہ سب ڈرامے ہوتے ہیں۔ تو پاگل ان باتوں پہ یقین کرتی ہے۔ محبت ایک طرف ہوتی ہے ملکیت ایک طرف۔ ولید تیرا شوہر ہے تو تجھے اس پہ اپنا حق جتانا چاہیئے تاکہ اسے پتہ چلے کہ وہ ادھر ادھر کی لڑکیوں میں تانکا جھانکی کرنے کیلیئے آزاد نہیں ہے۔ تھوڑا عقل کو ہاتھ مارا ابھی تیرا صرف نکاح ہوا ہے اور خالی نکاح ختم کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا مردوں کیلیئے۔" امی کی بات پہ اسکا دل ڈوب کے ابھرا تھا۔ اسکے بعد امی اور دادو بہت دیر تک اسے شوہر کو قابو میں رکھنے کے متعلق ٹپس دیتی رہی تھیں اور وہ چپ چاپ سنتی رہی تھی۔

نیہامکلاوے کی رسم کیلیئے اگلے روز صبح آئی تھی. دوپہر تک توزبیر بھائی بھی یہیں رکے پھر وہ شام کو آنے کا کہہ کر چلے گئے تو وہ سب لاؤنج میں آبیٹھے. ابو کچھ دیر کو دکان پہ چلے گئے تھے اور عامر بھی دوستوں کیساتھ کرکٹ کھیلنے نکل گیا تھا. نیہا کافی خوش باش نظر آرہی تھی. کچھ دیر تو نیہا زبیر کی تعریفوں کے پل باندھتی رہی پھر گفتگو کا رخ ولید کی فیملی کیطرف مڑ گیا اور پھر سے ولید کا علیشا کیطرف جھکاؤ اور ایہا کی بیوقوفی موضوع بحث بن گئی. ایہا اکتا کر اٹھ کے اپنے کمرے میں آگئی کچھ دیر بعد نیہا اسکے پیچھے چلی آئی.
"ادھر کیوں بیٹھی ہو" وہ اسکے سامنے ہی بیٹھ گئی.
"ایسے ہی" وہ منہ لٹکا کر بولی.
"ولید کیوجہ سے پریشان ہوناں." نیہا کا لہجہ نرم تھا. ایہا نے سر اثبات میں ہلا دیا.
"یار آپی یہ مرد ناں دنیا کی سب سے زیادہ ناقابل اعتبار مخلوق ہیں. انکی کسی بات پہ یقین نہیں کرنا چاہیئے. اور یہ امیر لڑکے تو ہوتے ہی کلی کلی منڈلانے والے بھنورے ہیں." نیہا بولی.
"مگر ولید تو کہتے تھے کہ انکو مجھ سے بہت محبت ہے اور میرے علاوہ وہ کسی سے محبت نہیں کرسکتے." ایہا کی آنکھوں میں نمی تھی.
"ہونہہ مرد کی محبت اور موسم کی بارش میں کوئی فرق نہیں ہوتا. مرد پہ محبت کیفیت کیطرح طاری ہوتی ہے.. عارضی اور ناپائیدار." نیہا کے لہجے میں تلخی تھی.

"کیا زبیر بھائی کی محبت بھی عارضی تھی؟" وہ جیسے ڈوب رہی تھی.

"تو زبیر کیا فرشتے ہیں. یہ شادی کے بعد جو ہر لڑکی خوش نظر آتی ہے ناں یہ خوشی نہیں بھرم ہوتا ہے جو اسے قائم رکھنا ہوتا ہے." نیہا کے چہرے سے مسکراہٹ کا پردہ ہٹ گیا تھا اور وہ بیزار نظر آرہی تھی.

"تو کیا ولید بھی." ایہا کی آواز ڈوب گئی تھی..

"تو ولید کونسا آسمان سے اترا ہوا ہے. ہیٹ آف دی مومنٹ میں اسنے تم سے نکاح تو کرلیا تھا مگر اسے بعد میں احساس ہوگیا ہوگا کہ تم اسکے اسٹینڈرڈ کی نہیں ہو سو وہ اپنی طرحداز کزن کیطرف متوجہ ہوگیا." نیہا کا تجزیہ اسے درست مگر بہت بے رحم لگا تھا.

"اب کیا ہوگا آپی." اسکی آواز کپکپا رہی تھی.

"تم ولید سے ڈائیریکٹ بات کرو کہ یہ کیا ڈرامہ لگایا ہوا ہے اسنے".

"مگر وہ تو میری کال پک نہیں کرتے." اسکا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا.

"تو گھر جاؤ اسکے اور سیدھی بات کرو اس سے کہ بھئی تمہارا کیا مسئلہ ہے. تم نے میرے ساتھ شادی کرنی ہے یا نہیں فیصلہ کرو." نیہا نے کہا. ایہا نے دھیرے سے سر ہلادیا.

"دیکھو ایہا شادی کے بعد بھی وہ یہی ڈرامے کرتا رہے تمہارے ساتھ اس سے بہتر ہے کہ ابھی کوئی فیصلہ ہوجائے. ابھی وقت تمہارے ہاتھ میں ہے تم باؤنڈ نہیں ہوئی مگر شادی کے

بعد لڑکی تو نہ آگے کی رہتی ہے نہ پیچھے کی." نیہا کی باتیں اسے ٹھیک لگ رہی تھیں. اسنے ولید سے بات کرنیکا فیصلہ کرلیا تھا.

اگلے روز وہ یونیورسٹی سے روحینہ کیساتھ اسکی طرف چلی آئی. امی کو اسنے بتادیا تھا کہ اسے یونیورسٹی میں دیر ہو جائیگی. ولید گھر پہ ہی تھا. روحینہ فریش ہونے اپنے کمرے میں چلی گئی تو وہ ولید کے کمرے کے دروازے تک آئی. کچھ جھجھکتے ہوئے اسنے دروازے پہ دستک دی.
"یس" اندر سے ولید کی آواز آئی تھی. وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی. ولید صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا جبکہ علیشا فلور کشن پہ بیٹھی اس سے باتیں کررہی تھی. اسکی آمد پہ دونوں اسکی جانب متوجہ ہوگئے اور ایہا جو گزشتہ رات سے ولید سے بات کرنیکی ہمت جمع کررہی تھی اس وقت نجانے کیسے اتنی باہمت ہوگئی تھی کہ سخت لہجے میں علیشا سے بولی. "آپ ذرا باہر جائیے مجھے ولید سے کچھ ضروری بات کرنی ہے".
علیشا نے ایک نظر ولید کیطرف دیکھا اور لاپرواہی سے شانے اچکا کر اوکے کہتی کمرے سے چلی گئی.
"یہ کیا بدتمیزی ہے ایہا." ولید بولا.
"مجھے تمیز مت سکھائیں ولید. کیونکہ اس سبق کی سب سے زیادہ ضرورت آپکو ہے.", اسکا

لہجہ تلخ تھا

"بڑی تپی ہوئی ہو. خیریت ہے" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا.

"علیشا یہاں کیوں بیٹھی ہوئی تھی." اسکا لہجہ جرح کرنیوالا تھا.

"باتیں کر رہے تھے ہم." اسنے لاپرواہی سے جواب دیا.

"ایسی کونسی باتیں ہیں آپ دونوں کی جو ختم ہی ہونے پہ نہیں آتیں".

"ہیں کچھ باتیں. تم بیٹھوناں".

"مجھے نہیں بیٹھنا." وہ بلند آواز میں بولی.

"مت بیٹھو مگر اپنی آواز آہستہ رکھو." اسکے چہرے پہ سنجیدگی در آئی تھی.

"کیوں میں اپنی آواز آہستہ کیوں رکھوں. آپ خاموشی سے یہاں بیٹھ کر اپنی کزن کیساتھ رومانس کرتے رہیں اور میں اپنی آواز آہستہ رکھوں." ایہا کی آواز بلند ہو گئی تھی. ولید ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا.

"واٹ.. یہ کیا کہہ رہی ہو تم"

"وہی کہہ رہی ہوں جو سچ ہے. آپ مجھے دھوکہ دے رہے ہیں. علیشا کیساتھ چکر چلا رہے ہیں." وہ چلائی تھی.

"انف ایہا." وہ چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے اسکے مقابل آ کھڑا ہوا. "وہ بات مت کرو جو

تم جانتی ہی نہیں ہو".

"میں سب جانتی ہوں. آپ جھوٹے ہیں. مجھ سے محبت کے جھوٹے وعدے کرتے رہے ہیں آپ اور.. اور اب آپکو پچھتاوا ہو رہا ہے کہ آپ نے مجھ جیسی فضول سی لڑکی کیساتھ نکاح کیوں کرلیا." اسکی آنکھوں میں آنسو اور لہجے میں غصہ تھا.

"تمہیں کیا لگتا ہے میں اٹھارہ سال کا ایک ناپختہ ذہن والا لڑکا ہوں جو آئے دن اپنی پسند بدلتا رہے گا. تم میری بیوی ہو گرل فرینڈ نہیں"..

"آپ جیسے امیر لوگوں کیلیئے نکاح کی کیا ویلیو." وہ اسکی بات کاٹ کر بولی.

"واٹ ڈو یو مین ابیہا. یہ تم کس قسم کی فضول باتیں کر رہی ہو." وہ حیرت سے بولا تھا.

"اگر آپکو علیشا سے شادی کرنی ہے تو کرلیں اور دیدیں مجھے طلاق".

"جسٹ شٹ اپ.."وہ غصے سے چلا اٹھا تھا."طلاق کا مطلب سمجھتی ہو تم.ہاں.زندگی مذاق ہے کیا تمہارے لیئے." اسنے اسے شانوں سے تھام کر جارحانہ انداز میں پوچھا تھا.

"بے وفائی سے بہتر ہے طلاق." اسکے آنسو بہہ نکلے تھے. ولید نے اسے جھنجھوڑ ڈالا.

"پاگل تو نہیں ہو گئی ہو تم."اسکے ہاتھوں کی سخت گرفت اسکی بازوؤں کو تکلیف دے رہی تھی. "ابیہا پلیز سٹاپ دس.. ہمارا رشتہ بہت پیارا ہے پلیز ڈونٹ سپائل اٹ پلیز." وہ سخت ذہنی الجھاؤ کا شکار لگنے لگا تھا.

"میں نہیں آپ سپائل کر رہے ہیں اس رشتے کو. دھوکہ دے رہے ہیں آپ مجھے اس علیشا کیلیئے." وہ آج کچھ سمجھنے نہیں آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی.

"مت نام لو اسکا بار بار اگر اسنے سن لیا تو کتنا دکھ ہوگا اسے".

"اسکے دکھ کی بہت فکر ہے آپکو اور میرا کیا.. میرے دکھ کی کوئی پرواہ نہیں ہے آپکو. میں جو آپکی اس بے اعتنائی کی وجہ سے پل پل مر رہی ہوں میری کوئی ویلیو نہیں." وہ خود کو اسکی سخت گرفت سے چھڑوا کے چلائی.

"ییا..." ولید کا لہجہ تنبیہہ کرنے والا تھا.

"آپ فیصلہ کریں ولید. میں کوئی کھلونا نہیں ہوں. انسان ہوں. رحم کریں مجھ پر." وہ قطیعت سے بولی.

"تم میری بیوی ہو." ولید کا لہجہ سخت اور سنجیدہ تھا.

"بیوی ہوں تو بیوی سمجھیئے ناں مجھے. گرل فرینڈ نہیں." اسکا لہجہ سنگلاخ تھا.

"اوکے اب میں تمہیں بیوی ہی سمجھوں گا."ولید کا لہجہ سنگلاخ تھا اور چہرے پہ سختی تھی.

ایہا واپس جانے کیلیئے پلٹی.

"اب سے میں تمہیں بیوی سمجھوں گا ایہا کا ظم لیکن پھر تم شکوہ مت کرنا مجھ سے.."ولید کی سنجیدہ آواز عقب سے ابھری تھی ایہا نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا وہ لب بھینچے ماتھے پہ بل

ڈالے اسکی طرف دیکھ رہا تھا. اسے نجانے کیوں اسکی سرد نگاہی سے خوف سا محسوس ہوا تھا. وہ لرزتے قدموں سے چلتی اسکے کمرے سے باہر آگئی تھی.

دسمبر کی چھٹیاں ختم ہوتے ہی اسکے پہلے سمسٹر کے امتحان شروع ہوگئے تھے وہ ذہن سے سب باتیں جھٹک کر پڑھائی میں لگ گئی. ولید نے اس روز کے بعد سے مکمل خاموشی اختیار کرلی تھی روحینہ کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ علیشا اپنے گھر جاچکی ہے اور اب بہت کم کم چکر لگاتی ہے. ولید کو بھی یکم فروری کو لاہور چلے جانا تھا. پندرہ جنوری کو وہ آخری پیپر دیکر گھر لوٹی تو امی کی زبانی معلوم ہوا کی شکیلہ بیگم نے آج کال کرکے کہا ہے کہ وہ شام میں آئینگی. ایہانے صرف اچھا کہہ دیا تھا. مگر اسکا ذہن الجھ گیا تھا کہیں ولید نے انہیں اسکی شکایت نہ لگادی ہو اور وہ امی ابو سے اسکی شکایت کرنے آرہی ہوں. وہ سوچ سوچ کر الجھتی رہی مگر شکیلہ بیگم کی ولید کیساتھ آمد کے نے تو اس پہ جیسے ایٹم بم گرادیا تھا. وہ تو اسکی رخصتی کی تاریخ لینے آئی تھیں. انکا کہنا تھا کہ ولید کو ایہا کے پڑھنے پہ کوئی اعتراض نہیں مگر اب وہ رخصتی کروانا چاہتا ہے. ایہانے پزل سی ہوکر ولید کیطرف دیکھا جو خوش اخلاقی کا پیکر نظر آرہا تھا اس وقت.

"لیکن بہن اتنی جلدی ہم تیاری کیسے کرینگے." امی ہچکچائیں.

"ہمیں کچھ نہیں چاہیئے بہن. بس میری بہو مجھے دیدیں." شکیلہ بیگم مسکرا کر بولیں
"آنٹی میں سمجھتا ہوں کہ نکاح کے بعد میاں بیوی کو ایکساتھ رہنا چاہیئے ورنہ اختلافات بڑھتے ہیں. ویسے بھی میں فروری میں لاہور چلا جاؤں گا پھر ایہا یہاں رہے یا وہاں اٹس اپ ٹو ہر." ولید سبھاؤ سے بولا.
"دیکھیں کیا حرج ہے اسمیں. ایہا ولید کی بیوی ہے." شکیلہ بیگم بولیں. امی ابو نے سر ہلایا.
"ٹھیک ہے بہن. آپکی بہو ہے جب چاہیں لے جائیں." ابو مسکرا کر بولے تھے. ایہا نے ولید کیطرف دیکھا وہ محظوظ ہونیوالے انداز میں مسکرا کر اسکی طرف دیکھ رہا تھا. وہ اٹھ کر کچن میں چلی آئی اور آنسو بہانے لگی.
"یہ ساون بھادوں کا سین رخصتی کے وقت کر لینا." ولید کی آواز پہ وہ بے طرح چونکی تھی.
"مجھے آپ سے بات نہیں کرنی." وہ دوپٹے کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے بولی.
"اب تو ساری زندگی مجھ سے ہی بات کرنی پڑیگی تمہیں" وہ کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر بولا.
"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ." وہ پھر سے رو پڑی.
"بیوی سمجھ رہا ہوں تمہیں اور بیوی کو تو شوہر کے گھر پہ ہی رہنا چاہیئے." ولید کے چہرے پہ دل جلانے والی مسکراہٹ تھی.
"یہ صرف ضد کا بندھن ہو گا میں جانتی ہوں." وہ بہتے آنسوؤں کیساتھ بولی.

"جب جانتی ہو تو روک کر دکھادو. ایہا کا ظم تمہاری زندگی میں اب سے وہی ہو گا جو ولید حسن چاہے گا. میں بتاؤں گا تمھیں کہ شک کا کیا انجام ہوتا ہے." وہ اسکے سامنے رک کر ایک ایک لفظ رک رک کر ادا کر کے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن سے چلا گیا تھا. ایہا وہیں جامد رہ گئی.

رات کا آخری پہر چل رہا تھا مگر ایہا کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان تک نہ تھا. اسکے دھیان کا محور وہ شخص تھا جس سے کہنے کو تو اسکا سب سے گہرا رشتہ تھا لیکن در حقیقت یہ رشتہ کتنا کمزور سا تھا. اسے ہرگز بھی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ وہ کیا کرے کس طرح اس صورتحال کو ہینڈل کرے. امی نے تو اسکی بات ہی نہیں سنی تھیں انکا صاف جواب تھا کہ باقی کی پڑھائیاں اپنے شوہر کے گھر جا کر کرنا. وہ سوچ سوچ کر پاگل ہونیوالی ہوگئی تھی. مگر کوئی راستہ سجھائی نہ دے رہا تھا. اسکی شادی کی تاریخ ٹھیک ایک ہفتے بعد کی طے ہوئی تھی اور اسے لگ رہا تھا کہ وہ ڈپریشن کیوجہ سے جلد ہی پاگل ہو جائیگی. نیہا کو زبیر اور پھپھو بالکل بھی میکے نہ آنے دیتے تھے اور اسکے وہ فینٹسی ورلڈ کا و.ن بالکل بکھر کر رہ گیا تھا. ایہا کو اپنا مستقبل بھی نیہا کے جیسا ہی نظر آنے لگا تھا.

"آپی" وہ اپنے کمرے میں کتابوں کے ریک میں رکھی کتابوں کی ترتیب صیحح کر رہی تھی جب امی کی تیز پکار پہ اس نے "جی امی" کی لمبی ہانک لگائی پھر ہاتھ جھاڑتی ہوئی تیزی سے

لاؤنج میں آئی اور پھر اسکی اسپیڈ کو بے اختیار ہی بریک لگے تھے. کیونکہ سامنے ہی صوفے پہ ولید ٹانگ پہ ٹانگ رکھے براجمان تھا.

"اس... اسلام علیکم!" وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی.

"وعلیکم السلام!" ایک سرسری سی نظر اس پہ ڈال کر وہ پھر سے امی کیجانب متوجہ ہو گیا.

"آنٹی آجکل تو سب کچھ ریڈی میڈ ہے. بس جیب میں پیسہ ہو تو سب فوراً سے ہو جاتا ہے".

"ہاں بیٹا کہتے تو تم ٹھیک ہو لیکن بیٹی والوں کی تیاری بھی تو زیادہ ہوتی ہے. "امی نے تفکر آمیز انداز میں کہا تھا.

"آنٹی مجھے تو مستقلاً ادھر رہنا ہی نہیں ہے. اور میرا ارادہ ہے کہ ایہا کو بھی اپنے ساتھ ہی لیکر جاؤں گا. تو اب دوسرے شہروں میں سامان اٹھائے اٹھائے پھرنا تو ممکن نہیں ہوتا." ولید نے لاپرواہی سے جواباً کہا. ایہا کچن میں چلی آئی اور چولہے پہ چائے کا پانی چڑھایا.

"وہ تو تمہاری بات ٹھیک ہے بیٹا مگر بیٹی کو خالی ہاتھ بھی تو رخصت نہیں کیا جاسکتا".

"کم آن آنٹی میں ان فرسودہ روایات کو بالکل بھی پسند نہیں کرتا. اصولاً تو نکاح کے بعد ایہا میری ذمے داری ہے لہٰذا اسکو جو بھی چاہیئے ہو گا وہ میں خود دلوادونگا. آپ بالکل ٹینشن نہ لیں. بس ایہا کو بلوادیں تاکہ ہم نکلیں پھر." ایہاتک اسکی آواز واضح طور پر پہنچ رہی تھی. وہ کچن کے دروازے پہ نمودار ہوئی.

"آپی جا بیٹا کپڑے بدل لے. ولید کیساتھ شاپنگ پہ جانا ہے تو نے." امی کی ہدایت پہ اسکے اندر غصے کا ابال سا اٹھا تھا.

"میں..." اس نے اعتراض اٹھانا چاہا مگر امی کی گھوری پہ مڑ کر کچن میں آئی اور چولہا بند کر کے واپس اپنے کمرے میں چلی آئی. کپڑے تبدیل کر کے بالوں کو جوڑے میں لپیٹا اور سیاہ چادر اوڑھ کر لاؤنج میں نکل آئی. ولید اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا.

"اچھا آنٹی پھر واپسی شام تک ہو گی کیونکہ راستے سے ہمیں ممی اور روحی کو پک کرنا ہے اور ممی کا ارادہ ہے کہ آج ساری امپورٹنٹ شاپنگ کر لیں. اسلیئے دیر ہو گئی تو پریشان مت ہویئے گا." ولید نے امی کو اطمینان دلوانے کے انداز میں کہا تھا. ایہا دل ہی دل میں جل کر راکھ ہو رہی تھی.

"ٹھیک ہے بیٹا. جیتے رہو." امی نے پر شفقت انداز میں اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا. پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے.

"ایسی سوگوار شکل کیوں بنا رکھی ہے؟" گاڑی سڑک پے فراٹے بھر رہی تھی جب ولید نے اسے مخاطب کیا تھا. وہ کچھ نہ بولی. بس اپنی انگلیاں مروڑتی رہی.

"ان بیچاری انگلیوں پہ رحم کرو.. ابھی تمہاری کافی پڑھائی باقی ہے." وہ ہلکا سا ہنسا تھا ایہا

گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا. اسکے گال کا زخم بہت حد تک مندمل ہو چکا تھا.
"ایسے کیوں گھور رہی ہو. مانا کہ میں بہت ہینڈسم ہوں لیکن تمہارا تو شوہر ہوں. تم نے تو ساری عمر مجھے ہی دیکھنا ہے." اسکے ہونٹوں پہ چڑانے والی مسکراہٹ تھی. ایہا گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی.
"چپ کا روزہ رکھ کر آئی ہو کیا؟" ولید نے پھر اسے چھیڑا. وہ تب بھی کچھ نہ بولی.
"مرضی تمہاری بھئی نہ بولو. میں میوزک سے دل بہلا لوں گا." ولید نے لاپرواہی سے کہہ کر کیسٹ پلیئر آن کر دیا. ساحر علی بگا کی فریش سی آواز گاڑی میں گونجنے لگی.

ساکوں ڈھول مناوڑاں اے
بھانویں سِر دی بازی لگ جاوے

ولید نے والیوم تیز کر دیا. گاڑی جیسے وائبریٹ کرنے لگی تھی. ایہا نے گہری سانس بھری.

مٹھڑے بول جے بول دویں تے
سوہنڑیئے تیرا جاندا کی اے

ولید اب گانے کے بول ساتھ ساتھ دہرانے لگا تھا. اسکی فریش اور شوخ سی آواز اچھی خاصی سریلی تھی. ایہا کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا.

توں ہی جندڑی ناں وے کریئے

ایہہ ڈھولا فیر جی نوں جی اے

دل توں لے کے جان تلک ایہہ

جو کج وہ اے تیرے لئی اے

ولید کی آواز گلوکار کی آواز سے ہم آہنگ ہو رہی تھی. ایہا کی ہتھیلیوں میں پسینہ اترنے لگا.

اساں نئیں ازمانوڑاں اے

چل نئیں ازمانوڑاں اے

بھانویں سر دی بازی لگ جاوے

آئمہ بیگ کی پیاری سی آواز اور سرائیکی کے میٹھے میٹھے بول عجیب سا فسوں قائم کر رہے تھے.

ایہا نے گھبرا کر والیوم کم کر دیا.

"کیا ہوا؟" ولید نے پوچھا.

"میرا بہری ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے." وہ چڑ چڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی.

"دل بہرا نہیں ہونا چاہیئے بندے کا. کانوں کے بہرے ہونے سے کچھ نہیں ہوتا" اسکا لہجہ طنزیہ تھا. ایہا گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی. ولید نے ہاتھ بڑھا کر والیوم بڑھا دیا.

"تینو سوہنڑیا میری سوں اے

میرے نال دغا نئیں کرنا

مغنیہ کی آواز گاڑی میں گونجی تھی. ایہا کی پلکوں پہ نمی اترنے لگی.

شالا یار نصیب نہ ہووے

جنے پیار وفا نئیں کرنا

ولید کی آواز گلوکار سے بلند ہو کر ایہا کی سماعتوں میں اتر رہی تھی. اسکے دل پہ محبت آنسو بن کر گرنے لگی.

ست بسم اللہ کر کے ڈھولا

میں ہن عشق قضا نئیں کرنا

گانے کے بولی جیسے اسکے محبت کی پکار تھے.. ایہا نے ولید سے چھپتے ہوئے اپنی آنکھیں بے دردی سے مسل ڈالیں.

تیرے نال نبھاوڑاں اے

اساں عشق نبھاوڑاں اے

بھانویں سِر دی بازی لگ جاوے

ولید نے ہاتھ بڑھا کر کیسٹ پلیئر آف کر دیا. مگر بقیہ کا تمام رستہ اسکے لبوں پر یہی بول رہے تھے.

شام ہوتے ہی محلے کی لڑکیاں انکے گھر میں جمع ہو کر ڈھولک لے کے بیٹھ گئیں. اچھی خاصی رونق لگ گئی تھی. امی نے ابو کو پھپھو کے گھر سے نیہا کو لیکر آنے کیلیئے بھیجا تھا. ایہا بھی لاؤنج میں لڑکیوں سے ذرا پرے ہو کر بیٹھی ہوئی تھی. آج سارا دن وہ روحینہ اور شکیلہ بیگم کیساتھ شاپنگ بہت انجوائے کرتی اگر ولید ساتھ نہ ہوتا. اسکی مسلسل taunt کرنیوالی مسکراہٹ نے اسکی ساری خوشی کو غارت کر دیا تھا. اس نے روحینہ کو الگ لیجا کر بول دیا تھا کہ اسکی باقی کی شاپنگ وہ لوگ اپنی مرضی سے ہی کر لیں کیونکہ اسکا روز روز گھر سے نکلنا ممکن نہیں ہے. گھر پہ امی جیسے گھن چکر بنی ہوئی تھیں. گھر کے کام تو جیسے تیسے ایہا سنبھال ہی لیتی تھی مگر شاپنگ کیلیئے امی کو نیہا کیساتھ کی ضرورت تھی.

ابو دو گھنٹے بعد لوٹے تھے. امی کے استفسار پہ انہوں نے بتایا کہ پھپھو اور زبیر نیہا کو شادی سے دو دن قبل ہی بھیجنے پہ بمشکل رضامند ہوئے ہیں. امی دل مسوس کے رہ گئی تھی. جبکہ ایہا کا دل بھی بجھ گیا تھا. ہزار اختلافات کے باوجود وہ اس گھر میں اپنے یہ چند دن اپنی ماں جائی کی سنگت میں گزارنا چاہتی تھی. مگر زندگی میں جو ہم چاہتے ہیں ہمیشہ پورا تو نہیں ہوتا. ابو کا اترا ہوا چہرا بتا رہا تھا کہ وہ نیہا کی شادی شدہ زندگی کیطرف سے غیر مطمئن ہو گئے تھے. مگر اب وہ بے بس تھے. وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا.

\-

مایوں والے روز سادہ سے پیلے لباس میں میک اپ سے مبرا چہرا لیئے وہ پیلے دوپٹے کی اوٹ میں چہرا چھپائے محلے کی خواتین کے جھرمٹ میں بیٹھی ہوئی تھی. اس سادہ سے روپ میں بھی اسکا چہرا جیسے دمک رہا تھا. باوجود اسکے کہ اسکا دل بے چین تھا مگر اسکے چہرے پہ بہت روپ آگیا تھا. امی نے تو کئی بار اسکی نظر اتاری تھی. ابٹن کی رسم شروع ہونے کے کچھ دیر بعد ہی پھپھو اور زبیر بھائی کے ہمراہ نیہا بھی چلی آئی تھی. اور وہ دونوں بہنیں جب گلے ملیں تو دونوں کی آنکھیں برس پڑی تھیں. پھپھو نے اسے شادی تک یہیں رکنے کی اجازت بھی دیدی تھی.

ابٹن کی رسم بہت خوش اسلوبی سے انجام پائی اور رات گئے وہ دونوں بہنیں اپنے کمرے میں آمنے سامنے آبیٹھیں.

"تم خوش نہیں ہو آپی؟" ایپہا نے اپنی بہن کے حسین چہرے پہ چھائی سوگواریت کو دل سے محسوس کیا تھا.

"پتہ نہیں یہ خوشی کیا ہوتی ہے آپی." نیہا گہری سانس بھر کر بولی. "پتہ ہے آپی مجھے تم پہ بہت رشک آتا ہے.. تم کتنی لکی ہو اتنی امیر سسرال مل رہی ہے تمہیں.. دولت کی ریل پیل میں عیش کرو گی... ہونہہ اور ایک میں ہوں.. ایک ایک پیسے کو ترس رہی ہوں.. حالانکہ میں یہ سب deserve نہیں کرتی تھی. مگر مجھے اللہ نے ہمیشہ مشکلات ہی دی

ہیں... اور تم.. ہمیشہ آرام و سکون سے رہی." نیہا کی آواز مدھم تھی. اور لہجے میں ناکامیوں اور نارسائیوں کا کرب..

ایہانے زخمی نظروں سے اپنی بہن کیطرف دیکھا. بچپن سے لیکر آج تک جتنی نارسائیاں اسکے حصے میں آئی تھیں ان سب کے زخم کھل گئے تھے جیسے... خون رسنے لگا تھا.

"یہی تو سوچ کا تضاد ہے آپی.. ہر انسان کو بس اپنا دکھ دکھ لگتا ہے اور باقی سب کا دکھ ایک مذاق. خود کو ایک خراش پہنچے تو واویلا.. دوسروں کی چاہے روح چھلنی ہو جائے کوئی پرواہ نہیں.. حالانکہ دوسرے بھی کوئی پھولوں پہ چل کر زندگی کی منزلیں طے نہیں کر رہے ہوتے مگر ہمیں تو صرف اپنی آبلہ پائی نظر آتی ہے.. مولانا رومی کہتے ہیں کہ تمہارا بہت سا دکھ صرف تمہارا ہی انتخاب ہے. اگر تم آج دکھی ہو کرب میں ہو تو یہ تمہارا انتخاب ہے آپی.. اسمیں تم کسی کو دوش نہیں دے سکتی. اس کانٹوں بھرے راستے کا انتخاب تم نے خود کیا تھا. اس ایک محبت کو پانے کیلیئے تم نے کتنے ہی محبت بھرے دلوں کو توڑا تھا. اور تم آج بھی اسی اسٹیٹ میں ہو.. مظلومیت اوڑھے. سب کچھ تم نے اپنی مرضی سے کر لیا اور اب اللہ کو الزام دے رہی ہو.. آپی تم نے ہمیشہ غلط سوچا.. دولت کے پہاڑ خوشی کیوجہ نہیں ہوتے.. حقیقی مسرت صرف خلوص سے ملتی ہے اور خلوص انمول ہوتا ہے." وہ جب بولی تو اسکا لہجہ زخم زخم تھا. نیہا سر اٹھائے کسی ساحر زدہ کیطرح اسے سن رہی تھی.. دونوں کی

آنکھوں برس رہی تھیں... دونوں اس برسات سے بے پرواہ تھیں. "میری دعا ہے کہ تمہیں حقیقی خلوص نصیب ہو آپی.. لیکن ایک بات یاد رکھنا. زندگی کی راہوں میں کانٹے ہر پاؤں کیلیئے ہوتے ہیں چاہے وہ پاؤں تمہارے ہوں چاہے میرے.. زخموں سے کوئی بھی دل خالی نہیں ہوتا.. اور خوشیوں کے جھولے میں جھول کر کسی کی بھی زندگی بسر نہیں ہو رہی ہوتی." وہ اپنی بات مکمل کر کے بستر سے اتر کر شکست خوردہ قدموں چلتی کمرے سے نکل گئی تھی. نیہا خالی ہاتھ بیٹھی رہ گئی تھی.

مہندی کا فنکشن فارم ہاؤس میں ہونا تھا. یہ روحینہ اور سکندر کا آئیڈیا تھا کہ ابیہا اور ولید کا نکاح تو ہو ہی چکا ہے اسلیئے دونوں کی رسم حنا الگ الگ کرنیکی بجائے ایکساتھ ہی کر دی جائے. امی ابو وغیرہ کو بھی کوئی اعتراض نہ ہوا تھا. فنکشن شام سات بجے شروع ہونا تھا اور اس وقت مغرب کی اذانوں کا وقت ہو رہا تھا. ابیہا, روحینہ اور نیہا کے ہمراہ فارم ہاؤس کے بڑے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی. پیلے اور سبز غرارہ شرٹ میں پھولوں کے زیور سے سجی لمبی چوٹی کو گجروں سے سجائے دوپٹہ سر پہ سیٹ کیئے بناء میک اپ کے بھی وہ دمک رہی تھی. اسکا دل شدت سے دھڑک رہا تھا. ولید نے کئی روز سے اس سے بات نہ کی تھی. اور ابیہا کو اسکی خاموشی سے اب خوف آنے لگا تھا. کچھ دیر بعد علیشا بھی وہیں چلی آئی. اس نے اس بلا کی

سردی میں بھی بغیر آستین پیلے رنگ کی میکسی پہن رکھی تھی. لمبے بال پشت پہ بکھرے ہوئے تھے اور ہلکے ہلکے میک اپ نے اسکے حسن کو دو آتشہ کر دیا تھا. وہ بھی وہیں براجمان ہو گئی. وہ سب خوش گپیاں کر رہی تھیں لیکن اسکا دماغ جیسے سن ہو رہا تھا. کچھ وقت اور گزرا تو شزاء نے آکر مہمانوں کی آمد کہ اطلاع دی. علیشا کو اسکے پاس چھوڑ کر باقی سب لڑکیاں مہمانوں کے استقبال کیلیئے چلی گئی تھیں.

"یو آر لکنگ سو پریٹی." علیشا نے مسکرا کر اسے مخاطب کیا تو وہ کھل کر مسکرا بھی نہ سکی تھی.

"ویسے تم بہت لکی ہو یار اتنا اچھا ہزبینڈ ملا ہے تمہیں. ولید بہت اچھا انسان ہے." علیشا سنجیدہ نظر آرہی تھی. ایہا کو لگا وہ اسکا مضحکہ اڑا رہی تھی. "اور تمہارے لیئے تو وہ بالکل کریزی ہے. اس سے کوئی بھی بات کر وہ گھما پھرا کر بیا پہ لے ہی آتا ہے." وہ ہلکا سا ہنسی تھی. ایہا کو تذلیل کا احساس ہوا.

"اتنا ہمدرد انسان ہے وہ. مجھے تو تمہاری قسمت پہ رشک آتا ہے. تمہیں پتہ ہے میں اپنے ایک کلاس فیلو ظہیر کو پسند کرتی تھی وہ اتنا امیر نہیں ہے اسلیئے ممی اور بھائی نہیں مان رہے تھے. میں نے ولید کو اعتماد میں لیا تو اسنے سب سے پہلے ظہیر کے متعلق مکمل چھان بین کروائی. اور جب اسے اطمینان بخش معلومات حاصل ہو گئیں تو پھر ہم نے مل بیٹھ کر یہ ڈیسائید کرنا شروع کیا کہ ممی اور بھائی کو کیسے منانا ہے. ظہیر کے پاس اچھی جاب نہیں تھی ولی

نے اسکو اپنے ایک دوست کے آفس میں کافی اچھی جاب دلوائی. اور پھر ممی اور بھائی کو رضامند کروانے میں بھی سارا ہاتھ اسی کا ہے..بیلیو می میں تو اسکی احسان مند ہوں." جیسے جیسے علیشا بولتی جارہی تھی ایہا کا دل ڈوبتا جارہا تھا. "انشاء اللہ تم دونوں کی شادی کے بعد میرا اور ظہیر کا نکاح ہو گا."علیشا مسکرائی تھی اور ایہا تو شرمندگی کے سمندر میں غوطہ زن تھی. اسنے ولید پہ شک کرکے جو بیوقوفی کرڈالی تھی نجانے اب اسکا کیا انجام ہونا تھا. اسکا دل لرزنے لگا تھا.

مہندی کا فنکشن اپنے عروج پہ تھا. رسم حنا ادا کی جاچکی تھی اور اب ولید کے کزنز ڈانس کی تیاریوں میں تھے. ایہا اور ولید پیلے پھولوں سے سجے جھولے پہ برابر سے براجمان تھے. ولید سادہ سی سفید شلوار قمیص میں بکھرے بالوں اور بڑھی ہوئی شیو کیساتھ بے حد شاندار لگ رہا تھا. جبکہ ایہا کا چہرا پیلے دوپٹے کے گھونگھٹ کی اوٹ میں تھا. ایک جانب ڈانس فلور بنایا گیا تھا جس پہ اس وقت ولید کے کزنز بھنگڑا ڈال رہے تھے اور لڑکیاں انکے گرد کھڑی ہوٹنگ کررہی تھیں. تیز میوزک اور ان سب منچلوں کے شور کی آواز کے باعث کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی. "ولید."اسنے ہمت کرکے اسے پکارا. وہ شور کے باعث یا تو سن نہ سکا تھا یا پھر سن کر بھی اگنور

کر گیا تھا.

"آئیں ناں ولی بھیا." روحینہ آ کر اسے کھینچ کر لے گئی. ایہا گھونگھٹ میں چھپی آنسو بہاتی رہی. ڈانس کے بعد ولید کو مائیک تھما دیا گیا اور سب لڑکے لڑکیاں اسے گانا سنانے پہ مجبور کرنے لگے. روحینہ اور علیشا ایہا کا ہاتھ تھام کر اسے بھی ڈانس فلور پہ لے آئیں اور ولید کے برابر کھڑا کر دیا. ایہا گھبرائی ہوئی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی. بقیہ تمام لوگ ڈانس فلور سے اتر گئے. ولید کے کزن شاھد نے گیٹار سنبھال لیا اور ولید مائیک میں گانے لگا.

آنکھوں کو آنکھوں نے جو سپنا دکھایا ہے
دیکھو کہیں ٹوٹ جائے نہ
اتنے زمانوں میں جو لوٹ کر آیا ہے
پھر کہیں روٹھ جائے نہ.

اسکی آواز میں بہت لوچ تھی.. درد تھا.. سارے مجمع پہ سکوت سا طاری ہو گیا تھا.

چہرے تمہارے پہ جو رنگ ہے بہار کا
پچھلی بہاروں میں نہ تھا
لہجے میں بولنے لگا ہے جو خمار سا
کل تک باتوں میں نہ تھا



وہ گاتے گاتے اسکے گرد ہی چل رہا تھا. ایہا ان الفاظ کے اثر میں کھونے لگی.

پل دو پل دل ملنے کی بات ہے

راستے نکل آئینگے

وہ ایک لحظہ کو اسکے عقب میں رکا تھا. ایہا کا دل دھڑکنے لگا.. وہ اسے ہی تو کہہ رہا تھا یہ سب..

بیتی ہوئی باتوں کا غبار ڈھل جائے گا

فاصلے سمٹ جائینگے

اسنے اسکا ہاتھ تھام مصرع مکمل کر کے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا. ایہا کے رگ جاں میں تقویت

دوڑ گئی.. وہ اسکا اپنا تھا.. اسکا محرم...

آنکھوں کو آنکھوں نے جو سپنا دکھایا ہے

دیکھو کہیں ٹوٹ جائے نہ

اتنے زمانوں میں جو لوٹ کر آیا ہے

پھر کہیں روٹھ جائے نہ

اب وہ پھر سے استائی دہراتا ہوا ڈانس فلور سے نیچے اتر گیا تھا. گانے کے اختتام پہ سب نے

خوب تالیاں بجائی تھیں جبکہ ایہا کا دل مزید بیچین ہوگیا تھا.

روایتی سرخ عروسی لباس میں مکمل دلہن بنی ایہاکا روپ تو مانو آج چاند کو بھی شرما رہا تھا. اسنے آج بھی دوپٹہ سینے پہ پھیلا کر سر پہ سیٹ کروایا تھا بیوٹیشن نے کافی نخرے کئے تھے کہ اسطرح شرٹ پہ بنا کام چھپ جائیگا مگر وہ اپنی بات پہ ہی قائم رہی تھی. امی اور دادو نے اسکی خوب بلائیں لے ڈالی تھیں. وہ اس وقت برائیڈل روم میں اپنی کزنز کے جھرمٹ میں سر جھکائے بیٹھی تھی. گزشتہ رات اسنے اپنے بابل کے آنگن کے کونے کونے میں بکھری اپنی بچپن کی یادوں کو قطرہ قطرہ سمیٹا تھا.. امی کی گود میں سر رکھ کر انکی خوشبو کو جی بھر کے اپنی سانسوں میں اتارا تھا. اسکے دل میں ولید کی جانب سے ایک انجانا سا ڈر تھا نجانے وہ اسکو معاف بھی کریگا یا نہیں.. وہ بس اللہ پہ بھروسا کیئے ہوئے تھی. بارات آئی.. اور پھر کھانے کے بعد اسے اسٹیج پہ لا کر بٹھا دیا گیا. اس وقت اسکا چہرا سرخ جالی دار گھونگھٹ کی اوٹ میں تھا. نیہا اور اسکی خالہ زاد ثمینہ اسکے دائیں بائیں بیٹھ گئیں جبکہ باقی کزنز نے بھی اسٹیج کا گھیراؤ کر لیا. اپنے ڈھیر سارے کزنز کے نرغے میں چلتا ولید اسٹیج پہ آیا تو کرسی بٹھائی کی رسم شروع ہوئی. ایہا نے کنکھیوں سے اپنے شریک حیات کیجانب دیکھا. آف وائیٹ شیروانی میں وہ کسی مغلیہ شہزادے کیطرح شاندار نظر آرہا تھا. اسکی آنکھوں میں چمک تھی اور چہرے پہ دل موہ لینے والی مسکراہٹ.. ایہا کی کزنز خوب تاک تاک کر حملے کر رہی تھیں تو ولید کی کزنز بھی کسی سے کم نہ تھیں. اور تو

اور ولید خود بھی خوب زبانی وار کر رہا تھا. بہر حال ایک طویل بحث کے بعد ولید کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے تھے اور بھاری نیگ کی ادائیگی کے بعد اسے اپنی زوجہ کے برابر بیٹھنے کی اجازت ملی تھی. ایہا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا.. ولید سب سے بہت باتیں کر رہا تھا.. ہنس رہا تھا.. مگر اپنے پہلو میں بیٹھی ایہا کو اسنے مخاطب تک نہ کیا تھا. بہر حال فنکشن کے اختتام پہ رخصتی کے وقت روایتی سا سماں بندھ گیا تھا اور روتی ہوئی ایہا اپنے پیاروں سے گلے مل کر سب کو روتا چھوڑ کر اپنے پیا دیس سدھار گئی تھی.

رات کے بارہ بجے کا عمل تھا. کمرے کی فضا تازہ گلابوں کی مہک سے بوجھل سی ہو رہی تھی. وہ کافی دیر سے اس جہازی سائز بیڈ پہ بیٹھی دھڑکتے دل کیساتھ وہ الفاظ ترتیب دینے کی کوشش کر رہی تھی جن سے اس نے ولید سے معافی مانگنی تھی. بارہ بج کر پانچ منٹ پر دروازہ کھلا تو وہ سر جھکا کر اور بالکل الرٹ ہو کے بیٹھ گئی. جلدی جلدی دل ہی دل میں درود شریف پڑھ لیا. ولید مناسب قدم اٹھاتا اسکے مقابل آبیٹھا. ایہا کے مہندی رچے ہاتھ سرد پڑنے لگے.

"اسلام علیکم!" ولید کی دلکش آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے بمشکل سر کو موہوم سی جنبش دی. زبان تو جیسے گنگ ہی ہوگئی تھی.

"کیسی ہو؟" اسکا لہجہ و انداز بہت ہلکا پھلکا تھا.
"ٹھیک" وہ بشکل بولی.
"بہت اچھی لگ رہی ہو." ولید نے اسکا سرد ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا. ایہانے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا. ولید کا یہ نارمل سا رویہ اسکیلیئے حیران کن تھا. ولید نے جیب میں سے ایک مخملیں ڈبیہ نکالی اور اسے کھول کر اسمیں سے ایک طلائی چین نکالی جس کے بیچوں بیچ WALEED کے حروف کندہ تھے.
"پہنادوں؟" اس نے اس سے اجازت چاہی تو وہ کچھ بھی نہ بول سکی. ولید اٹھ کر اسکے برابر آبیٹھا اور نرمی سے اسے چین پہنانے لگا. ایہا اسکا قرب پاکر بے حد کنفیوز ہونے لگی تھی .
'اچھی ہے ناں؟" ولید نے چین کا لاک لگا کر مسکرا کے پوچھا. ایہانے سر جھکا کر اپنی سانسوں سے قریب ولید کے نام کو چمکتے دیکھا.
"صرف اپنانام اسلیئے لکھوایاہے تاکی تمہاری سانسوں کے قریب بھی بس میں رہوں." ولید نے فوراً وضاحت دی تھی. ایہانے اسکی جانب دیکھا. سیاہ آنکھوں میں صرف محبت تھی.
"آپ.. مجھ سے خفا نہیں ہیں." اس نے ہمت کرکے پوچھا. ولید نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا.
"میں تم سے خفا نہیں ہو سکتا بیا.. ہاں مگر مجھے افسوس ہوا تھا تمہاری سوچ پہ.. لیکن بعد میں

جب میں نے غیر جانبداری سے سوچا تو مجھے تم حق پہ لگیں. اور تبھی میں نے یہ ڈیسائیڈ کیا تھا کہ تمہیں وہ مقام ملنا چاہیئے جو ایک بیوی ہونے کے ناطے تمہارا حق ہے. بیا مجھے لگتا ہے کہ میں تم سے کتنی بھی محبت کر لوں مگر تم تب تک ان سیکیور رہو گی جب تک تمہیں میرا ساتھ میسر نہیں ہو گا.. اور اب میں جب تک ممکن ہو سکا تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھوں گا. میں تمہیں اپنے ساتھ لاہور لیجانے کے سب انتظامات مکمل کر چکا ہوں. تمہاری یونیورسٹی سے مائیگریشن بھی آسانی سے ہو جائیگی. باقی کی تعلیم تم وہیں مکمل کرو گی" وہ سنجیدہ لہجے میں بول رہا تھا. ایہا کا دل ہلکا پھلکا ہونے لگا.

"ولید پتہ نہیں کیوں میں آپ پہ شک کرنے لگی تھی.. شاید اسکی وجہ میری بچپن کی ذہنی گرہ ہے.. میں نے کبھی خود کو قابل محبت و توجہ سجھا ہی نہیں. مجھے آپکی محبت پہ مسرت تو ہوتی تھی لیکن اعتبار نہیں تھا... تبھی تو جب امی دادو اور نیہا نے میرے سامنے شک کا آئینہ رکھا تو میں فوراً اس میں نظر آتے عکس پہ ایمان لے آئی تھی." وہ اسکے سامنے اپنی کمزوری کا اعتراف کر رہی تھی. ولید نے شہادت کی انگلی سے اسکے ماتھے پہ سجی بندیا کو چھوا.

"آئی نو.. لیکن بیا.. میں تمہاری صورت سے نہیں تمہارے کردار کی پاکیزگی سے محبت کرتا ہوں. میرے نزدیک جس عورت میں حیا ہو وہ بیسٹ ہوتی ہے.. کیونکہ حیا ایک انمول خوبی ہے." اسکا لہجہ یقین دلانے والا تھا. ایہا کو یقین آنے لگا تھا. "میں تمہیں اسی لئے ساتھ لیجانا

چاہتا ہوں تا کہ ہم ایک دوسرے پہ ٹرسٹ ڈویلپ کر سکیں. ایک دوسرے کو سمجھ سکیں ".

"آپ بہت اچھے ہیں." وہ بے اختیار بولی تھی. ولید دھیرے سے ہنسا.

"اور تم بالکل چڑیل ہو." وہ اسے چھیڑ رہا تھا. وہ مسکرا دی. گال کا بھنور گہرا ہوا تھا. ولید نے انگشت شہادت سے اس بھنور کو محسوس کیا تھا.

"میں تمہیں بہت چاہتا ہوں بیا.. بہت زیادہ..." اسکی آواز بوجھل سی تھی. ایہا نظریں جھکا گئی.

"جب تک سانسیں ہیں ولید حسن تمہارا ساتھ دیگا ایہا.. ہاں مگر جب سانسیں ہی نہ رہیں.." ایہا نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا. "تب بھی آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے." اسکا لہجہ مضبوط تھا. ولید نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا.

محبت ایسا دریا ہے

کہ بارش روٹھ بھی جائے

تو پانی کم نہیں ہوتا

وہ گنگناتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل پہ پر تکلف سی چائے کے لوازمات سجا رہی تھی. شام کے

سات بجنے والے تھے اور ولید بس گھر پہنچنے والا تھا. چائے کے لوازمات سیٹ کر کے وہ اپنے کمرے میں آئی اور آئینے کے سامنے آر کی. سبز رنگ کے سادہ سے شلوار قمیص میں وہ بہت نکھری نکھری سی نظر آرہی تھی. سادہ سا چہرہ دمک رہا تھا. اور لائٹ براؤن آنکھوں میں دائمی خوشیوں کا عکس تھا. اسنے اپنے لمبے بالوں کو کیچر سے آزاد کر کے پشت پہ کھلا چھوڑ دیا اور ڈریسنگ ٹیبل سے گہرے سرخ رنگ کی لپ اسٹک اٹھا کر ہونٹوں پہ سجالی. پھر گھوم گھوم کر اپنا جائزہ لینے لگی. بظاہر کوئی تبدیلی نہ تھی مگر اپنے وجود میں سانس لیتی ایک نئی زندگی کا احساس اسے مسلسل مسکرانے پہ مجبور کر رہا تھا. دفعتاً مین ڈور کھلنے کی آواز آئی اور پھر چند ہی ثانیے بعد فل آرمی یونیفارم میں تھکا ہارا سا ولید کمرے میں داخل ہوا تھا.

"اسلام علیکم!" اس نے پلٹ کر ایک چمکتی مسکراہٹ کیساتھ اسکا استقبال کیا تھا.

"وعلیکم السلام وائفی کیا حال ہے" اس کے چہرے سے ساری تھکن غائب ہوگئی تھی.

"بالکل ٹھیک." وہ مسکرا کر بولی. ولید نے آگے بڑھ کر اسے بانہوں میں بھر لیا تھا.

"یونیورسٹی سے کب آئی؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا

"دو بجے." ایہا نے اسکی بانہوں کے نرم حصار سے نکلتے ہوئے جواب دیا.

"کیسی لگ رہی ہوں؟" یہ اسکا روز کا سوال ہوتا تھا.

"بالکل وہ چڑیل لگ رہی ہو جو ابھی ابھی کسی انسان کا خون پی کر آئی ہو." اسکا جواب بھی

ہمیشہ یہی ہوتا تھا.

"آپکا خون ہی نہ پی لوں میں" اسنے اسکے شانے پہ دھپ لگائی. ولید نے اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر اسے تھمایا.

"بندہ حاضر ہے." وہ سر خم کرکے شوخی سے بولا تو اسنے ہنستے ہوئے ریوالور ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھدیا.

"جلدی سے فریش ہو جائیں. چائے آپکے انتظار میں ٹھنڈی ہورہی ہے".

"اوکے. اچھا بیا کل یونیورسٹی ذرالیٹ چلی جانا صبح نوبجے تمہاری ڈاکٹر کیساتھ اپائنٹمنٹ ہے ڈرائیور بالکل وقت پر آجائیگا. آئم سوری کل تم اکیلی چلی جانا بٹ انشاء اللہ نیکسٹ ٹائم میں تمہارے ساتھ چلوں گا." اسنے اسکے بال سہلا کر پیار سے کہا تو وہ سر ہلا کر کمرے کے دروازے کیجانب بڑھی.

"ویسے آپ یونیفارم میں بہت ہینڈسم لگتے ہیں ولی." وہ جاتے جاتے پلٹ کر بولی تو ولید دو قدم کا فاصلہ طے کرکے اسکے سامنے آرکا.

"اور تم اس ریڈ لپ اسٹک میں بہت ہاٹ لگتی ہو." اپنی کیپ اسکے سر پر پہنا کر اسنے بائیں آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تھا.

"فریش ہو جائیں جا کر." اسنے اسے ہلکا سا دھکیلا تو وہ ہنستا ہوا باتھ روم کیجانب بڑھ گیا. ایسا

نے آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پہ نگاہ ڈالی.. وہ خاکی کیپ اسکا فخر تھی.. وہ مسکرادی . گزشتہ چھ ماہ میں ولید کی محبت نے اسے سر تاپا بدل دیا تھا. اسکی ساری نارسائیاں اور مایوسیاں ختم ہو گئی تھیں. وہ ایک بااعتماد لڑکی بن گئی تھی.. ولید کی محبت ایک ایسا دریا تھی جس کو کسی برسات کی حاجت نہ تھی.. یہ دریا تو ہر پل جل تھل رہتا تھا.. اور اس بے پایاں محبت کے ذخیرے نے ایہا کاظم کی روح تک کو سیر اب کر ڈالا تھا. ولید حسن اسکی خوش بختی تھا.. اسکی روح کا ساتھی تھا.. ایہا نے اس خاکی کیپ کو اپنے سر سے اتار کر سینے سے بھینچا اور دل سے مسکرادی.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆